قرآن پاک اور بخاری و مسلم کی روشنی میں
علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پروفیسر احمد رضا خاںؒ

قرآن پاک اور بخاری و مسلم کی روشنی میں

1

علمِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از

پروفیسر احمد رضا خاں
گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

زیر اہتمام

تحریکِ مطالعۂ قرآن

المرکز الاسلامی والٹن روڈ لاہور

0322-4280455

1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صفحہ نمبر

نام کتاب : علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تصنیف : پروفیسر احمد رضا خاں

تعداد طباعت سوم : 1000

مطبع : سٹی گرافکس پرنٹرز، لاہور

قیمت : 180 روپے

ملنے کے پتے

☆ جامعہ المرکز الاسلامی مین والٹن روڈ لاہور کینٹ

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور ☆ شبیر برادرز 40 اُردو بازار لاہور

☆ مکتبہ اہلِ سنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور ☆ ادارہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور

☆ مکتبہ حریت 22 اُردو بازار لاہور ☆ ادارۂ مسعودیہ 5,6/2۔ ای ناظم آباد کراچی

{حسنِ ترتیب}

1

1

1

اطلاع

اس ایڈیشن کی جملہ آمدن مستقلاً تحریکِ مطالعۂ قرآن کے لیے وقف ہے۔

قرآنی تعلیمات عام کرنے کا ذوق واحساس رکھنے والے احباب

اپنے پیاروں کو ایصال ثواب کرنے کے لیے مفت تقسیم

کرنا چاہیں تو خاص رعایت کے لیے رابطہ کریں۔

1

انتساب

حضور سیدِ عالم، فخرِ بنی آدم، نورِ مجسم، نبیءِ مکرم، شفیعِ معظّم، رسولِ محتشم،
سرکارِ ابد قرار، مدنی تاج دار، محبوبِ پروردگار، سیدِ ابرار، آقائے نام دار

کے نام

جن کی محبت ہی میری کل کائنات ہے

1

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَ بَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُو دِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَ مِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوحِ وَالْقَلَمِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے اِنہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

از

مفکر اسلام مفسّر قرآن

حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ

(ڈائریکٹر ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی پاکستان)

''جِینا'' کیفیت بھی ہے، بعض اوقات تنگ ِوجود بھی ہے اور کبھی یہ ایمان اور ریاضت بھی ہو جاتا ہے۔ اس جہان رنگ و بُو میں سچی بات یہ ہے کہ جِینا انہیں کا جینا ہے جو دولت دنیا، مال و منال اور رشتہ و پیوند ایسے بتانِ وہم و گمان کو پائے استغنا تلے روند کر حسنِ ازل کے شاہکار رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بن کر جیتے ہیں۔ ایسے دیوانگانِ عشق کے جینے کے انداز ہی نرالے، دلچسپ اور رحمت فروغ ہوتے ہیں۔ ان کی سوچوں کا ہمالہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ دنیاءِ دوں کے غلام اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ ان کا مسلکِ فکر بس یہی ہوتا ہے۔

نیست از روم و عرب پیوند ما
نیست پابند نسب پیوند ما
دل ز محبوب حجازی بستہ ایم
زیں جہت با یک دگر پیوستہ ایم

یہ وہ زینۂ محبت ہے جس پر قدم رکھنا معراجِ حیات ہے۔اس وظیفۂ زندگی سے محروم بھی بہت لوگ ہیں اور اس سعادت سے بہرہ مند بھی بہت ہستیاں ہیں۔اس محبت نگر کی جو خوشبو پالیتا ہے اس کی سوچوں، اس کے خیالات، اس کے فتاویٰ، اس کے اعمال اور اس کی تحقیقات سب خوشی سے ایک زنجیر پہن لیتی ہیں......ادب کی، احتیاط کی، حزم کی، ورع کی اور محبوب کی ذات میں کھوئے رہنے اور ڈوبے رہنے کی۔احمد رضا پیار، محبت، احتیاط اور ادب کی راہوں میں چلنے والے ایک نوجوان ہیں۔انہیں عالم یا محقّق ہونے کا دعویٰ نہیں۔اصل میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفِ جنت گیر کے اسیر ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کوئی فرد ہو یا مسلک، تنظیم ہو یا گروہ جب بے احتیاطی برتتے تو احمد رضا غم وغصہ کی بجلی بن جاتے ہیں۔ چونکہ وہ کالج میں علومِ اسلامی کے اُستاد بھی ہیں اس لئے مطالعہ کرتے ہوئے ان مسالک سے خوب آگاہ رہتے ہیں جن کے حصہ میں سوائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی کے اور کچھ بھی نہیں آیا۔اب بتایئے ایک ایسا شخص جس کی سوچ اور عقیدہ یہ ہو کہ

نسخۂ کونین را دیباچہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کے محبوب اور کائنات کے قائد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کوئی بے علمی منسوب کرے۔یہی مطالعہ دراصل احمد رضا کے کام اور کوششوں کے لئے مہمیز بن جاتا ہے۔وہ حدیث کی درجنوں کتابیں پڑھتے جاتے ہیں اور جانِ جمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پر انہیں جو موتی اور جو پھول ملتا جاتا ہے اسے وہ اکٹھا کرتے چلے جاتے ہیں اور اس طرح علم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلائل اور احادیث کا ایک خوبصورت چمن کِھل اُٹھتا ہے۔اب احمد رضا کی مرضی ہوتی ہے کہ ہر عاشق، ہر محب اور ہر جستجو رکھنے والا اس چمن میں آئے اور علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بُو پائے۔

پروفیسر احمد رضا کے ہاتھ میں پکڑا ہوا روشن چراغ بلا شبہ کئی لوگوں کی شمع کشتہ کو جلا سکتا ہے۔ راقم حروف نے بھی اس دمکتے اور دِل گداز مجموعے کو پڑھا ہے۔ خیال ہے کہ ایسا ادب ہی نوجوانوں کے لئے عقیدہ ساز، اخلاق آفرین اور سیرت آگاہ ثابت ہوسکتا ہے۔ امید ہے احمد رضا رشحاتِ قلم سے نوجوانوں کو نوازتے رہیں گے۔ البتہ احمد رضا کے لیے باغوں کی مہک سے حلاوت مند ہونے کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ تخلیقی، علمی، اور کردار ساز عنوانات پر جدالی انداز کی بجائے صوفیانہ محبت کا اسلوب غالب رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے اور اگر کوئی غلطی ان سے سرزد ہوئی ہے تو اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے انہیں معاف فرمائے۔

طالبِ دعائے رحمت

سید ریاض حسین شاہ

1

نعمت............ذکرِ نعمت

علم ایک نعمت ہے .... اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو دیگر نعمتوں کے علاوہ علم کی اس خاص نعمت سے بھی خوب نوازا مگر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو اللہ پاک کے خاص محبوب اوراس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مکرّم ومقرّب ہیں اس لئے اللہ پاک نے جتنا علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمایا، وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

...... ماضی و مستقبل کا علم ...... دُور و نزدیک کا علم ......زمین اورزیرِ زمین کا علم ...... آسمان اورعرش وکرسی کا علم ...... جنت و دوزخ کا علم ...... ظاہر و پوشیدہ کا علم ......غرض ساری کائنات کا علم ......دن ہو یا رات ......خلوت ہو یا جلوت ......غار ہو یا پہاڑ ......مسجد ہو یا میدان ......نماز ہو یا نیند ......گھر ہو یا محفل ......سفر ہو یا قیام ......غرض ہر جگہ اور ہر حالت میں علم وحکمت کا آسمانی نُور قلبِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا وبخشش فزوں سے فزوں تر ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ مُژدہ سنا دیا گیا۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! رب کے خزانے بہت وسیع ہیں اوراس کا دستِ عطا بہت فراخ ہے۔ نعمتوں کے سارے خزانے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ہیں۔ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا ہوا، یہ خیرِ کثیر تو ہے مگر نہ خیر کی انتہا ہے اور نہ کثرت کی انتہا............وہ دیتا رہے گا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لیتے رہیئے۔ ہر لمحہ گزرے لمحے سے بہتر ہوگا اور ہر حالت پہلی حالت سے بہتر ہوگی۔ { مفہوم آیت: 04 سورۃ الضحیٰ }

نعمت کی عطا ہوتی رہی، نور کا سمندر پھیلتا رہا، اب کتنی عطا ہوئی اور کتنا سمندر پھیلا ...... ہماری نظر کہاں تک دیکھے، ہماری عقل کہاں تک سمجھے...... اللہ کی عطا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے ظرف کو اپنے پیمانے سے ماپنا اور اپنے ترازو میں تولنا حماقت ہی تو ہے۔

1 قرآن نے یہی سمجھایا کہ نعمتوں کو یاد کرتے رہو، عطاؤں کے گیت گاتے رہو۔ عطاءِ نعمت محبت کا تحفہ ہے اور ذکرِ نعمت اہلِ محبت کا وظیفہ۔ ذکرِ نعمت اللہ کی سُنّت بھی ہے اور اس کا حکم بھی۔ اس کتاب کی تالیف کا یہی محرّک ہے اور یہی سبب۔ یہ کتاب فقط اپنی قلبی محبت کا اظہار اور محبت کے فروغ کی ایک کوشش ہے۔ یہ نعمت کا تذکرہ اور محبت کی محفل ہے۔

محبت ...... ہاں اس محبت کے کئی نام ہیں ...... اس محبت کا ایک نام خوشبو بھی ہے اور خوشبو سے روح مہک جاتی ہے...... اس محبت کا ایک نام روشنی بھی ہے اور روشنی سے اُلجھی راہیں سلجھتی ہیں ...... اس محبت کا ایک نام سچائی بھی ہے اور سچائی قبول کرنے والے ہی کامیاب رہتے ہیں۔

آؤ نعمت کے اس تذکرے اور محبت کی اس محفل سے اپنی روح کو مہکائیں۔ اپنی راہوں کو سلجھائیں اور کامیابی حاصل کریں۔

کچھ اسلوب کے بارے میں

1- میں نے اس گُل دان میں قرآنی آیات کے علاوہ بخاری و مسلم کے گلشن سے دوسو سے زیادہ احادیث کے مدنی پھول سجانے کی کوشش کی ہے۔ قدرشناس جانتے ہیں کہ اس سے بہتر خوشبو اور کہیں سے نہیں ملتی۔

2- ترتیب منظم اور تحریر سادہ و عام فہم ہے۔

3- پڑھنے والوں کو قرآن وحدیث کے قریب رکھنے کے لئے پیچیدہ اور مشکل عبارات و مباحث اور کثیر وطویل تبصروں سے گریز کرتے ہوئے بنیادی مواد پیش کیا ہے۔

4- بنیادی اور مکمل حوالے دیئے ہیں تا کہ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

5- عربی عبارات پر اعراب لگائے ہیں تاکہ عربی زبان میں مہارت نہ رکھنے والوں کے لئے بھی اپنے آقا حضور ﷺ کی پیاری پیاری باتیں پڑھنا اور یاد کرنا آسان رہے۔

6- تلخ و ترش الفاظ اور تند و تیز جملے اور متعدد کتابوں کی گستاخانہ عبارات تحریر کرنے سے قصداً گریز کیا ہے تاکہ لطافت اور سنجیدگی متاثر نہ ہو۔

یا رب العالمین! میری کم علمی اور بے عملی کو تجھ سے زیادہ کون جانتا ہے۔ تو نے اس کام کی توفیق دی ہے تو اب میری کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اس کوشش کو قبول بھی فرما لے۔ تیری بلند بارگاہ میں تیرے پیارے محبوب ﷺ کے راہِ دین میں بہنے والے خون اور اُمّت کے غم میں بہنے والے آنسوؤں کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ تُو مجھے اور میری اولاد سمیت ہر مسلمان کو دین کا سچا درد عطا فرما اور حضور ﷺ کے ہر اُمتی کو آپ ﷺ کی والہانہ محبت و عقیدت اور آپ ﷺ کے دلی ادب و احترام کی تبلیغ کرنے والا بنا، آمین۔

میں مفکرِ اسلام، مفسرِ قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب، علامہ پروفیسر علی احمد صاحب، حافظ محمد ظہور اللہ چشتی صاحب، جناب ریاض الدین صاحب سمیت ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی علمی راہنمائی، مالی تعاون اور دوڑ دُھوپ سے اس کتاب کی ترتیب و تنظیم اور طباعت و اشاعت کے مراحل آسان ہوئے۔ اللہ پاک ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مجھ نکمّے کو تادمِ آخر دین کی پُر خلوص خدمت کی عادت عطا فرمائے۔ آمین۔

قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ برائے خاکِ مدینہ میری والدہ مرحومہ کی مغفرت اور اس عاجز و مسکین کے حُسنِ خاتمہ کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

طالبِ دعا **احمد رضا قادری** عفی عنہ

1

پہلا باب

قرآن مجید

اور

انبیاء کرام علیہم السّلام

کا

علم پاک

1

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو علمِ غیب عطا فرماتا ہے

1- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ٥

{سورۃ آل عمران:179}

''اور اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ (اے عام لوگو!) تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے، تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے''

2- عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ٥ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ٥

{سورۃ جنّ:27,26}

''غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے''

حضرت آدم علیہ السلام کو بھی علمِ غیب عطا فرمایا گیا:

3- وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ {سورۃ البقرہ:31}

''اور اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم علیہ السلام کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے پھر سب (اشیاء) ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا: سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ''

اشیاء کے علم سے کیا مراد ہے؟

1

☆ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھانے کے معنی یہ ہیں کہ رب تعالیٰ نے ان کو وہ تمام جنسیں دکھادیں جن کو پیدا کیا ہے اور ان کو بتادیا کہ اس کا نام گھوڑا اور اس کا نام اُونٹ اور اس کا نام فلاں ہے۔ {تفسیر مدارک التنزیل ج1 ص40}

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھادیے یہاں تک کہ پیالی اور چُلّو کے بھی۔ {تفسیر معالم التنزیل 01/47}

☆ کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھادیئے اور کہا گیا کہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی اولاد کے نام اور کہا گیا کہ ان کو تمام زبانیں سکھادیں۔

{تفسیر خازن 01/47}

☆((1ایک طویل حدیث پاک میں ہے کہ جب قیامت کے روز اہلِ ایمان سفارش کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو دیگر گزارشات کے علاوہ یہ بھی عرض کریں گے: وَعَلَّمَکَ اَسْمَآءَ کُلِّ شَیْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ: ......"اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے تو آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں"

{بخاری کتاب التفسیر باب قوله و علّم اٰدم الاسمآء کلّها 01/642۔ مسلم۔ نسائی۔ ابن ماجہ}

حافظ ابنِ کثیر نے اس حدیث شفاعت کے ذکر کے بعد جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی تمام اولاد کے، سب جانوروں کے، زمین و آسمان، پہاڑ، تری، خشکی، گھوڑے، گدھے، برتن بھانڈے، چرند پرند، فرشتے، تارے وغیرہ تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے ذاتی وصفاتی ناموں کے علاوہ کاموں کے نام بھی

سکھا دیئے۔ نیز نہ صرف ان چیزوں کے نام سکھائے بلکہ ان چیزوں کا مشاہدہ بھی کروایا۔

{تفسیر ابنِ کثیر زیر آیت بالا ج 01 ص 73 مطبوعہ سہیل اکیڈمی شاہ عالم لاہور} 1

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وسیع علم و مشاہدہ عطا کیا گیا:

4- وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ○ {سورۃ انعام:75}

''اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے''

حافظ ابنِ کثیر کا بیان:

ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہوں کے سامنے آسمان پھٹ گئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آسمان کی سب چیزوں کو دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ ان کی نظر عرش تک پہنچی اور ساتوں زمینیں ان کے لئے کھل گئیں اور وہ زمین کے اندر کی چیزیں دیکھنے لگے۔ {تفسیر ابنِ کثیر زیرِ آیتِ بالا 02/150}

مزید لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے آسمان و زمین کی چھپی ہوئی اور اعلانیہ ساری چیزیں دکھلا دیں۔ ان میں کچھ بھی چھپا نہ رہا۔ اس لیے محتمل ہے کہ ان کی نگاہوں سے پردہ ہٹ گیا ہو اور نہاں (پوشیدہ) ان کیلئے عیاں (ظاہر) ہو گیا ہو اور یہ بھی محتمل ہے کہ اس کو دل کی آنکھوں سے دیکھا ہو۔

2- مروی ہے کہ خواب میں اللہ تعالیٰ ایک بہترین شکل میں آیا اور فرمایا: اے محمد (ﷺ)! ملاءِ اعلیٰ میں کیا بحث ہو رہی ہے؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے یا رب! میں نہیں جانتا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک

میں اپنے سینے میں پانے لگا۔ اب ہر چیز مجھ پر کُھل گئی اور میں سب کچھ دیکھنے لگا۔

{ترمذی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورہ صٓ، مسند احمد ج 5 بسند معاذ} 1

ضروری اطلاع:

چونکہ یہ حدیث مبارکہ اور اسی باب کی دیگر دو احادیث مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ غیب کی وسعت و عظمت کی روشن دلیل ہیں اس لیے بعض لوگوں نے اپنے عقائد قرآن و حدیث کے مطابق استوار کرنے کی بجائے اسے ترمذی کے نئے نسخوں سے نکال دیا ہے۔

اور......مَافِی الرِّحمِ......کا غیبی علم بھی عطا ہُوا

-5 مافی الرّحم: ''ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ (بیٹا یا بیٹی)؟''

وبَشَّرُوْہُ بِغُلٰامٍ عَلِیْمٍ o {سورۃ الذّاریات:28}

''اور اسے ایک علم والے لڑکے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی خوش خبری دی''

-6 وَامْرَاَتُہٗ قَآئِمَۃٌ فَضَحِکَتْ فَبَشَّرْنٰھَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ o {سورۃ ہود:71}

''اور اس (حضرت ابراھیم علیہ السلام) کی بیوی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اُسے اسحاق کی خوش خبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی''

حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی علمِ غیب عطا فرمایا گیا:

-7 وَکَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ o {سورۃ یوسف:06}

''(حضرت یعقوب نے کہا) اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا''

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کے اظہار سے پہلے ہی آپ علیہ السلام کے نبی ہونے کی خبر دے دی۔ نیز یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب اپنے والد گرامی سے عرض کیا تھا، اس میں باتوں کا انجام نکالنے کا کوئی قرینہ یا کوئی اشارہ نہ تھا۔ مگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے علمِ نبوت سے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس علم کے بارے میں بھی بتا دیا جس کا اظہار کئی سالوں بعد مصر کے قید خانہ میں ہوا۔

8- وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ o

{سورۃ یوسف:68}

''اور بے شک وہ علم والا ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے''

کیا حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جانتے تھے؟

9- عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِیْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ o

{سورۃ یوسف:83}

''قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے گا، وہی علم و حکمت والا ہے''

چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اپنے بھائی، والیئ مصر، حضرت یوسف علیہ السلام کو پہچانتے نہ تھے۔ اس لئے وہ یہی سمجھتے تھے کہ انہوں نے مصر میں بنیامین کے ساتھ اپنے سب سے بڑے بھائی (کبیرُ ھم) کو چھوڑا ہے مگر حضرت یعقوب علیہ السلام خوب جانتے تھے کہ مصر میں ان دو (2) کے ساتھ تیسرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام بھی ہیں اس لئے آپ نے جَمِيْعًا... فرمایا اور مُبتدی بھی جانتا ہے کہ عربی میں جمع کم از کم تین افراد سے بنتی ہے۔

آیت نمبر 06 اور آیت نمبر 83 سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بے خبر نہیں تھے اور ان کا رونا بے خبری کے باعث نہیں

بلکہ ان کی جدائی کے باعث تھا۔

1

اس ضمن میں یہ آیت بھی ملاحظہ ہو۔

-10 وَ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ٥ {سورۃ یوسف:86}

''اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے''

یہ آیت کریمہ بھی خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے علمِ غیب کی نشان دہی کرتی ہے جیسا کہ بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پیش کی تو آپ علیہ السلام نے پھر یہی فرمایا۔

-11 اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ٥ {یوسف:96}

''کیا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے''؟

آیت کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں فرمایا ہے:

والمراد علمه بحياة يوسف من جهة الرّؤيا ''اور اس خواب کی حالت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی حیات کا علم مُراد ہے'' {ج06 ص508}

مزید فرماتے ہیں:

اِنَّہٗ عَلَیۡہِ السَّلَامُ کَانَ عَالِمًا بِاَنَّ مَلِکَ مِصۡرِ ھُوَ وَلَدُہٗ یُوۡسُفُ اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَا اَذِنَ لَہٗ فِیۡ اِظۡھَارِ ذَالِکَ

{زیر آیت 68 ج06 ص483 مطبوعہ مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور}

''آپ علیہ السلام کو علم تھا کہ مصر کا حکمران آپ کا بیٹا یوسف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابھی اس (راز) کے اظہار کی اجازت نہ تھی''

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں علم تھا یا نہیں، اس سے قطع نظر سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے والد گرامی کے حزن و ملال کی کیفیت پہلے سے معلوم نہ سہی، بھائیوں سے ملاقات ہونے پر تو تمام صورت حال واضح

ہوگئی تھی پھر انہوں نے مصر کا حکمران ہونے کے باعث تمام وسائل میسر ہونے کے باوجود اپنے والد گرامی کو اپنے پاس کیوں نہ بُلوا لیا اور اگر بُلوانا بھی مناسب نہ سمجھا ہو تو کم از کم اپنے بارے میں اطلاع ہی بھجوا دی ہوتی مگر آپ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ آپ علیہ السلام کی خاموشی اللہ کے حکم سے تھی جیسا کہ صاحب تفسیر مظہری نے بھی یہی بیان کیا ہے۔ {05/187، ادارہ اشاعت العلوم دہلی}

اس لیےحضرت یعقوب علیہ السلام کے حُزن و ملال کو بے خبری پر محمول کرنا محض سطحی اندازِ فکر ہی کا نتیجہ ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی عِلم غیب عطا فرمایا گیا:

12- اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ

{سورۃ یوسف:93}

’’میرا یہ کُرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو وہ بینا ہو جائیں گے‘‘

اس آیت کریمہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی روشنی پھر آنے کا بیان کرنا اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو مستقبل یعنی مَا فِیْ غَد کا غیبی علم عطا فرمایا ہے۔

تفسیر مظہری میں بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔ {05/198}

حضرت یوسف علیہ السلام کے عِلم غیب کا مزید بیان:

13- قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِىْ رَبِّىْ ۚ {سورۃ یوسف:37}

’’حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے

پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا۔ یہ ان علموں میں سے ہے جو میرے رب نے سکھایا ہے''

1

محمد ادریس کاندھلوی اور دیگر مفسرین نے بیان کیا ہے کہ میں تم کو اس (کھانے) کے آنے سے پہلے اس کے حال اور مآل (نتائج و اثرات) سے آگاہ کر دوں گا کہ فلاں چیز تمہارے پاس آئے گی اور اس کی کیفیت و کمیت کیا ہوگی۔

حضرت خضر علیہ السلام کو بھی علمِ غیب سکھایا گیا:

15- فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِنَاۤ اٰتَیۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا ○ {سورۃ کہف:65}

''تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنّی عطا کیا''

علمِ لدُنّی کیا ہے؟

تفسیر بیضاوی میں ہے۔

16- اَیۡ مِمَّا یَخۡتَصُّ بِنَا وَلَا یُعۡلَمُ اِلَّا بِتَوۡفِیۡقِنَا وَھُوَ عِلۡمُ الۡغَیۡبِ ○

{ص 148 جز 03 مصر}

''حضرت خضر (علیہ السلام) کو وہ علم سکھائے جو ہمارے ساتھ خاص ہیں بغیر ہمارے بتائے کوئی نہیں جانتا اور وہ علمِ غیب ہے''

نوٹ: یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث میں جہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا وہاں یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ رہا اس کے بتانے سے غیب کا جاننا تو وہ ان تمام آیات اور اس کتاب کی احادیث سے صراحتاً ثابت ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

هُوَ عِلْمُ الْغُيُوْبِ وَ الْإِخْبَارُ عَنْهَا بِإِذْنِهِ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ

''(حضرت خضر کو جو علم لدنّی سکھایا گیا) وہ غیبی باتوں کا علم ہے اور خدا کی اجازت سے اس غیبی علم سے خبریں دینا جیسا کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس طرف گئے ہیں'' {05/270 دارالفکر بیروت}

علامہ شوکانی کی فتح القدیر میں ہے۔

وعلمناه من لدنا علما .... و هو ما علمه الله سبحانه من علم الغيب الذى استاثر به وفى قوله من لدنا تفخيم لشان ذالک العلم و تعظيم له {فتح القدیر ص 427 جز ثالث دارالفکر بیروت}

''اور ہم نے انہیں اپنے خاص علم غیب میں سے بعض کی تعلیم دی اور مِنْ لَّدُنّا میں تفخیم ہے جس سے دیئے گئے علم کی شان اور عظمت بتلانا مقصود ہے''

محمد ادریس کاندھلوی کی تفسیر معارف القرآن میں ہے:

''اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ بیان فرمایا: وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا...

اور ان کو ہم نے اپنے پاس سے ایک خاص علم عطا کیا تھا جو نظر و فکر سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہم نے اپنے پاس سے ان کو باطنی علم سکھایا۔ وہ علم ہمارے ساتھ خاص ہے، بغیر ہمارے سکھائے کوئی اس کو نہیں جان سکتا۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ایسے ہی علم کو علم لدنّی کہتے ہیں۔ جس میں اسبابِ ظاہری کا دخل اور واسطہ نہ ہو اور عالم غیب سے براہِ راست علم اس کے قلب میں داخل ہو''

مزید لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو اسرارِ غیبی اور باطنی حکمتوں اور مصلحتوں کا علم عطا

فرمایا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احکام شریعت کا علم عطا فرمایا تھا‘‘ {ج4 ص433}

1 الحمدللہ! اس آیتِ مبارکہ اور اس کے تحت تفسیری بیانات نے یہ سمجھنا بھی آسان کر دیا کہ قرآنِ پاک کی آیات میں مذکور اَنباء الغیب (اخبارِ غیب) سے علم غیب کی نفی کرنا درست نہیں اس لیے کہ علمِ غیب اور اخبار غیب میں منافات و تضاد نہیں کہ ایک کے اثبات سے دوسرے کی تردید لازم آئے۔ دوسرے یہ کہ غیبی خبریں تو بجائے خود علم غیب کی دلیل ہیں اس لئے کہ علم کے بغیر تو خبر نہیں دی جا سکتی۔ اسی لئے عقائد کی کتب میں مذکور ہے کہ خبرِ صادق علم کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے جیسا کہ شرح عقائدِ نسفیہ ص 12 میں لکھا ہے۔

حاصل کلام: اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پاک کی وسعت کو ظاہر کی گئی خبروں میں محدود کرتے ہوئے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپ کو غیب کا اتنا ہی علم دیا گیا تھا جس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دے دی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو علم عطا ہوا وہ ایک وسیع سمندر ہے اور یہ خبریں اس سمندر کے چند قطرے۔ اس علم پاک میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو خبریں دی ہیں وہ دوسروں کے ظرف اور ضرورت و مناسبت کے مطابق تھیں۔ باقی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ علم اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود علم الٰہی کے ساتھ کوئی تقابلی نسبت نہیں رکھتا، اس طرح تمام مخلوق کا کُل علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیع علم کے ساتھ کوئی تقابلی نسبت نہیں رکھتا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے لیے علم ما فی الرّحم کا ثبوت:

16- یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّاo {سورۃ مریم:07}

’’اے زکریا! ہم تجھے خوش خبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحیٰی ہے۔ اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا‘‘

یہ غیبی علم حضرت مریم علیہا السّلام کو بھی عطا ہُوا:

1

17- اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ o

{سورۃ آل عمران:45}

''یاد کرو جب فرشتوں نے کہا، اے مریم! اللہ تجھے خوش خبری دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا۔ باعزت ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا''

نوٹ: مافی الرّحم سے متعلق ان چار آیاتِ مبارکہ سے واضح ہُوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو یہ علم بھی عطا فرماتا ہے اور اس سے سورۃ لقمان کی آخری آیت کے اس مفہوم کا تعین سمجھنا بھی آسان ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر بتائے اپنے آپ کوئی نہیں جانتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی علمِ غیب عطا فرمایا گیا:

18- وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ o {سورۃ اٰل عمران:49}

''اور تمھیں بتادیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ علمِ غیب دائماً حاصل تھا:

یہ کھائے ہوئے کھانے اور گھروں میں موجود کھانے کے بارے میں بتانا وقتاً فوقتاً اور کبھی کبھار کے لیے نہ تھا بلکہ فعلِ مضارع سے معلوم ہوا کہ غیب کا یہ علم آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دائماً و مُستمراً حاصل تھا۔

لوحِ محفوظ میں سب کچھ لکھا ہوا ہے اور یہ غیب سے تعلق رکھتا ہے:

19- وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ {سورۃ انعام:59}

''اور کوئی دانہ نہیں زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھا نہ ہو''

20- وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝

{سورۃ النّمل:75}

''اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں''

لوح محفوظ میں ادنیٰ و اعلیٰ ہر چیز اس لیے نہیں لکھی گئی کہ خدا کو اپنے بُھول جانے کا اندیشہ تھا بلکہ یہ بیان ان مُقربین کے لئے ہے جو لوحِ محفوظ پر نظر رکھتے ہیں۔

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں: برّ و بحر کے ہر شجر پر ایک فرشتہ موکل ہے جو پتوں کے گِرنے تک کی یادداشت رکھتا ہے۔ {تفسیر ابنِ کثیر زیرِ آیت بالا 02/137}

لوحِ محفوظ کی تمام تفصیل قرآن میں ہے:

21- وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

{سورۃ یونس:27}

''اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بغیر اللہ کے اُتارے۔ ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور کتاب (لوحِ محفوظ) میں جو لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے''

قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان ہے:

1

22- وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۝ {سورۃ النحل:89}

''اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے''

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اس ہماری اتاری ہوئی کتاب میں ہم نے تیرے سامنے سب کچھ بیان فرما دیا ہے۔ علم اور ہر شے اس قرآن میں ہے۔ {تفسیر ابنِ کثیر 03/582}

محمد ادریس کاندھلوی معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

اور علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت اور آپ کی سیادت و افضلیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ کتاب یعنی قرآن اتارا جس میں دنیا و دین کی سب چیزوں کا بیان ہے۔

قرآن مجید میں ہر شے کی تفصیل ہے:

23- مَا كَانَ حَدِيثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ {سورۃ یوسف:111}

''یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کلاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت''

اللہ نے قرآن حکیم میں سب کچھ بیان فرمایا ہے:

24- مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۝ {سورۃ انعام:38}

''ہم نے اس کتاب میں کسی شے کا بیان نہ چھوڑا''

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

1 ☆ (3) قال ابو ذر ولقد ترکنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وآلہٖ وسلم یقلب طائر جناحیه فی السّماء الاّ ذکرنا منه علما

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں اُڑتے ہوئے پرندے تک کے بارے میں علم دیا ہے۔

{تفسیر ابن جریر 221/7 داراحیاء بیروت۔ تفسیر ابنِ کثیر 02/131}

قرآن کا نام قرآن کیوں ہے؟

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الاِتقان فی علوم القرآن'' میں ہے:

کہا گیا ہے کہ اس نام رکھنے کی وجہ اس کتاب کا علوم کی تمام اقسام کو اپنے اندر فراہم کرلینا ہے۔ {اردو ج 01 ص 135 مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور}

''ہماری آسمانی کتاب قرآن پاک تمام علوم کا سرچشمہ ہے اور آفتاب علوم کا مَطلع۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر چیز کا علم فراہم کردیا ہے'' {ج 01 ص 182}

''میں کہتا ہوں کہ بے شک کتاب اللہ ہر ایک شے پر مشتمل ہے'' {ج 02 ص 302}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خود رحمن نے قرآن سکھایا:

25- اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ {سورۃ رحمٰن}

''رحمن نے (اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو قرآن سکھایا''

حاصلِ کلام: لوحِ محفوظ میں ہر شے کا بیان ہے، لوحِ محفوظ کی تمام تر تفصیل قرآن میں ہے اور قرآن کے سب سے زیادہ جاننے والے ہمارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا علم عطا فرمایا ہے۔

قرآنی علوم کی وسعت وجامعیت کی جھلکیاں:

1

(1) الاتّقان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے "اگر میں چاہوں کہ ستر اونٹوں کو محض سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے لاد دُوں تو بے شک میں ایسا کرسکتا ہوں" {ج 2 ص 457}

(2) حِبرُ الامّت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میرے اُونٹ کی رسّی بھی گم ہوجائے تو میں اس کو بھی کتاب اللہ میں پاؤں" {ج 02 ص 315}

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے علوم ومعارف کی وسعت کا یہ عالم ہے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرآنی علوم ومعارف کی وسعت کا کیا عالم ہوگا۔

جب سکھانے والا عالم الغیُوب ہو، سیکھنے والا پیارا محبوب ہو تو ہماری عقل بیچاری کیا اندازہ کرسکتی ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پاک کو اپنی عقل کے ترازو میں تولنا اور اپنے محدود علم ومعلومات کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبر ثابت کرنے کی کوشش کرنا نادانی بھی ہے اور بدنصیبی بھی۔ اللہ پاک اپنا اور اپنے مُقربین کا ادب واحترام کرنے والا بنائے، آمین۔

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علوم کو صرف دینی احکام ومسائل میں محصُور ومقصُور کردینا درست نہیں اس لئے کہ اُونٹ کی رسّی کا تعلق تو احکام ومسائلِ شریعت سے نہیں۔

علاوہ ازیں آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اور ابن سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے نسب کی اصلیّت اور ایک شخص نے اپنے اُخروی ٹھکانے کے بارے میں سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے والوں کے جوابات دیئے۔ مزید یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو پرندوں تک کے بارے میں علم عطا فرمادینا بھی احادیث میں موجود ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم نماز روزے کے احکام ومسائل تک محدود نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پاک کا مزید بیان:

1

26- وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ {سورۃ النحل:89}

''اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے''

لفظ شہید اور لغات و تفاسیر کا خلاصہ:

مفردات امام راغب، تفسیر عزیزی، تفسیر رُوح البیان، تفسیر مدارک التنزیل، تفسیر نیشا پوری، تفسیر بیضاوی، تفسیر جمل، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابوسعود اور دیگر معتبر تفاسیر کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ شہید کے معنی حاضر ہونا مع ناظر ہونا کے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہید ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمّتی کے گناہوں، نیک و بد اعمال اور خلوص و رِیا، کافروں کے کفر اور منافقوں کی منافقت سے آگاہ ہیں اور اس کی گواہی دیں گے نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوح مبارک تمام رُوحوں، جانوں اور دلوں کا مشاہدہ کر رہی ہے۔

علمِ غیب کی عطا فضل عظیم ہے:

27- وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ؕ

{سورۃ النساء:113}

''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے''

امام المفسرین ابن جریر کی تفسیر ابن جریر میں اس آیت کے تحت ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ قَبْلَ ذَالِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مُذْ خَلَقَكَ

''اور سکھا دیا تمہیں اللہ نے جو تم نہ جانتے تھے تمام اوّلین و آخرین کی خبریں اور جو ہو چکا ہے اور جو ہونیوالا ہے اس کے ہونے سے پہلے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے......اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! جب سے تم کو اللہ نے پیدا فرمایا ہے''

1

تفسیر جلالین ص116 جز پنجم مطبوعہ مصر میں ہے:

عَلَّمَکَ مَالَم تَکُنْ تَعْلَمُ مِنَ الْاَحْکَامِ وَ الْغَیْبِ

''تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے احکام اور غیب سے''

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں:

28- وَ مَاھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ o {سورۃ التکویر:24}

''اور یہ نبی غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں''

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم غیب دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوسروں کی ضرورت اور ظرف کے مطابق غیب بتانے میں بُخل نہیں فرمایا۔

29- وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی o {سورۃ الضحیٰ:05}

''اور عنقریب تیرا رب تجھے (اتنا) عطا فرمائے گا تو تُو راضی ہو جائے گا''

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عُرِضَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مَاھُوَ مَفْتُوْحٌ عَلٰی اُمَّتِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ کَنْزًا فَسَرَّ بِذَالِکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ {تفسیر ابنِ کثیر 04/522}

''جو خزانے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت کو ملنے والے تھے وہ ایک ایک کر کے سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پیش کئے گئے تو آپ بہت خوش ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی''

ان تمام آیات اور معتبر و مستند تفاسیر کی عبارات سے اوّلاً یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو وسیع علمِ غیب عطا فرماتا ہے۔ ثانیاً ان آیات کا منشاء و مراد متعیّن کرنا بھی آسان ہو گیا جن سے علمِ غیب کی نفی پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ان آیات کا فقط یہی مطلب ہے کہ علمِ غیب کی حقیقی مرکزیت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ذاتی طور پر یا محض درایت یعنی قیاس و اٹکل سے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے دستِ عطا کو کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ جسے چاہتا ہے، علمِ غیب سے نواز دیتا ہے۔

اگر نفی پر دلالت کرنے والی آیات کا یہ مطلب نہ کیا جائے اور ان آیات سے مطلق علمِ غیب کی نفی کی جائے (جیسا کہ بعض کتب میں مخلوق کے لئے اللہ کی عطا سے بھی علمِ غیب کا اعتقاد شرک بتایا گیا ہے) تو اثبات و نفی کی آیات میں تضاد اور ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ بعض آیات کا بعض آیات سے تعارض اور مخالفت لازم آتی ہے جبکہ یہ رب تعالیٰ کا کلام ہونے کے سبب تضاد و تعارض سے پاک ہے۔

مزید وضاحت کے لیے فقیہِ اعظم امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی علمائے عرب کی فرمائش پر لکھی گئی شہرہ آفاق کتاب "الدولۃُ المکّیۃِ" اور صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

1

دوسرا باب

افراد کے اعمال

اور

دِلوں کی دُنیا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہے

1

وَ اَنَا شَہِیۡدٌ عَلَیۡکُمۡ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم پاک

4- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول کرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نکلے تو اُحد والوں کے لیے نماز پڑھی جس طرح مُردوں پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر کی طرف آئے اور فرمایا:

اِنِّیۡ فَرَطٌ لَّکُمۡ وَ اَنَا شَہِیۡدٌ عَلَیۡکُمۡ وَ اِنِّیۡ لَاَنۡظُرُ اِلیٰ حَوۡضِی الۡاٰنَ وَ اِنِّیۡ اُعۡطِیۡتُ مَفَاتِیۡحَ خَزَائِنِ الۡاَرۡضِ اَوۡ مَفَاتِیۡحَ الۡاَرۡضِ وَ اِنِّیۡ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ تُشۡرِکُوۡا بَعۡدِیۡ وَ لٰکِنِّیۡ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ تَنَافَسُوۡا فِیۡھَا

''بیشک میں تمہارا سہارا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور میں اس وقت اپنے حوض کو یقینی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں یا زمین کی کنجیاں بیشک اللہ کی قسم مجھے اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں بلکہ تمہارے دنیا میں پھنسنے کا ڈر ہے''

{بخاری کتاب الجنائز باب الصّلوٰۃ علی الشّھید 1/179۔ کتاب المغازی باب اُحُدٌ یُحِبُّنَا۔ کتاب الرّقاق باب مایحذر من زھرۃ الدنیا 2/951۔ کتاب فی الحوض 02/975}

......وَ اَنَا شَہِیۡدٌ عَلَیۡکُمۡ . . .

''اور میں تم پر حاضر و ناظر اور گواہ ہوں''

لفظ شہید کی تحقیق:

1

مفردات امام راغب ص 264 بیروت میں ہے:

اَلشُّھُوْدُ وَالشَّھَادَۃُ الْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَۃِ

''شہود اور شہادت کا معنی حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے۔ یہ بصر یعنی آنکھ کے ذریعے ہو یا بصیرت کے ذریعے ہو''

معتبر تفاسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہید ہونے سے کیا مراد لیا گیا ہے؟

☆ ''تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روز قیامت تم پر گواہ ہیں کیونکہ وہ نُور نبوت سے ہر صاحبِ دین کے رتبہ و درجہ ایمان اور (ترقی کے راستے کا) حجاب جانتے ہیں۔ ہر اُمتی کے گناہوں، نیک و بد اعمال اور خلوص و نفاق سے واقف ہیں۔ اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی گواہی اُمت کے حق میں از روئے شرع مقبول و منظور ہے''

{تفسیر عزیزی زیر آیت 43۔ سورۃ البقرہ، ص 580 پارہ سیقول، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی}

☆ ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مسلمانوں پر گواہی دینے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ہر دین دار کے دینی مرتبے کو پہنچانتے ہیں۔ پس آپ مسلمانوں کے گناہوں کو، ان کے ایمان کی حقیقت کو، ان کے اچھے برے اعمال کو، ان کے خلوص اور نفاق وغیرہ کو نورِ حق سے پہچانتے ہیں''

{تفسیر روح البیان زیر آیت 143 سورۃ البقرہ}

☆ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوح مبارک تمام رُوحوں، جانوں اور دلوں کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے...... اللہ نے سب سے پہلے میرے نُور کو پیدا فرمایا''

{تفسیر نیشا پوری زیر آیت نمبر 41 سورۃ النّساء}

☆ علی من بعث علیھم بتصدیقھم و تکذیبھم و نجاتھم و ضلالھم

{تفسیر بیضاوی زیر آیت 45 سورۃ احزاب، {379/4 دار الفکر بیروت}

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تصدیق کرنے، انکار کرنے والوں، نجات والوں اور گمراہوں پر گواہ ہیں''

اختصار کے پیش نظر ان چند تفاسیر کی عبارات پیش کی گئی ہیں ورنہ تفسیر جمل ج 03 ص 442، تفسیر کبیر ج 06 ص 788، تفسیر روح المعانی آیت نمبر 45 سورۃ احزاب، تفسیر ابو سعود جزو 06 ص 790۔ تفسیر مدارک زیر آیت 41 سورۃ النسآء اور دیگر معتبر تفاسیر میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب کا بیان:

پہلی روایت ابن مبارک نے حضرت سعید بن المُسیّب سے کی ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر آپ کی اُمّت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کیے جاتے ہوں۔

{نشر الطیب ص 140 مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار کراچی}

اسی کتاب کے صفحہ نمبر 142 پر لکھتے ہیں ...... مجموعی روایات سے خلاصۃ علاوہ فضیلتِ حیات و اکرام ملائکہ کے، برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔ اعمال اُمّت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا، غذا مناسب، اس عالَم کے نوش فرمانا، سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ، سلام کا جواب دینا...... یہ تو دائماً ثابت ہیں۔

محمد ادریس کاندھلوی کا بیان:

زیر آیت وَجِئۡنَا بِکَ شَہِیۡدًا عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ لکھتے ہیں .... اور ہم لائیں گے تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان لوگوں پر گواہ یعنی تیری اُمّت پر گواہ کہ تو مومنوں کے ایمان کے اور کافروں کے کفر کی گواہی دے۔ {معارف القرآن 04 / 242 مطبوعہ جامعہ اشرفیہ لاہور}

حاصلِ کلام: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لوگوں کے خلوص و نفاق اور نیک و بد اعمال کا علم و مشاہدہ عطا فرمایا ہے۔

1

لوگوں کے اعمال اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم

اس کتاب کے باب ''مقامات آخرت کا علم'' کے آخر میں احادیث بیان کی گئی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کچھ لوگوں کو جہنم کے عذاب میں گرفتار دیکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی مصیبت کے اسباب کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کے اعمال وافعال کا علم رکھتے ہیں۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان ہی نرالی ہے۔ حدیث پاک میں تو کامل مُومن کے لئے ارشاد ہوا۔

5- اِتَّقُوْا بِفِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ اِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ {ترمذی کتاب التفسیر سورۃ الحجر}

''مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''

جب ایک کامل مومن کی ایسی شان ہے تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کا کیا کہنا۔

اس سے بخوبی واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے تمام اعمال وافعال حتیٰ کہ دلوں کی کیفیات سے بھی آگاہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آگے پیچھے یکساں دیکھنا:

6- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز ادا کی اور منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز اور رکوع کے بارے میں فرمایا:

اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآئِیْ کَمَا اَرَاکُمْ

''یقیناً میں تمہیں پیچھے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح (سامنے سے) دیکھتا ہوں'' {بخاری کتاب الصلوٰۃ باب عظۃ الامام الناس 01/59}

7- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک مرتبہ نماز کھڑی کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا منہ ہماری طرف کر کے فرمایا:

اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ

{بخاری کتاب الاذان باب الزاق المنکب بالمنکب 01/100}

''تم لوگ اپنی صفیں درست رکھو اور جم کر کھڑے ہو میں تمہیں پشت پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں''

نہ خشوع ہے مخفی نہ رکوع پوشیدہ:

8- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَءَرَاکُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ

{بخاری، کتاب الصلوٰۃ باب عظۃ الامام الناس 01/59}

''کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ (میری توجہ) اسی قبلہ کی طرف ہے جبکہ اللہ کی قسم، مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع پوشیدہ نہیں۔ میں تمہیں اپنی پشت پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں''

تبصرہ:

اس حدیث پاک میں ھَلْ تَرَوْنَ کے استفہام کے ذریعے یہ بتانا مقصود ہے کہ میرے قبلہ کی جانب رخ کرنے سے یہ خیال نہ کرنا کہ میری توجہ اور نظر میں بس جہتِ قبلہ ہی ہے اور میں دیگر سمتوں اور جہتوں سے غافل و بے خبر ہوں بلکہ میں نورِ نبوت سے تمہارے رکوع بھی دیکھتا ہوں حالانکہ دوران نماز تم میرے پیچھے کھڑے ہوتے ہو تو کوئی میرے سامنے کی جانب ہو یا پیچھے کی جانب، دور ہو یا نزدیک، ہر ایک کی حالت و کیفیت

میرے سامنے رہتی ہے اور تمہارے رکوع تمہارے سجود اور تمہاری صفوں کی ظاہری حالت تو ایک طرف تمہارے خشوع بھی میرے سامنے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں۔

1

خشوع کیا ہے؟

''حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: خشوع یہ ہے کہ یہ معلوم بھی نہ ہو کون دائیں طرف ہے اور کون بائیں طرف اور دائیں بائیں نظر نہ ڈالے''

{تفسیر المظہری پ18}

''حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خشوع سے مراد ہے قولی اخلاص، تعظیم کے ساتھ کھڑا ہونا، کامل یقین اور پوری توجہ ویکسوئی'' {المظہری پ18}

''حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ وہ ہمیں خشوع نِفاق سے محفوظ رکھے۔ شاگردوں نے عرض کیا:

وَمَا خُشُوْعُ النِّفَاقِ...... ''خشوعِ نفاق کسے کہتے ہیں''

''فرمایا: ظاہری جسم میں تو خشوع ہو مگر دل میں خشوع نہ ہو''

{الدُّرُّ الْمَنْثُور 05/03 بیروت}

خلاصۂ کلام: خشوع نام ہے بدن کے تواضع، توجّہ کی یکسوئی، دل کے خلوص اور محویت و استغراق کا۔ یہ کامل یقین، خلوص اور ما سِوَی اللہ سے بے التفاتی، اصلاً دل کی کیفیات ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو بہت زیادہ سر جھکائے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ سر اٹھاؤ کیونکہ جتنا خشوع دل میں ہے اس سے زیادہ کا اظہار نہ کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ اَلْخُشُوْعُ محلّۃ الْقَلْبِ۔ ''خشوع تو دل میں ہوتا ہے''

{الجامع الاحکام القرآن للقرطبی جز12 ص103 بیروت لبنان}

9- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ دعا روایت کرتے ہیں کہ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو“

{مسلم شریف کتاب الذّکر و الدّعا باب فی الادعیه 02/350}

اس تفصیل سے بالوضاحت معلوم ہوا کہ خشوع ظاہری و باطنی استغراق وانہماک کی کیفیت ہوتی ہے اور اس کا اصل مقام و مرکز دل ہے۔

اس تشریح کی روشنی میں زیر گفتگو حدیث پاک سے واضح ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازوں کی ظاہری حالت کے علاوہ دلی کیفیّت سے بھی آگاہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چاہنے والے تو ایسی احادیث پڑھ کر خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں۔ انہیں تو یہ جان کر سکون واطمینان ملتا ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم پر نظر رکھتے ہیں مگر بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غافل و بے خبر ثابت کرنے کے لیے اپنے آپ کو عبث ہلکان کرتے ہیں۔ اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

دل کی بات جان لی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے:

10- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے، اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بھوک کے باعث میں زمین پر پیٹ کے بل لیٹ جاتا اور کبھی بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک روز میں لوگوں کی عام گزرگاہ پر بیٹھ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی۔ میں نے اسی لیے سوال کیا تھا کہ مجھے کھانا کھلا دیں لیکن وہ گزر گئے اور ایسا نہ کیا۔ پھر میرے پاس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے بھی قرآن پاک کی ایک آیت پوچھی اور ان سے بھی کھانے کیلئے ہی سوال کیا تھا تو وہ بھی گزر گئے

اور انہوں نے بھی ایسا نہیں کیا۔

ثُمَّ مَرَّبِیْ اَبُوْ الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَعَرَفَ مَافِیْ نَفْسِیْ وَمَافِیْ وَجْہِیْ

پھر میرے پاس سے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جان لیا جو کچھ میرے دل میں تھا اور جو میرے چہرے پر تھا۔

{بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم 02/955}

حدیث بالا میں وَعَرَفَ مَافِیْ نَفْسِیْ (اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جان لیا جو میرے دل میں تھا)............ کے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوسروں کے دلوں کی حالت و کیفیت پر غیبی اطلاع واضح کرنے کے لئے ایسے صریح ہیں کہ کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔

11- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں دو شخص آئے۔ ایک قبیلہء انصار کا تھا اور دوسرا ثقیف کا۔ انصاری نے پہل کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ثقفی سے فرمایا: اے ثقفی! انصاری نے تم پر پہل کر لی ہے۔ انصاری نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں خود اس کو مُقدّم کرتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے ثقفی! اپنی حاجت بیان کرو اور اگر تم چاہو تو میں خود بیان کر دوں کہ کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ ثقفی نے کہا: اگر آپ ایسا کریں تو زیادہ اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم اپنی نماز، رکوع اور سجود کے اور روزوں کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہو اور یہ بھی پوچھنا چاہتے ہو کہ ان اعمال کا اجر کیا ہے؟

ثقفی نے کہا: ہاں خدا کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انصاری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم اپنی حاجت بیان کرو اور اگر تم چاہو تو میں تمہارا سوال بتا دوں؟ انصاری نے کہا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود بیان فرمائیں تو زیادہ اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم مجھ سے یہ سوال

کرنے آئے ہو کہ وقوف عرفہ کا کیا طریقہ ہے اور اس میں تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ اور کنکریاں مارنے کا کیا طریقہ ہے اور اس میں تمہارے لئے کیا اجر ہے؟۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصاری کے سوال کا بھی تفصیلی جواب ارشاد فرمایا۔{مصنف عبدالرزاق ج05 ص15}

1

دل کا وسوسہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں ہے:

12- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا۔ایک شخص آ کر نماز پڑھنے لگا اور نماز میں قرآن پاک کی ایسی قرأت کی جو میرے لئے اجنبی (غیر مانوس) تھی۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے ایک اور طرح سے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے اس طرح قرآن پڑھا جو میرے لئے غیر مانوس تھا اور دوسرا شخص آیا تو اس نے اس کے علاوہ ایک اور قرأت کی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے پڑھ کر سنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو درست قرار دیا......

فَسَقَطَ فِیْ نَفْسِیْ مِنَ التَّکْذِیْبِ وَ لَا اِذْ کُنْتُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ

"تو میرے دل میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں نہیں تھی"

فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاقَدْ غَشِیَنِیْ ضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ فَفِضْتُ عَرَقًا وَّ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَرَقًا

{مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان القرآن انزل علی سبعۃ احرف 01/273}

"پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اس حال کو دیکھا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا (اور میری یہ حالت ہوگئی) گویا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں"

اس حدیث پاک کے الفاظ......فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَاقَدْ غَشِیَنِیْ . . .

جہاں ایک طرف حضور ﷺ کی دلوں کی حالت و کیفیت پر آ گاہی کا اعلان کر رہے ہیں وہاں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ عقیدے کی عکاسی بھی کر رہے ہیں۔

اِدھر ان کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا، اُدھر حضور ﷺ نے دل کی حالت دیکھ لی بلکہ سینے پر ہاتھ مار کر اُن کو بُرے وسوسے سے محفوظ کر کے اپنے تصرُّف کا بھی اظہار فرما دیا۔

اب بتایئے کیا وسوسہ کسی ظاہری ہئیت و حرکت رکھنے والی کسی مجسم شے کا نام ہے؟ اور پھر کیا حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اپنا دل اپنی ہتھیلی پر رکھا ہوا تھا کہ ہر گزرنے والا دیکھ لے؟

13- ابن ہشام روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب حضور ﷺ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے تو فُضالہ بن عمر لیثی نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ پس جب وہ قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: فضالہ ہو کیا؟ کہا 'ہاں یا رسول (ﷺ) اللہ! فضالہ ہوں۔ فرمایا: تو دل میں کیا منصوبہ تیار کر رہا تھا؟ کہا: کچھ بھی نہیں، میں تو ذکر الٰہی کر رہا تھا۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک فضالہ کے سینے پر رکھا تو انہیں دلی سکون میسر ہوا۔ فضالہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے سے ابھی اٹھایا نہیں تھا کہ میری یہ کیفیت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی چیز بھی میرے نزدیک حضور ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھی۔

{سیرت ابن ہشام اردو 02/494}

بخاری و مسلم کی ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو لوگوں کے اعمال و افعال اور دلوں کے حالات و کیفیات کا غیبی علم عطا فرمایا ہے۔

1

تیسرا باب

دُور و نزدیک یکساں دیکھنا

1

مُوتہ کا میدان مدینہ میں دیکھا

10- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ نَعٰی زَیْدًا وَّ جَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَۃَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَّأْتِیَھُمْ خَبَرُھُمْ فَقَالَ اَخَذَالرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَا بْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَالرَّایَۃَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ

{بخاری کتاب الجنائز باب الرّجل ینعٰے 01/ 167، کتاب المناقب باب مناقب خالد بن الولید 1/ 531، کتاب المغازی باب غزوہ موتہ 2/ 611}

''حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر، اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی خبر آنے سے پہلے (ان کے شہید ہوجانے کے متعلق) لوگوں کو بتادیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ اب جھنڈا زید رضی اللہ عنہ نے سنبھالا ہوا ہے تو وہ شہید کردیئے گئے۔ پھر جھنڈا جعفر رضی اللہ عنہ نے سنبھال لیا تو وہ بھی شہید ہوگئے۔ پھر جھنڈا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنبھالا تو وہ بھی شہید ہوگئے۔ (یہ فرماتے ہوئے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے سنبھال لیا ہے اور (اس کے ہاتھوں) اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح عطا کی''

یہ غزوہ موتہ کا تذکرہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے 08ھ میں دو ہزار مسلمانوں کا ایک لشکر

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں رومیوں سے لڑنے کے لئے روانہ فرمایا۔ بوقت روانگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو اپنا امیر بنا لینا اور ان کی شہادت کی صورت میں ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر بنا لینا اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو جسے چاہو امیر چن لینا۔ [1]

جس روز رومیوں سے مسلمانوں کی لڑائی کا آغاز ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور لڑائی کا حال یوں بیان فرمانا شروع کر دیا گویا لڑائی کا میدان و منظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہے۔

مقام غور ہے کہ موتہ مدینہ طیبہ سے بہت دور واقع ملک شام کا ایک صوبہ ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دور و نزدیک کا علم و مشاہدہ حاصل نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوتے ہوئے لڑائی کا پورا منظر کیسے بیان کر دیا؟

اس حدیث پاک سے صراحتاً معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور والے افراد اور اشیاء و کیفیات کو بھی اسی طرح دیکھتے ہیں جیسے نزدیک والے افراد اور اشیاء و کیفیات کو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم و مشاہدے کی وسعت پر صریح دلالت رکھنے والی اس حدیث پاک کے باوجود "براہین قاطعہ" نامی کتاب کا ایک جُملہ پڑھ کر بہت حیرت بھی ہوئی اور دکھ بھی۔

مصنف نے علمِ نبوت کی اہانت و تنقیص پر مبنی اپنی کتاب میں یہاں تک لکھ ڈالا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں اور طرفہ تماشا یہ کہ اس بے اصل جملہ کی تحریف کرتے ہوئے اس کا اطمینان حضرت شیخ محقق، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دیا جب کہ واقعہ یہ ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جملے کا بے اصل ہونا صراحتاً بیان کیا ہے۔

دیوار تو دیوار سوراخ بھی دیکھ لیا:

1

15- عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَتْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَوْمًا فَزِعًا مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَقَ بِأُصْبَعِهِ الْاَبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ

{مسلم کتاب الفتن واشراط السّاعۃ فصل خروج یاجوج ماجوج 02/388}

''حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائے ہوئے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے، لا الٰہ الاّ اللہ، جس شر میں عرب کی خرابی ہے وہ نزدیک آ گیا۔ یاجوج اور ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنا کر دکھایا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، حالانکہ ہم میں صالحین موجود ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں جب خبیثوں کی کثرت ہو جائے گی''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل ھذہٖ (اتنا، اس کی طرح) فرماتے ہوئے اس سوراخ کی کشادگی ظاہر کرنے کے لئے انگوٹھے اور انگلی کا حلقہ بنانے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نظر نبوت سے اس دیوار کے سوراخ کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسی دیوار کو دیکھنا جو نامعلوم زمین کے کس خطے میں واقع ہے، بلا ریب واضح کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اور رُویت و مشاہدے کے لئے دور و نزدیک کی کوئی قید و اہمیت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ طویل فاصلے پر واقع افراد و اشیاء کائنات کو بھی ایسا یقینی اور قطعی طور پر

دیکھتے ہیں جیسے اپنے سامنے کے نزدیک والے افراد و اشیاء کو دیکھتے ہیں۔

16- مزید برآں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کھودتے وقت ایک سخت پتھر توڑنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدال ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر ضرب لگائی کہ ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْفَارِسِ وَاللّٰہِ لَاَبْصُرُ قَصْرَ الْمَدَآئِنِ الْاَبْیَضَ

"مجھے ملک فارس کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میں اس وقت مدائن کے سفید محل کو دیکھ رہا ہوں"

پھر دوسری ضرب لگائی، ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ پھر فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْشَّامِ ... "مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں"

پھر تیسری ضرب لگائی اور سارا پتھر چکنا چور کر دیا اور فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْیَمَنِ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَبْصُرُ اَبْوَابَ صُنْعَآءَ مِنْ مَّکَانِیْ السَّاعَةَ

"مجھے ملک یمن کی کنجیاں عطا کی گئیں، واللہ میں یہاں سے شہر صنعا کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں"

قاضی سلمان منصور پوری کا تبصرہ:

بیہقی و ابو نعیم کے حوالے سے یہ حدیث پاک بیان کرنے کے بعد قاضی صاحب، اپنی تصنیف "رحمۃ للعالمین" مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور ج 03 ص 208 پر لکھتے ہیں۔

یہ پیشین گوئی اس وقت فرمائی تھی جب مدینہ پر کفار کے عساکر حملہ آور ہو رہے تھے

اوران سے بچاؤ کے لئے شہر کے اردگرد خندق کھودی جارہی تھی۔ ایسے ضُعف کی حالت میں اتنے ممالک کی فتوحات کی اطلاع دینا اللہ کے نبی ہی کا کام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرف بحرف پورا فرمادیا۔

نظر کا سفر، مدینہ سے حبشہ:

17- اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعٰی لَھُمُ النَّجَاشِیَّ صَاحِبَ الْحَبْشَۃِ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُم

''(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی کے وفات پانے کی خبر اپنے اصحاب کو اسی روز دے دی تھی جس روز وفات ہوئی اور فرمایا: اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو''

مزید یہ بھی ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِھِمْ فِی الْمُصَلّٰے فَصَلّٰی عَلَیْہِ وَکَبَّرَ عَلَیْہِ اَرْبَعًا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنازہ گاہ میں صفیں بنائیں اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی''

{بخاری کتاب الجنائز کتاب المناقب باب موت النجاشی 01/ 548۔ مسلم کتاب الجنائز باب الصّلوۃ علی الجنائز بالمصلّٰے 01/1177/309}

حبشہ کے شاہ اصحمہ نجاشی نے اسلام کے اوصاف اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق سن کر اسلام قبول کرلیا تھا اوران کی کمال خوش نصیبی کہ ان کا اسلام قبول کرنا اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہوگیا۔

جب ان کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سینکڑوں میلوں کی مسافت سے ان کے انتقال کی خبر اسی روز اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو دے دی۔ اس دور میں تار، ٹیلی فون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے فوری خبر رسانی کے ذرائع موجود نہ تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی روز نجاشی کا وفات پا جانا کیسے جان لیا؟ اس کا واحد جواب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحیم وکریم اور قادر وقدیر رب تعالیٰ نے نجاشی کے انتقال کا غیبی علم عطا کر دیا تھا۔

مکہ میں شہید ہونے والے کا مدینہ میں تذکرہ:

18- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دس آدمیوں کو روانہ فرمایا جن میں حضرت خبیب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ زُہری کو عبید اللہ بن عیاض نے اور انہیں حارث کی بیٹی نے بتایا کہ جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے پاکی حاصل کرنے کے لیے مجھ سے اُسترا مانگا۔ جب لوگ انہیں قتل کرنے کے لئے حرم سے نکلے تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے چند اشعار پڑھے۔ پس حارث کے بیٹے نے انہیں شہید کر دیا۔

فَاَخۡبَرَ االنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَصۡحَابَہٗ خَبَرَھُمۡ یَوۡمَ اُصِیۡبُوۡا

”چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب کو بتا دیا تھا جس روز انہیں شہید کیا گیا“

{بخاری کتاب التوحید باب مایذکر فی الذّات 02/1100}

(واقعہ کی تفصیل بخاری کتاب الجہاد باب ھل یستاسر الرّجل 01/427 میں ہے)

ایسی سماعت پہ لاکھوں درود، ایسی بصارت پہ لاکھوں سلام:

19- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھر مجھ پر وحی کا آنا کچھ دنوں کے لئے بند ہو گیا تو ایک روز میں جا رہا تھا کہ میں نے

آسمان سے ایک آواز سنی۔ پس میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا، زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

{بخاری کتاب الادب باب رفع البصر الی السمآء 02/917}

-20 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گڑگڑاہٹ کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے یہ آواز کیسی تھی؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، یہ اب تک اس میں گر رہا تھا اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ {مسلم کتاب الجنۃ 03/381}

اِدھر منافق مرا، اُدھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دے دی:

-21 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو بہت زور سے آندھی چلی کہ سوار زمین میں دھنسنے کے قریب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

بِعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِذَا مُنَافِقٌ عَظِيْمٌ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَدْمَاتَ {مسلم کتاب صفات المنافقین 02/370}

''یہ آندھی ایک منافق کی موت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں میں سے ایک بڑا منافق مر چکا تھا''

کہاں فارس، کہاں مدینہ:

-22 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

قَدْمَاتَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَ اِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتُنْفِقُنَّ کُنُوْزَھُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

1 {مسلم کتاب الفتن واشراط السّاعۃ فصل فی ھلاک کسریٰ وقیصر 02/396}

''کسریٰ مرگیا اس کے بعد کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر مرجائے گا تو اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم ان کے خزانے لے کر ضرور اللہ کی راہ میں خرچ کروگے''

ساری زمین نگاہِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں:

23- عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاَعْطَانِی الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ {مسلم کتاب الفتن 02/390}

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا حتی کہ میں نے اس کے تمام مشرق اور مغرب دیکھ لئے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سرخ وسفید دو خزانے عطا فرمائے''

لیجئے اس حدیث پاک نے معاملہ بالکل صاف کر دیا اور ''یہ دیکھا وہ نہ دیکھا'' کی بحث کا قطعی فیصلہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ساری زمین سمیٹ کر ہر شے دکھا دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اس وسیع مشاہدے کو......اِنَّ . . . کی تاکید کے ساتھ بیان فرمایا تاکہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم ومشاہدے کے بارے میں کوئی شک نہ رہے اور پھر قرآن وحدیث کا گہرا اور مربوط مطالعہ کرنے والوں کو شک ہو بھی کیسے سکتا ہے؟

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام آیت نمبر 75 میں نہیں فرمایا؟

وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ o

قادر مطلق نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین اور آسمان کی بادشاہتیں دکھا دیں۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو کُل انبیاء کے سردار ہیں اور کوئی فضیلت اور درجہ وکمال ایسا نہیں جو کسی دوسرے نبی علیہ السلام کو تو ملا ہو مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ ملا ہو بلکہ تمام انبیاء کے جملہ کمالات زیادہ اکمال اور شان وشوکت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا ہوئے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین وآسمان کی تمام بادشاہتیں اور اپنی شانیں دکھادیں تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہوں سے کوئی شے کیسے پوشیدہ رہتی؟

دل کے مزید اطمینان کے لئے یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

24- فَرَاَیْتُہٗ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَاَنَامِلِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْئٍ وَّعَرَفْتُ

{ترمذی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورۃ صٓ}

”تو میں نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا اس نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا تو اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ پس میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز پہچان لی“ (اس حدیث پاک کو حافظ ابنِ کثیر نے بھی اس آیت کی تفسیر میں مسند احمد وترمذی کے حوالہ سے نقل کیا ہے)

25- ایک دوسری حدیث پاک میں فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے الفاظ ہیں کہ میں نے جان لیا جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے۔

محترم قارئین! اگر انصاف دنیا سے رخصت نہیں ہوا تو دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ اس قدر واضح آیات واحادیث کے باوجود بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پاک کی وسعت تسلیم کرنے کی بجائے اگر مگر کے ایچ پیچ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غافل و بے خبر ثابت کرنے کی کوشش کرنا ضد اور ہٹ دھرمی نہیں تو کیا ہے؟ کیا کسی امتی کہلانے والے کو یہ زیب دیتا ہے

کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفعت وعظمت اور شان وشوکت کے ذکر پاک پر خوش ہونے کی بجائے ناک بھوں چڑھائے؟ اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے، آمین۔ 1

حواشی

1۔ اللہ تعالیٰ نے تمام پردے اٹھا کر حضرت اصحمہ نجاشی کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیش نظر کر دیا۔ لہٰذا اس سے نماز غائبانہ جنازہ پر استدلال کرنا درست نہیں۔ اس مسئلہ کی علمی تحقیق کے لئے حضرت مولانا مفتی احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب'' کا مطالعہ فرمائیں۔

1

چوتھا باب

مَا فِیْ غَدٍ
مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا
مَا فِی الْاَرْحَامِ
کا علم

1

یہ علم تو فرشتے کو بھی حاصل ہے:

26- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَکَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَکًا یَقُوْلُ یَارَبِّ نُطْفَۃٌ یَا رَبِّ عَلَقَۃٌ یَارَبِّ مُضْغَۃٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّقْضِیَ خَلْقَہٗ قَالَ اَذَکَرٌ اَمْ اُنْثٰی شَقِیٌّ اَمْ سَعِیْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَمَاالْاَجَلُ قَالَ فَیَکْتُبُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ {بخاری کتاب الحیض باب قول اللّٰہ تعالیٰ مخلّقۃ وغیر مخلّقہ 01/46۔کتاب القدر باب فی القدر 02/975}

''حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ بزرگ و برتر نے رِحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو کہتا ہے، پروردگار نطفہ پڑ گیا، پروردگار اب خون بن گیا، پروردگار اب گوشت کا لوتھڑا ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے تخلیق مکمل کر لیتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے، مرد یا عورت، بد بخت یا نیک بخت، رزق کتنا اور عمر کتنی؟ فرمایا: پھر وہ فرشتہ (سب کچھ) ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے''

فرشتے کو رزق اور انجام بھی معلوم ہے:

27- حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اَنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ خَلْقُہٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِّثْلَ ذَالِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِّثْلَ ذَالِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ اِلَیْہِ مَلَکًا بِاَرْبَعِ

كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَ اَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَ شَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ

1

{بخاری کتاب الانبیاء باب خلق اٰدم و ذرّیتہ اذ قال ربک للملائکۃ 1/469}

"(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے فرمایا جو صادق و مصدوق ہیں کہ تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس روز اسی طرح (نطفے کی صورت میں) رہتا ہے۔ پھر وہ چالیس روز تک جمے ہوئے خون کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر وہ گوشت کی بوٹی بن کر اتنے ہی دن رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی جانب ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ چار باتیں لکھ آئے۔ (1) اس کا عمل (2) اس کی موت (3) اس کا رزق (4) بدبخت یا نیک بخت۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ رحم مادر پر مقرر فرشتے کو مندرجہ ذیل علومِ غیبیہ عطا فرماتا ہے:

(1) مافی الارحام (ماؤں کے پیٹوں میں کیا ہے؟) کا علم۔

(2) ہر انسان کے عمل کا علم جو وہ آئندہ زندگی میں کرے گا۔ (قرآنی اصطلاح میں اس علم کو مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کا علم بتایا گیا ہے۔

(3) یہ علم کہ دنیا میں بھیجا جانے والا یہ انسان نیک بخت ہوگا یا بدبخت۔ بڑی نیک بختی تو یہ ہے کہ خاتمہ ایمان پر ہو اور بڑی بدبختی یہ کہ مرتے وقت ایمان والا نہ ہو۔ گویا اس فرشتے کو انسان کے انجام کا علم بھی عطا کیا گیا ہے۔

(4) پوری زندگی کے رزق کا علم۔

(5) عمر کا علم یعنی یہ انسان کب تک اس دنیا میں رہے گا اور کب اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا؟ گویا زندگی کے اختتام یعنی موت کا علم بھی اس فرشتے کو حاصل ہے۔

احادیث میں یہ بھی ہے کہ آسمانوں پر مختلف امور کیلئے مقرر فرشتوں کو ہر سال

شبِ برأت یا شب قدر میں سال بھر کیلئے احکامات کی فہرست مل جاتی ہے۔ ان سب لوگوں کے نام بھی فرشتوں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں جو اس سال مرنے والے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سورۃ دخان کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے ان چیزوں کو نقل کیا جاتا ہے جو اس سال میں ہونے والی ہیں کہ اتنا اتنا رزق دیا جائے گا۔ فلاں فلاں مرے گا، فلاں فلاں پیدا ہوگا، اتنی بارش ہوگی، حتیٰ کہ یہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ اس سال فلاں فلاں حج کو جائے گا۔ اس سمیت اس مضمون کی کئی دیگر احادیث کو دیوبندی تبلیغی جماعت کے عالم محمد زکریا سہارنپوری نے اپنے رسالہ ''موت کی یاد'' میں بھی صفحہ 100 پر نقل کیا ہے۔

ان تمام احادیث سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمتوں کے سبب اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے، رحم مادر کا علم، آئندہ عمل کا علم، بارش کا علم اور وقتِ موت کا غیبی علم عطا فرماتا ہے۔ قرآن پاک میں (سورہ لقمان: 34) سمیت جہاں علم غیب کی مخلوق کی نفی کا بیان ہے وہاں یہی مطلب ہے کہ کوئی اس کے بتائے بغیر ذاتی طور پر غیب نہیں جانتا۔ رہا اس کا عطا سے غیب جاننا تو وہ تو ان احادیث صحیحہ سے خوب واضح ہو چکا۔

کل کیا ہوگا اور علی (رضی اللہ عنہ) کل کیا کریں گے؟

28- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ یَدُوْکُوْنَ لَیْلَتَھُمْ اَیُّھُمْ یُعْطَاھَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کُلُّھُمْ یَرْجُوْ اَنْ یُّعْطَاھَا فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقِیْلَ ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتِیَ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ عَیْنَیْہِ وَدَعَالَہٗ

فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ

1 {بخاری کتاب الجهاد باب ماقیل فی لوآء النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 01/417، کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب 01/525، کتاب المغازی باب غزوہ خیبر 02/605}

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا کہ کل یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے دوست رکھتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ دیکھئے جھنڈا کس کو عطا ہوتا ہے؟ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ سب یہی تمنا لے کر آئے تھے کہ جھنڈا مجھے مل جائے''

29- مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی تمنا نہیں کی، پھر میں اس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس اُمید کے ساتھ آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کیلئے مجھے بلائیں (مسلم کتاب الفضائل صحابہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابو طالب کہاں ہے؟ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں (بقول راوی) پھر انہیں بلایا گیا۔ وہ حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کیلئے دعا کی تو وہ ایسے شفایاب ہوئے جیسے تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ پس جھنڈا انہیں عطا فرمایا گیا۔

30- مسلم شریف کی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں...... فَفَتَحَ اللّٰہُ عَلَیہِ...... تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دے دی۔

{مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل علی بن ابی طالب 02/279}

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی بتادیا کہ کل کیا ہوگا (مَافِیْ غَدٍ) اور یہ بھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کل کیا کریں گے (مَاذَاتَکْسِبُ غَدًا)۔

مستقبل کی باتیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ:

1

31- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے آ کر فاقے کی شکایت کی پھر دوسرا شخص آیا اور ڈاکہ زنی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عدی رضی اللہ عنہ! کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا: دیکھا تو نہیں سنا ضرور ہے۔ فرمایا: تمہاری عمر نے وفا کی تو۔

لَتَرَیَنَّ الظَّعِیْنَۃَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِیْرَۃِ حَتّٰی تَطُوْفَ بِالْکَعْبَۃِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ

''تم ضرور دیکھو گے کہ ایک بڑھیا حیرہ سے چلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی لیکن اسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا''

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ اس وقت قبیلہ طے کے ڈاکوؤں کو کیا ہوجائے گا جنہوں نے آج شہروں میں آگ لگا رکھی ہے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری عمر نے وفا کی تو...... لَتَفْتَحُنَّ کُنُوْزَ کِسْرٰی...... تو تم ضرور کسریٰ کے خزانوں کو فتح کر لو گے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: کیا کسریٰ بن ہرمز کے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری عمر نے وفا کی تو ضرور دیکھو گے کہ آدمی ہتھیلی کے برابر سونا لے کر نکلے گا یا چاندی لے کر تلاش کرے گا کہ کوئی قبول کرے لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روز حساب کے بارے میں بیان فرمایا اور اللہ کی راہ میں خیرات کرنے کی نصیحت فرمائی)۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھ لیا کہ ایک بڑھیا نے حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہ تھا اور میں ان حضرات میں خود شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے تھے اور اگر میری عمر نے وفا کی تو نبی کریم، ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو

فرمایا تھا کہ ایک آدمی ہتھیلی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا، میں اسے بھی ضرور دیکھ لوں گا''

{بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 01/507}

امام بیہقی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی سلطنت میں تیسری بات بھی پوری ہوگئی کہ زکوٰۃ دینے والے کو تلاش سے بھی کوئی فقیر نہ ملتا تھا اور وہ اپنا مال گھر واپس لے جایا کرتا تھا۔ {رحمۃ للعالمین ج 03 ص 208 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم پاک اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

32- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ . . . فَلَمَّا اَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰی ذَالِکَ اَتَاہُ اَحَدُبَنِیْ اَبِی الْحُقَیْقِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُخْرِجُنَا وَقَدْ اَ قَرَّنَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ عَامَلَنَا عَلَی الْاَمْوَالِ وَشَرَطَ ذَالِکَ لَنَا فَقَالَ عُمَرُ اَظَنَنْتَ اَ نِّیْ نَسِیْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کَیْفَ بِکَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَیْبَرِ تَعْدُوْبِکَ قَلُوْصُکَ لَیْلَۃً بَعْدَ لَیْلَۃً فَقَالَ کَانَتْ ھٰذِہٖ ھُذَیْلَۃً مِنْ اَبِی الْقَاسِمِ قَالَ کَذَبْتَ یَاعَدُوَّ اللّٰہِ فَاَجْلَاھُمْ عُمَرُ وَاَعْطَاھُمْ قِیْمَۃَ مَاکَانَ لَھُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَّاِ بِلاً وَّعُرُوْضًا مِّنْ اَقْتَابٍ وَّ حِبَالٍ وَّغَیْرِ ذَالِکَ

{بخاری کتاب الشروط باب اذا اشترط فی المزارعۃ 01/377}

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہودیوں کو جلاوطن کرنے کا) پختہ ارادہ کرلیا تو ابوالحُقیق یہودی کے خاندان سے کوئی شخص ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا، اے امیر المومنین! آپ ہمیں کیوں نکال رہے ہیں جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں برقرار رکھا تھا اور یہاں کی زمینوں کے بارے میں ہم سے معاہدہ کیا تھا اور یہ ہمارے لئے شرط تھی؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا تمہارا یہ

گمان ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ فرمان بھول گیا ہوں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تم سے فرمایا تھا کہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور تیرا اونٹ تجھے لئے ہوئے راتوں کو مارا مارا پھرے گا۔ وہ کہنے لگا یہ تو ابوالقاسم رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے از راہ مذاق کہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خدا کے دشمن! تو نے غلط بیانی کی ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلا وطن کر دیا اور ان کو ان کے میوہ جات، اونٹوں، آلات زراعت، عمارتوں اور رسیوں وغیرہ چیزوں کی قیمت ادا کر دی'' 1

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس یہودی سے فتح خیبر کے بعد 07ھ میں فرمایا تھا کہ تو جلا وطن کر دیا جائے گا جبکہ اسے عہد فاروقی میں جلا وطن کیا گیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے برسوں پہلے اس شخص کی جلاوطنی کی خبر دے دی تھی اور خبر بغیر علم کے کیسے دی جاسکتی ہے؟

دوسری بات، جو اس حدیث پاک سے معلوم ہوتی ہے، وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پاک کو تسلیم کرنا، یہ حضور کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پختہ یقین تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص کی جلاوطنی کی خبر دے دی ہے تو جلا وطن ہو کر دَر بدر پھرنا اس کا مقدر ہے۔ اس کے برعکس حضور کے علم پاک کا انکار کرنا یا اسے محض مذاق سمجھتے ہوئے حقیقت پر محمول نہ رکھنا، یہ اس یہودی کا عقیدہ ہے۔

اللہ پاک ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والے سچے عقیدے اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصائب کا علم:

33- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک دن ایک باغ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ایک شخص آیا اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آنے والے کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، جنت کی بشارت دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور

دروازہ کھولنے کو کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو بھی اندر آنے کی اجازت دے دی اور جنت کی بشارت سنائی ...... پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اجازت دیتے ہوئے ان کے لیے فرمایا:

وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ اَوْ تَكُوْنُ

''اسے جنت کی بشارت دو اس مصیبت کے ساتھ جو اسے پہنچے گی''

{بخاری کتاب الادب باب من نکت العود 918/02، کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الفتنة من قبل المشرق 1051/2}

''پس میں نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی بشارت دے کر وہ بات بتائی جو حضور نے فرمائی تھی''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ...... اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ''اللہ مدد کرنے والا ہے''

{بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 522/01}

اس حدیث پاک سے **معلوم** ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں جانتے ہیں کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور وہ جنتی ہیں۔ اس سے ان حضرات کا اللہ و رسول کے ہاں مقبول مقام و مرتبہ بھی واضح ہوتا ہے۔ اس لئے ان حضرات کے بارے میں بُرا گمان رکھنا، بدعقیدگی اختیار کرنا یا (معاذ اللہ) بدگوئی کرنا انتہائی نامناسب اور نقصان دہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ ان کو بڑی مصیبت پہنچے گی۔ چنانچہ لوگوں کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بہت ناپسندیدہ اور ناحق امور منسوب کئے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا گیا اور کئی روز تک پانی بند کر کے پیاسا رکھا گیا اور بالآخر 17 ذی الحجہ 35ھ کو دردناک انداز میں آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا جس سے ظاہر ہوا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پاک کے قائل تھے وگرنہ آج کل کے بعض لوگوں کی طرح کہہ دیتے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیب کی بات کیا جانیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسرے کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں؟ آپ کو تو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں (معاذ اللہ) بلکہ انہوں نے اللہ المستعان فرما کر اپنے پاکیزہ عقیدے کا اظہار کر دیا۔

برسوں بعد ہونے والے واقعہ کا علم:

34- سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّإِلَيْهِ مَرَّةً وَّيَقُوْلُ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

{بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسن والحسین 01/530}

"(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ) میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو منبر پر دیکھا (سنا) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو میں تھے۔ کبھی آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی ان کی طرف۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے گا"

معلومات:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ 03ھ میں پیدا ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی پیدائش سے قبل ہی حضرت اُمِّ فضل کو ولادت کی خبر دے دی تھی۔ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سترہ رمضان المبارک 40ھ میں خلیفہ ہوئے۔ چالیس ہزار سے زائد مسلمانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سات ماہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے آپ رضی اللہ عنہ پر فوج کشی کی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی لشکر تیار کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف

چلے۔آپ رضی اللہ عنہ کا لشکر دیکھ کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو واپس نہ ہوگا بلکہ دوسروں کو بھگا دے گا۔

1

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اگر دونوں لشکر باہم متحارب ہو گئے تو دونوں جانب سے مسلمانوں کا بہت خون بہے گا۔آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صلح کا پیغام بھیجا اور خلافت سے دست برداری کی پیشکش کردی جس کے نتیجہ میں 41ھ میں آپس میں صلح ہوگئی۔ یوں مسلمان خون ریزی سے محفوظ رہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت وقیادت کے لیے تمام مسلمانوں میں اتفاق ہوگیا۔

عنوان میں بیان کردہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ آخر 40ھ اور مابعد کے مندرجہ بالا تمام حالات حضور ﷺ کے سامنے تھے۔آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ مسلمان دو جماعتوں میں تقسیم ہوجائیں گے اور ایک جماعت کی امارت وقیادت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس ہوگی اور بالآخر حضرت حسن رضی اللہ عنہ لڑنے کی بجائے صلح کا ذریعہ بنیں گے اور یوں یہ لڑائی ٹل جائے گی۔ بتایئے: کیا اس سے حضور ﷺ کا علم غیب واضح ہوا یا نہیں؟

علاوہ ازیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدعقیدگی رکھنے والوں کو بھی حضور ﷺ کے الفاظ ....فئتین من المسلمین............اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل سامنے رکھتے ہوئے اپنا فکر وعمل تبدیل کرلینا چاہیے۔

حضور ﷺ کا مستقبل کے مجاہدین کو دیکھنا:

35- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے اپنی رضاعی خالہ حضرت عبادہ بن صامت کی زوجہ حضرت اُمِّ حرام بنت ملحان کے گھر میں آرام فرمایا۔آپ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔حضرت اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہنسنے کی وجہ پوچھی۔حضور ﷺ نے فرمایا:

نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَی الْاَسِرَّةِ

"مجھ پر میری اُمت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے اس سمندر کے سینے پر اس اس طرح سوار ہوں گے جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھتے ہیں"

حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمالے تو ان کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی۔ اس کے بعد پھر سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے جو پہلوں کی طرح اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے سمندر کے سینے پر سوار ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمالے۔

قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم پہلے گروہ میں شامل ہو چکی ہو"

فَرَکِبَتِ الْبَحْرَ فِیْ زَمَانِ مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَآبَّتِهَا حِیْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَکَتْ

"یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (جو اس وقت امیر شام تھے) کے عہد میں جہاز پر سوار ہوئیں اور سمندر سے نکلنے کے بعد اپنی سواری کے جانور سے گر کر جاں بحق ہو گئیں"

{بخاری کتاب الجهاد و السیئر باب الدعا بالجهاد و الشهادة 01/391، کتاب التعبیر باب الرّؤیا بالنّهار 1036/02۔ مسلم کتاب الامارة باب فضل الغزو فی البحر 02/141}

انصار کی حق تلفی ہوگی:

36- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصار کو بلایا اور ان کو بحرین کا

ملک بطور جاگیر دینا چاہا۔ انہوں نے کہا: ہم اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی ایسا ہی ملک عطا نہ ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو اگر تم قبول نہیں کرتے تو پھر مجھ سے ملنے تک صبر کئے رہنا۔ میرے بعد تمہاری حق تلفی ہونے والی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی دوسری حدیث پاک میں (جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا حدیث پاک سے پہلے نقل کیا ہے) یہ الفاظ بھی ہیں۔

فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ وَمَوْعِدُکُمُ الْحَوْضُ

''تو صبر کیے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ سے مل جاؤ اور تمہارے ملنے کا مقام حوض کوثر ہوگا''

{بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للانصار اصبرو 01/535، کتاب التوحید باب قول اللہ وجوہٌ یوّمئذٍ ناضرۃٌ (1108/02}

وحید الزماں صاحب کا تبصرہ:

''یعنی دوسرے غیر مستحق لوگ عہدوں اور خدمتوں پر مقرر ہوں گے، تم محروم رہو گے۔ ایسا ہی ہوا، ظالم بنو امیہ نے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو تمام حکومت پر مامور کیا۔ انصار بیچارے جن کی مدد سے اسلام کو ترقی ہوئی تھی اور بنو امیہ کو سلطنت پہنچی تھی، محروم رہے''

{تیسیر الباری ج 05 ص 109 مطبوعہ تاج کمپنی لمٹیڈ}

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برسوں پہلے آنے والے کل کے بارے میں جو غیبی خبر دی تھی، وہ سچ ثابت ہوئی۔

''اے جابر (رضی اللہ عنہ)! عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے''

38- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے

پاس قالین ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہمارے پاس قالین کہاں سے آئے۔ارشاد فرمایا...... یاد رکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے......پس آج میں اپنی بیوی سے یہ کہتا ہوں کہ اپنا قالین مجھ سے ذرا پرے ہٹالو تو وہ جواب دیتی ہے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس قالین ہوں گے؟ پس میں خاموش ہو جاتا ہوں۔

{بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 01/512}

یہ اُمّت قریشی لڑکوں کے ہاتھوں برباد ہوگی:

39- حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فِیْ مَسْجِدِ النَّبِیِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ ﷺ يَقُوْلُ هَلَكَةُ اُمَّتِیْ عَلٰى اَيْدِیْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةٍ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْشِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ بَنِیْ فُلَانٍ وَّبَنِیْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ اَخْرُجُ مَعَ جَدِّیْ اِلٰى بَنِیْ مَرْوَانَ حِيْنَ مَلَكُوْا بِالشَّامِ فَاِذَارَاٰ هُمْ غِلْمَانًا اَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسٰى هٰؤُلَاۗءِ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنْهُمْ قُلْنَا اَنْتَ اَعْلَمُ

{بخاری کتاب المناقب 01/509)، کتاب الفتن باب ھلاک امتی علی ایدی اغیلمہ سفہاء 02/1046}

"میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ مُنورہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا اور مروان بھی ہمارے ساتھ تھا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمّت کی ہلاکت وبربادی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔مروان نے کہا کہ ایسے لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر

میں یہ بتانا چاہوں کہ وہ فلاں کا لڑکا اور فلاں کا لڑکا ہے، تو ایسا کر سکتا ہوں۔ پس میں (عمرو بن یحییٰ) اپنے دادا جان کے ہمراہ بنی مروان کی طرف گیا جب وہ شام پر حکومت کرتے تھے۔ جب نوعمر لڑکوں کو دیکھا تو آپ نے (ہمارے دادا جان حضرت سعید نے) ہم سے فرمایا: شاید یہ ان لڑکوں میں سے ہوں۔ ہم نے عرض کیا: آپ کو زیادہ معلوم ہے" [1]

کچھ اس حدیث پاک کے حوالے سے:

اس حدیث پاک میں اُمت کے نقصان اور ہلاکت و بربادی کا سبب بننے والوں کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ:

(1) ان کا تعلق قریش سے ہوگا۔

(2) بربادی کا سبب بننے والے نوعمر، نوجوان ہوں گے۔

(3) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے نام و نسب کا یقینی علم تھا۔

(4) اس حدیث کے راوی مُحدِّث حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ شام پر حکومت کرنے والے نوعمر لڑکے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبی خبر کا مصداق ہیں۔

مطالعۂ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ حدیث پاک دَورِ یزید کی نشاندہی کرتی ہے اس لیئے کہ اس بدنصیب شخص کے دور میں جَور و جفا کی ایسی داستانیں رقم کی گئیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے سیاہ دور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو نہایت بے دردی سے شہید کیا گیا۔ خاندانِ رسالت کی خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔ علاوہ ازیں عالم اسلام کی عقیدتوں کے مراکز مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ظلم و ستم کا بازار گرم رکھا گیا۔

یزید کے مظالم کا اندازہ کرنے کیلیئے مشہور اہل حدیث عالم مولوی وحید الزمان صاحب کا بیان ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں کہ:

''مدینہ والوں نے یزید کے بُرے حالات دیکھ کر اس کی بیعت توڑ ڈالی اور عبد اللہ بن حَنْظَلَه کو اپنے اوپر حاکم بنایا۔ انکے والد حنظلہ وہی تھے جن کو غَسِیْلُ الملائکہ کہتے ہیں۔ یزید نے یہ حال سن کر مدینہ والوں کا قتل عام کیا، شہر لوٹ لیا، سات سو تو صرف عالموں کو شہید کیا جن میں تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے جو روضہ شریف کی طرف لید پیشاب کرتے تھے (معاذ اللہ) کوئی وقیقہ پیغمبر صاحب کی بے حرمتی کا نہ چھوڑا۔ اوپر سے طُرہّ سُنیئے جب یہ مسلم بن عقبہ مرنے لگا تو مرتے وقت یوں دعا کی، ''یا اللہ! میں نے (توحید و رسالت کی) شہادت کے بعد کوئی نیکی اس سے بڑھ کر نہیں کی کہ مدینہ والوں کو قتل کیا۔ یہی نیکی ایسی ہے جس کے ثواب کی مجھ کو امید ہے۔ اے خبیث! بندگان خدا پر ظلم کرتا ہے، اللہ کے پیغمبر کی توہین کرتا ہے پھر ثواب کی امید رکھتا ہے''

{تیسیر الباری شرح بخاری ج 05 ص 393 مطبوعہ تاج کپنی لمٹیڈ لاہور}

چونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غیبی بیان کی سچائی کا پُورا پُورا یقین تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ یہ دعا فرماتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنّیٓ اَعُوْ ذُبِکَ مِنْ رَأسِ السِّتِّیْنَ وَ اَمَارَۃِ الصِّبْیَانِ

''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں سن ساٹھ کی ابتداء اور بچوں کی حکمرانی سے''

{آپ کی یہ دعا مجمع الزوائد۔ لسان المیز ان۔ تاریخ الخلفاء۔ صواعق محرقہ، ابن ابی شیبہ۔ البدایہ 8 / 167 وفیات 59 ھ مکتبہ رشید یہ کوئٹہ میں منقول ہے}

حافظ ابنِ حجر رضی اللہ عنہ مکی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ ان کی وفات 59 ھ میں ہوئی جبکہ یزید 60 ھ میں تخت نشین ہوا۔

علاوہ ازیں فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ کو عطا کی اور ارشاد فرمایا: تو یہ چابی سنبھالو ہمیشہ کے لیے سوائے ظالم کسے تم سے یہ چابی کوئی نہیں چھینے گا۔

{طبقات ابن سعد}

قاضی سلمان منصور پوری کی وضاحت:

1

مؤرخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے اُن سے یہ کلید چھین لی تھی۔اس کے بعد پھر یہ 1323ء سال کا زمانہ شاہد صدق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی {رحمۃ للعالمین ج 03 ص 215 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور}

مافی غد کا تفصیلی علم:

40- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَھِیَ اَرْضٌ یُّسَمّٰی فِیْھَا الْقِیْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْھَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰی اَھْلِھَا فَاِنَّ لَھُمْ ذِمَّۃً وَّرَحِماً اَوْقَالَ ذِمَّۃً وَّصِھْرًا فَاِذَا رَاَیْتَ رَجُلَیْنِ یَخْتَصِمَانِ فِیْھَا فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَۃٍ فَاخْرُجْ مِنْھَا قَالَ فَرَاَیْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ شَرَحْبِیْلِ بْنِ حَسَنَۃَ وَاَخَاہُ رَبِیْعَۃَ یَخْتَصِمَانِ فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَۃٍ فَخَرَجْتُ مِنْھَا

{مسلم کتاب فضائل صحابہ باب وصیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باھل مصر 02/311}

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے، یہ وہ سرزمین ہے جہاں قیراط بولا جاتا ہے۔جب تم اس سرزمین کو فتح کرلو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کا حق اور رشتہ ہے یا فرمایا: ان کا حق اور سُسرالی رشتہ ہے اور جب تم وہاں پر دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھو تو تم وہاں سے نکل آنا۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے عبدالرحمٰن بن شُرجیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑتے دیکھا تو میں وہاں سے نکل آیا۔

قاضی سلمان منصور پوری کا تبصرہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے فتح مصر کو بھی دیکھا اور وہاں پر

بُودوباش بھی اختیار کی اور یہ بھی دیکھا کہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شُرحبیل اینٹ برابر زمین کے لئے جھگڑ رہے ہیں، تب یہ وہاں سے چلے بھی آئے۔

{رحمۃ للعالمین ج 03 ص 209 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور}

مستقبل کی سیاست بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں ہے:

41- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَنَعَتِ الْعِرَاقُ دِرْهَمَهَا وَقَفِيْزَهَا وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدْيَهَا وَدِيْنَارَهَاوَ مَنَعَتْ مِصْرُ اِرْدَبهَاوَ دِيْنَارَهَاوَ عُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَاْءتُمْ

''عراق نے اپنے درہم وقفیز، شام نے اپنے مُداور دینار اور مصر نے اپنے اردب اور دینار روک لئے اور (اے اہل حجاز) تم وہاں لوٹ گئے جہاں سے شروع ہوئے تھے'' (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر ابو ہریرہ کا گوشت اور خون گواہ ہے)۔

{مسلم کتاب الفتن، 02/ 391}

قاضی سلمان منصور پوری کا تبصرہ:

یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث میں ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا ہے حالانکہ اس کا تعلق مستقبل سے ہے اس لئے کہ حکم الٰہی میں ایسا مقدّر ہو چکا تھا (گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا حکم الٰہی ملاحظہ فرمالیا تھا۔ راقم رضا) اس حدیث میں اس زمانہ کے متعلق پیش گوئی ہے جب مدینہ منورہ میں خلافت راشدہ کا زمانہ ختم ہو گیا اور دمشق میں سلطنت اُمویہ کا قیام ہو گیا تھا کہ پھر حجاز میں ان ممالک سے مالیہ نہ بہ شکل سکہ اور نہ بہ شکل جنس، کبھی حجاز کو حاصل ہوا۔ یہ پیش گوئی اب تک صدیوں سے اسی طرح پر چلی آتی ہے۔

{رحمۃ للعالمین ص 03/ 210 مکتبہ اسلامیہ لاہور}

مسلمان کہاں کہاں لڑیں گے اور نتیجہ کیا ہوگا؟

1

42- حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چار باتیں یاد ہیں جن کو میں نے انگلیوں پر شمار کر لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم جزیرۂ عرب میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ پھر تم فارس میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ پھر تم روم میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا، پھر تم دجّال سے جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ نافع نے کہا: اے جابر! ہم شام کی فتح سے پہلے دجّال کو نہیں دیکھیں گے۔ {مسلم کتاب الفتن واشراط السّاعۃ 02/393}

سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہ صرف مستقبل کے جہادوں کی خبر دی بلکہ اس کے نتائج سے بھی آگاہ فرما دیا۔

مستقبل میں ایسا بھی ہوگا:

43- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

یَغزُوْ جَیْشٌ نِ الْکَعْبَۃَ فَیُخْسَفُ بِھِمْ

"ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا اور وہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا"

{بخاری المناسک باب ھَدْمِ الکعبہ 01/217}

اور ایسا بھی ہوگا:

44- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

کَاَنِّیْ بِہٖ اَسْوَدَ اَفْحَجَ یَقْلَعُھَا حَجَرًا حَجَرًا

"میں اس سیاہ آدمی کو دیکھ رہا ہوں جو کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھاڑ پھینکے گا"

{بخاری کتاب المناسک باب ھَدْمِ الکعبہ 01/217}

ادھر فتنہ ہے:

1

45- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ (مشرق) کی جانب اشارہ کر کے فرمایا:

ھُنَا الْفِتْنَۃُ ثَلٰثاً مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیطَانِ

''اِدھر فتنہ ہے۔ تین مرتبہ یہ بات دُھرائی۔ اِدھر سے شیطان کا سینگ نکلے گا''

{بخاری کتاب الجہاد والسّیئر باب ماجاء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم 438/01۔ مسلم کتاب الفتن واشراط السّاعۃ 394/02}

شقاوت اور سنگ دلی مشرق میں ہے:

46- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا:

غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَآءِ فِی الْمَشْرِقِ وَالْاِیْمَانُ فِیْ اَھْلِ الْحِجَازِ

{مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اھل الایمان فیہ 53/01}

''شقاوت اور سنگ دلی (مدینہ کے) مشرق میں ہے اور ایمان اہل حجاز میں ہے''

کفر کا گڑھ مشرق میں ہے:

47- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: رَأسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ ''کفر کا گڑھ مشرق میں ہے''

{مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اھل الایمان فیہ 53/01۔ بخاری کتاب بدءالخلق 466/01}

مشرق سے شیطان کا سینگ نکلے گا:

1

48- حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

{بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس و جنودہ 463/01، کتاب الفتن باب الفتنة من قبل المشرق ج 02 ص 1050۔ مسلم کتاب الفتن 394/02}

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرق کی طرف منہ کر کے فرمایا: بے شک فتنہ یہاں ہے۔ بے شک فتنہ یہاں ہے۔ بے شک فتنہ یہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا"

مشرق سے شیطان کے دو سینگ نکلیں گے:

49- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے نمودار ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا:

مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ وَ اَنْتُمْ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

{مسلم کتاب الفتن 02 / 394}

"جہاں سے شیطان کے دو سینگ طلوع ہوں گے اور تمہارے بعض لوگ بعضوں کی گردنیں ماریں گے"

نجد کا علاقہ فتنوں کی سرزمین ہے:

50- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے یمن میں برکت عطا فرما

......قَالُوْا وَفِیْ نَجْدِنَا......لوگ عرض گزار ہوئے کہ ہمارے نجد میں بھی......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی، اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمیں ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔لوگ عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نجد میں بھی۔راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا:

هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

{بخاری ابو اب الاستسقاء 141/01، کتاب الفتن باب الفتنة من قبل المشرق 1050/02}

''وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے برکت سے محروم رہنے والا یہ علاقہ کہاں ہے؟

نجد کی توضیح و تعیین کے سلسلے میں مولوی وحید الزماں صاحب نے تیسیر الباری شرح بخاری میں اس سے عراق کا ملک مراد لیا ہے حالانکہ احادیث مبارکہ میں مذکور شام اور یمن سے شام اور یمن کے معلوم و مقرر ممالک ہی مراد لئے جاتے ہیں اس لیے جب عراق کی سمت میں نجد نام کا علاقہ موجود ہے اور دلائل و قرائن اسی علاقے کا تعین کرتے ہیں تو پھر اس سمت کا کوئی اور ملک مراد لینے کو بے جا تکلف ہی کہا جائے گا جسے عقیدت مند افراد تو شاید ہضم کر لیں مگر حقیقت پسند حلقے تو بہر حال دلائل اور حقائق کو ہی اہمیت دیتے ہیں۔

مزید اطمینان کے لئے بخاری شریف کی یہ حدیث پاک ملاحظہ ہو:

51- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، یہ دونوں شہر (بصرہ اور کوفہ) فتح ہو گئے تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو کہنے لگے:

يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدَّ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْناً وَّهُوَ جَوْرٌ عَنْ طَرِيْقِنَا وَإِنَّا إِنْ أَرَدْنَا قَرْناً شَقَّ عَلَيْنَا قَالَ فَانْظُرُوْا حَذْوَهَا مِنْ طَرِيْقِكُمْ فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ

''اے امیر المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہل نجد کے لئے قرن کو میقات بنایا ہے اور وہ ہماری گزر گار نہیں۔ اگر ہم قرن کا ارادہ کریں تو ہمارے لئے تکلیف دہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے راستے میں اس کے سامنے کوئی جگہ دیکھو اور آپ نے ان کے لئے ذاتِ عراق کو احرام باندھنے کی جگہ مقرر کر دیا''

{بخاری کتاب المناسک باب ذات عرق لاھل العراق 107/01}

اس روایت سے ہمارا مدعا واضح ہوا کہ نجد اور عراق دو مختلف علاقے ہیں ورنہ نجد اور عراق کے لئے دو مختلف مِیقات مقرر نہ کئے جاتے۔

مزید تحقیق و تفصیل کے طلب گار حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی کی کتاب ''شرح حدیثِ نجد'' کا مطالعہ فرمائیں۔ البتہ وضاحت کیلئے یہ حدیث پاک پیش خدمت ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبیلوں کے نام بھی بتا دیے:

52- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اَشَارَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بِیَدِہٖ نَحْوَ الْیَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِ یْمَانَ ھٰھُنَا وَ اِنَّ الْقَسْوَۃَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اُذْنَابِ الْاِ بِلِ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ فِیْ رَبِیْعَۃَ وَ مُضَرَ

{بخاری کتاب بدء الخلق باب خیر مال المسلم غنمٌ 466/01۔ مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اھل ایمان 01 / 52}

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: سنو ایمان اس طرف ہے اور شقاوت اور سنگ دلی ان لوگوں میں جو بکثرت اونٹ پالتے ہیں اور اُونٹوں کی دُموں کے پیچھے ہانکتے ہوئے جاتے ہیں (جہاں سے) شیطان کے دو سینگ قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر سے نکلیں گے''

53- ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ اے اللہ! مُضر کو سختی سے کچل دے۔

1 {اکمال اکمال المعلم ج01 ص159 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت}

معلوم ہونا چاہیئے کہ مُضر نجد کا ایک سنگ دل قبیلہ ہے۔ نبوت کا جھوٹا دعوے دار مسیلمہ کذّاب بھی اس نجد کی ایک وادی یمامہ کا رہنے والا تھا۔ اس لیے علماء نے اس نجد کو فتنوں کی سرزمین قرار دیا ہے۔ جغرافیہ دانوں کو تو پہلے ہی معلوم ہے کہ نجد اور عراق دو مختلف علاقے ہیں البتہ اس تفصیل سے دیگر قارئین پر بھی واضح ہو گیا کہ نجد اور عراق واقع تو ایک ہی سمت میں ہیں مگر ان احادیث مبارکہ میں مذکور نجد سے عراق کا ملک مراد لینا درست نہیں۔

آخر میں ایک اہل حدیث عالم کی وضاحتی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے:

''اہلِ حدیث'' عالم مسعود عالم ندوی کا بیان:

نجد کا جنوبی حصہ جو العارض کہلاتا ہے، اس کا مشہور شہر ریاض ہے جو آج سعودی حکومت کا پایہ تخت ہے۔ {حاشیہ کتاب محمد بن عبدالوہاب ص16 ز مسعود عالم ندوی}

لکھتے ہیں...... عارض کو جبلِ یمامہ بھی کہتے ہیں اس کے گردونواح کی زمین وادی حنیفہ اور یمامہ کہلاتی ہے شیخ الاسلام (محمد بن عبدالوہاب تمیمی نجدی) کی جائے پیدائش ''عیینہ'' اور مرکزِ دعوت ''درعیہ'' اسی وادی میں واقع ہیں۔ {حوالۂ بالا}

مشرق کے ان لوگوں کی خاص نشانی کیا ہے؟

54- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے کہ وہ قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوں (گلوں) سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب تک تیر اپنی جگہ پر واپس نہ

لوٹ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ ان لوگوں کی نشانی کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

1 سِیمَاهُمُ التَّحۡلِیۡقُ اَوۡ قَالَ التَّسبِیۡدُ

''ان کی نشانی سر منڈانا ہے یا فرمایا کہ سر منڈائے رکھنا''

{بخاری کتاب التوحید باب قرأۃ الفاجر و المنافق 1128/02}

گستاخانِ رسول کے خارجی گروہ کی نشان دہی:

55- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ بات قریش وانصار پر گراں گزری کہ نجد کے سرداروں کو مال دیا گیا اور ہمیں چھوڑ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں انہیں تالیفِ قلوب کے لئے دیتا ہوں۔ پھر ایک آدمی آگے بڑھا۔

{بخاری کتاب المناقب 01 / 509 اور کتاب استتابۃ المرتدین 02 / 1034
کی روایتوں میں اس کا نام ذوالخویصرہ تمیمی 2 ۔ بیان کیا گیا ہے}

اس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ رخسار لٹکے ہوئے تھے۔ پیشانی آگے نکلی ہوئی، داڑھی گھنی اور سر مُنڈا ہوا تھا۔ وہ شخص کہنے لگا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اللہ سے ڈر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر میں خدا کی نافرمانی کر رہا ہوں تو اللہ کی اطاعت کون کر رہا ہے؟

56- دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف سے کام لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تیری خرابی ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟

{بخاری کتاب الادب باب ماجاء فی قول الرّجل ویلک 02 / 910}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تو اہلِ زمین کی امانت میرے سپرد فرمائی ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ ایک شخص نے قتل کر دینے کی اجازت چاہی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرما دیا۔ راوی کے مطابق اجازت چاہنے والے شاید حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔

جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی نسل میں سے یا اس کے پیچھے ایسی جماعت ہے جو قرآن پاک خوب پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، وہ مسلمانوں کو قتل کیا کریں گے اور بت پرستوں سے صلح رکھیں گے۔ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قومِ عاد کی طرح قتل کردوں۔ 1

{بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللّٰہ والیٰ عادٍ اخاھم ھوداً 471/1، کتاب التوحید باب قرأۃ الفاجر والمنافق 1105/02۔ مسلم کتاب الزکاۃ باب اعطاء المؤلّفۃ 341/01}

خارجیوں کی ایک نشانی:

57- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جانے دو کیونکہ اس کے اور بھی ساتھی ہیں۔ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو اُن کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے۔

{بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 509/01، کتاب استتابتہ المرتدین باب من ترک قتال الخوارج 1024/02}

خارجیوں کی ایک اور نشانی:

حدیثِ بالا میں یہ بھی ہے کہ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان جیسا یا گوشت کا لوتھڑا ہوگا۔ جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائیں گے تو ان کا خروج ہوگا 3۔

گستاخ گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ

حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے اور میں بھی لشکرِ اسلام کے ساتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ جب اسے لایا گیا تو اس کے اندر وہ تمام نشانیاں دیکھیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔

{بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 509/01، کتاب استتابته المرتدین باب من ترک قتال الخوارج 02/1024}

خارجیوں کی خاص عادت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی رائے:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوْا إِلٰى اٰيَاتٍ نَّزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

"اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے جو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئیں، وہ مسلمانوں پر چسپاں (لاگو) کردیں"

{بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج والملحدین 02/1046}

1

قیامت سے پہلے کیا ہوگا؟

58- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو عظیم جماعتوں کے درمیان جنگ نہ ہوجائے اور ان دونوں جماعتوں کے درمیان عظیم جنگ ہوگی اوران کا دعویٰ ایک ہوگا۔

{مسلم کتاب الفِتن و اشراط الساعة 02/390}

اس حدیث پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں جماعتوں سے مراد حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر ہیں جن کے درمیان 37ھ میں صفین میں بہت سخت جنگ ہوئی۔ یہ دونوں جماعتیں مدعی اسلام تھیں۔ دونوں مسلمان تھیں اور حتیٰ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِخوَانُنَا بَغَوا عَلَینَا ''یہ ہمارے بھائی ہیں، انہوں نے ہم پر بغاوت کردی''

سرزمینِ حجاز سے آگ ظاہر ہوگی:

59- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِیْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی

{بخاری کتاب الفتن باب خروج النّار 02/1054۔ مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة 02/393}

"اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصرہ کے اُونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں گی" [1]

اس آگ کا ظہور یکم جمادی الثانی 654ھ کو ہوا۔ سرزمین حجاز میں اس آگ کے ظہور سے پہلے پے در پے زلزلے آئے جن کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ لوگ ہیبت زدہ ہو گئے۔ 05 جمادی الثانی کو دھوئیں نے زمین و آسمان اور اُفق کو چھپا لیا۔ جب تاریکی چھا گئی تو دوپہر کو مدینے کے مشرق کی جانب ایسی آگ بلند ہوئی کہ پتھر بھی پگھلنے لگے۔ روز بروز آگ کا رُخ مدینہ شہر کی طرف ہو رہا تھا۔ اہلِ مدینہ نے شب جمعہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بسر کی۔ بالآخر آگ نے اپنا رخ جانب شمال تبدیل کر لیا۔ یہ آگ 52 روز تک روشن رہی۔

شام کے شہر بُصریٰ میں مدرسہ بُصریٰ کے مدرس شیخ صفی الدین کی شہادت موجود ہے کہ جس روز آگ کا ظہور حجاز میں ہوا، اسی شب بصریٰ کے بدووں نے آگ کی روشنی میں اپنے اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔

مدینہ منورہ میں اس آگ کا ظہور ایسا مشہور ہے کہ مؤرخین کے نزدیک تواتر کی حد کو پہنچا ہوا ہے۔ جیسا کہ امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی وفاء الوفاء میں بھی مذکور ہے۔ اس آگ کا تذکرہ امام نووی نے اپنی شرح مسلم 02 / 393 میں اور علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں بھی کیا ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین (03 / 213 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور) میں لکھا ہے کہ تعجب خیز امر یہ تھا کہ اس شدتِ نار کے وقت بھی مدینہ میں جو ہوا آتی تھی، وہ ٹھنڈی نسیم ہوتی تھی۔

قیامت سے پہلے دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا:

60- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ دریائے

فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نہ نکل آئے۔ جس پر لوگوں کا قتال ہوگا اور ہر سو آدمیوں میں سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے اور ان میں سے ہر شخص یہ سوچے گا کہ شاید میں ہی وہ شخص ہوں جسے نجات مل جائے۔

{بخاری کتاب الفتن باب تغییر الزّماں۔ مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ 02/391}

قحطان کا ایک شخص لوگوں کو لاٹھی سے ہنکائے گا:

61- قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قحطان کا ایک شخص لوگوں کو اپنی لاٹھی سے نہ ہنکائے۔

{بخاری حوالۂ بالا۔ مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ 395/02}

سرخ چہرے، چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھوں والوں سے قتال ہوگا:

62- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس قوم سے قتال نہ کرلو جو بالوں والی جوتیاں پہنے گی اور ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ مزید فرمایا: ان کے چہرے سرخ، ناک چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔

{مسلم کتاب اشراط الساعۃ 02/395، بخاری کتاب المناقب 01/507}

یہودی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوجائیں گے:

63- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں کو قتل نہ کردیں حتی کہ یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپیں گے اور پتھر اور درخت یہ کہے گا، اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے۔ آ اس کو قتل کردے۔ ہاں درخت غرقد نہیں کہے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

{بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 01/ 507۔ مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ 02/ 391}

1

قیامت سے پہلے جہجاہ نام کا بادشاہ ہوگا:

64- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: دن اور رات کا سلسلہ اس وقت تک نہ ٹوٹے گا جب تک جہجاہ نام کا ایک بادشاہ نہ ہوجائے۔

{مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ 02/ 395}

قیامت سے پہلے تیس دجّال اور کذاب آئیں گے:

65- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دجّالوں اور کذابوں کو نہ بھیج دیا جائے جو تیس کے قریب ہوں گے۔

{بخاری کتاب الفتن 02/1054، بخاری کتاب المناقب باب علاماۃ نبوۃ 01/509۔ مسلم کتاب اشراط الساعۃ 02/ 397}

ستر ہزار یہودی دجّال کی پیروی کریں گے:

66- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اصفہان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار یہودی سبز چادریں اوڑھے ہوئے دجّال کی پیروی کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا گیا کہ اس نے اپنی اُمت کو کانے کذاب سے ڈرایا۔ آ گاہ ہوجاؤ کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوا ہے۔

{بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدّجال 02/1055۔ مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ باب ذکر الدّجال 02/ 400 (مسلم میں ہے کہ اس کی داہنی آنکھ کانی ہوگی۔ باب ذکر الدّجال 02/ 399)}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ہے اور دجّال کو بھی:

1

67- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں اپنے آپ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ چنانچہ گندمی رنگ اور سیدھے بالوں والے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: حضرت ابن مریم علیہما السّلام۔ پھر جاتے ہوئے میں نے ادھر توجہ کی تو ایک موٹے تازے آدمی کو دیکھا جس کا رنگ سرخ، بال گھنگھریلے اور آنکھ سے کانا تھا گویا اس کی آنکھ پکے ہوئے انگور کی طرح تھی۔ لوگوں نے کہا: یہ دجّال ہے۔

{بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدّجال 1055/02، کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم 01/489}

دجّال مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا:

68- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مدینہ منورہ کے اندر دجّال کا رعب داخل نہیں ہو سکے گا۔ ان دنوں اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے۔

{بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدّجال 1055/02}

69- مسلم میں ہے کہ مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونا اس پر حرام ہو گا۔

{بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدّجال 02/402}

قیامت کی خاص نشانیاں:

70- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ دھواں، دجّال، دآبتہ الارض (زمین کا زلزلہ)، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول، یاجوج و ماجوج اور تین جگہ زمین دھنسنے کا ذکر

کیااور آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جولوگوں کو ہنکا کر محشر کی طرف لے جائے گی۔

{مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ 02/393} 1

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس شان سے آئیں گے اور دجّال کو قتل کریں گے:

71- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس دو زرد رنگ کے حُلّے پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے تو پسینے کے قطرے گریں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے گریں گے۔ جس کافر تک بھی ان کی خوشبو پہنچے گی، اس کا زندہ رہنا ناممکن ہوگا اور ان کی خوشبو منتہائے نظر تک پہنچے گی۔ وہ دجّال کو تلاش کریں گے حتیٰ کہ بابِ لُد پر اس کو موجود پاکر اسے قتل کردیں گے۔

{مسلم کتاب الفتن و اشراط السّاعۃ باب ذکر الدجال 02/401}

نوٹ: حدیث پاک میں دجّال کی کارگزریوں کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

کتنا تفصیل سے بتایا میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے:

72- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم نے ایک شہر کے متعلق سنا ہے کہ اس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک جانب سمندر میں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک اس میں ستر ہزار بنو اسحٰق (عرب) جہاد نہ کریں۔ جب وہ وہاں پہنچ کر اتریں گے تو نہ وہ ہتھیاروں سے جنگ کریں گے نہ تیراندازی کریں گے۔ وہ کہیں گے۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَر" تو شہر کی ایک جانب گر جائے گی۔ پھر دوسری بار کہیں گے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَر" تو اس کی دوسری جانب گر جائے گی۔ پھر وہ تیسری بار یہی کہیں گے تو ان کے لئے کشادگی کر دی جائے گی اور وہ اس شہر میں داخل ہو جائیں گے اور مال غنیمت حاصل کریں گے۔ جس وقت وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے

ہوں گے تو ایک چیخ سنائی دے گی کہ دجّال نکل آیا ہے تو مسلمان ہر چیز کو چھوڑ کر لوٹ آئیں گے۔
{مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة 02/396}

73- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (قرب قیامت میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان لڑی جانے والی ایک شدید جنگ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد) فرمایا: اللہ تعالیٰ کافروں پر شکست مسلّط کر دے گا۔ وہ ایسی جنگ ہوگی کہ اس سے پہلے ایسی جنگ کی مثال دیکھی نہیں ہوگی۔ حتیٰ کہ پرندے بھی ان کے پہلوؤں سے گزریں گے تو وہ ان سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے اور مُردہ ہو کر گر پڑیں گے۔ ایک باپ کی اولاد سو تک ہوگی، ان میں سے ایک کے سوا اور کوئی نہیں بچے گا۔ اس صورت میں مالِ غنیمت سے کیا خوشی ہوگی اور کیسے وراثت تقسیم ہوگی۔ مسلمان اسی حالت سے دوچار ہوں گے کہ اس سے بڑی افتاد آ پڑے گی۔ ایک چیخ سنائی دے گی کہ مسلمانوں کی اولاد میں دجّال آ چکا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا، اسے چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔

فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً..... تو دس گھوڑ سواروں کا ہراول دستہ بھیجیں گے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّيْ لَاَعْرِفُ اَسْمَآءَ هُمْ وَاَسْمَآءَ اٰبَائِهِمْ وَاَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں ان سواروں کے نام، ان کے باپ دادا کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ خوب جانتا ہوں۔ وہ اس دن روئے زمین کے بہترین گھڑ سواروں میں سے ہوں گے“ {مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة 02/392}

74- احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انتہائی قرب قیامت کی نشانیوں کے علاوہ یہ بھی بتا دیا کہ قیامت جمعۃ المبارک کے دن قائم ہوگی۔

{مشکوٰۃ باب الجمعہ فصل اوّل ص 119 بروایت مسلم کتاب الجمعہ 01/282}

75- اور عصر کے بعد کا وقت ہو گا۔ {مشکوٰۃ ص 120 بروایت ترمذی}

76- اور یہ بھی بتا دیا کہ محرم کا مہینہ ہو گا۔ {ابن ماجہ۔ مسند احمد} 1

تاہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیامت کا سال مخفی رکھا اس لئے کہ یہ دنیا دارُ الامتحان ہے اور امتحان کا تقاضا یہی ہے کہ عین وقت قیامت لوگوں سے مخفی رکھا جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد فرمایا:

فِیۡمَ اَنۡتَ من ذِکۡرٰھا o {سورۃ النازعات:43}

''تمھیں اس کے بیان سے کیا تعلق'' 4۔

حواشی

1۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو انصار کو حوض کوثر پر ملاقات کی خبر دیں اور کچھ لوگ قرآن فہمی کے زعم میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے ہی انجام و مقام سے بے خبر بتائیں (فیا للعجب)۔ آئندہ صفحات میں اس پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

2۔ اس گستاخ رسول کا نام حرقوص بن زہیر تھا اور یہ فتنوں کی سرزمین نجد کا رہنے والا تھا۔ بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب من ترک قتال الخوارج 02/1024 میں حدیث پاک ہے کہ سورہ توبہ کی یہ آیت اسی شخص کے بارے میں نازل ہوئی:

وَمِنۡھُمۡ مَّنۡ یَّلۡمِزُکَ فِی الصَّدَقَاتِ o {سورۃ توبہ:58}

''اور ان میں کوئی وہ ہے جو صدقے تقسیم کرنے میں تم پر طعن کرتا ہے''

3۔ جب رائے اور نقطہ نظر کے اختلاف کے سبب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر آمنے سامنے آ گئے تو افتراق اور خون ریزی کا راستہ روکنے کے لئے پھر کوشش کی گئی اور دونوں طرف سے چند افراد کو تصفیہ کے لئے حکم (ثالث) مقرر کیا

گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اعوان وانصار میں سے ایک جماعت نے صلح کے لئے حکم مقرر کرنے کو ناپسند کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کرلی۔ ان کا موقف یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ: ''اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں''

چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے غیر اللہ کو حکم بنایا ہے، اس لئے وہ دونوں مشرک ہوگئے ہیں (معاذ اللہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن کے مایہ ناز عالم، حَبر الامت، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہ ظاہر بینوں کی اس جماعت کو قرآن کے منشاء ومراد سے آگاہ کرکے انہیں علیحدگی اور مخالفت سے منع کریں مگر اُن کی تمام وضاحتوں کے باوجود وہ لوگ ان دونوں حضرات کو اور مسلمانوں کی دونوں جماعتوں کو کافر و مشرک قرار دینے سے باز نہ آئے اور علیحدگی اور مخالفت اختیار کئے رکھی۔

بعد ازیں نہروان میں جمع ہو کر ان لوگوں نے قتل وغارت کا بازار گرم کردیا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن خباب اور ان کی اہلیہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاصد حارث بن مرہ کو بھی نہایت بے دردی سے قتل کردیا۔

ان خارجیوں کی ایسی کاروائیوں کے نتیجے میں نہروان کا معرکہ پیش آیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اصلاح احوال کی آخری کوششیں بھی ناکام ہوگئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر لشکر کشی کرکے اس فتنہ کی کمر توڑ دی۔ مگر افسوس خارجی جماعت کے افکار ونظریات کا تاریخی سفر جاری رہا۔ اللہ پاک اُمت مسلمہ کو ایسے گستاخانہ افکار ونظریات سے محفوظ رکھے، آمین۔

4۔ قیامت کے بارے میں اس قدر تفصیلی بیانات سے یہ سمجھنا بھی آسان ہوجاتا ہے کہ جن آیات واحادیث میں قیامت کے علم کی مخلوق سے نفی کا بیان ہے وہاں اس سے یہی

مراد ہے کہ بغیر اللہ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ مفسرین کرام نے ان آیات واحادیث سے یہی مراد لیا ہے۔ اس بارے میں مکمل اطمینان کے لئے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِیَّۃَ اور سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا کا مطالعہ فرمائیں۔

5۔ بخاری و مسلم کی احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ما فی غدٍ (کل کیا ہوگا؟)، ماذا تکسب غدًا (کوئی کل کیا کرے گا؟) اور مافی الارحام (ماؤں کے پیٹوں میں کیا ہے، بیٹا یا بیٹی؟) کا علم عطا فرمایا ہے۔

6۔ اس سے یہ سمجھنا بھی آسان ہوگیا کہ جب چھوٹی بچیوں نے گاتے ہوئے مافی غد کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف کی اور کہا کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔ اسے دلیل بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لاعلمی اور بے خبری کا فتویٰ جاری کرنے کی بجائے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تواضع و انکساری پر محمول کرنا چاہیے۔ وگرنہ ان تمام احادیث کا انکار لازم آئے گا۔ مکمل اطمینان کے لیے ارشاد الساری شرح بخاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح اور اشعۃ للمعات شرح مشکوٰۃ جیسی شروحات کے عالمانہ بیانات کا مطالعہ مفید رہے گا۔

نوٹ: اشرف علی تھانوی صاحب نے ''جمال الاولیاء'' اور ''ارواح ثلاثہ'' میں اور عبدالمجید خادم صاحب سوہدروی و محمد ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی نے ''کراماتِ اہلحدیث'' میں بھی مَافِیْ غَدٍ . . . مَاذَا تَکْسِبُ غَدً . . . مَافِی الْاَرْحَامِ کے علاوہ دلوں کے حالات اور دور دراز فاصلوں کے علم پر مبنی متعدد واقعات درج کیے ہیں۔

1

پانچواں باب

موت کے وقت
موت کی جگہ
موت کی کیفیت
کا علم

1

کل کون کون قتل ہوگا؟

77- باب: ذِکْرِ النَّبِیِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ یُقْتَلُ بِبَدْرٍ

{بخاری کتاب المغازی 02/563}

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کرنا کہ بدر میں فلاں فلاں لوگ مارے جائیں گے''

وحیدالزماں صاحب کا تبصرہ:

اس باب میں امام مسلم نے جو روایت کی، وہ زیادہ مناسب ہے کہ......

78- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ شروع ہونے سے ایک دن پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتلایا تھا کہ یہاں فلاں کافر مارا جائے گا، یہاں فلاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جو مقام ہر ہر کافر کے بتلائے تھے، وہ کافر وہیں گرا اور مارا گیا۔

{تیسیر الباری شرح بخاری ص 233/05 مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ}

بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (کون کہاں مرے گا؟) کا علم:

79- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لے لے کر کافروں کے مرنے کی جگہ بتائی:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَّیَضَعُ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ھٰھُنَا وَ ھٰھُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُھُمْ عَنْ مَّوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

{مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ بدر 02/102}

(حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زمین پر اِس جگہ اور اُس جگہ ہاتھ رکھتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے کوئی اِدھر اُدھر نہیں ہوا۔

80- مسلم شریف میں کتاب الجنّۃ میں یہ حدیث لفظ غدًا کے ساتھ مذکور ہے۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو جگہ ان کے گرنے کی بتائی تھی، وہ اس حد سے بالکل متجاوز نہیں ہوئے۔

سبحان اللہ! اس حدیث پاک نے مکمل صراحت کے ساتھ واضح کر دیا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وضاحت اور تعین کے ساتھ معلوم ہے کہ کون کہاں مرے گا۔ اسی کو بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا علم کہا جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں جہاں اس علم کی نفی بیان کی گئی ہے {سورۃ لقمان: 34} وہاں اس سے مراد یہ ہے کہ علومِ غیبیہ کی حقیقی مرکزیت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اس کے بتائے بغیر کوئی یہ علوم از خود نہیں جان سکتا۔ ہاں وہ جس کو چاہے، عطا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ بخاری و مسلم کے ایسے واضح بیان کے باوجود اسے شرک قرار دینا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

بیٹی! سب سے پہلے تمہارا وصال ہوگا:

81- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَالِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ

ثُمَّ سَارَّنِی النَّبِیُّ ﷺ فَاَخْبَرَنِیۡ اَنَّهٗ یُقْبَضُ فِیۡ وَجَعِهِ الَّذِیۡ تُوُفِّیَ فِیۡهِ فَبَکَیۡتُ ثُمَّ سَارَّنِیۡ فَاَخۡبَرَنِیۡ اَنِّیۡ اَوَّلُ بَیۡتِهٖ اَتۡبَعُهٗ فَضَحِکۡتُ

1

{بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت ص 01/512، باب منقبت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم}

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اس مرض میں بلایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وفات پائی۔ پھر ان کے ساتھ خفیہ بات کی۔ وہ رونے لگیں۔ پھر نزدیک بلا کر خفیہ کلام فرمایا۔ وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے خفیہ بات کی اور بتایا کہ اسی مرض میں میری وفات ہو جائے گی تو یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے آہستہ بات کی اور مجھے بتایا کہ میں (فاطمہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر والوں میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے آؤں گی تو میں ہنس پڑی''

ازواج میں سب سے لمبے ہاتھوں والی پہلے فوت ہوگی:

82- عَنۡ عَائِشَةَ اَنَّ بَعۡضَ اَزۡوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ قُلۡنَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اَیُّنَا اَسۡرَعُ بِكَ لُحُوۡقًا قَالَ اَطۡوَلُکُنَّ یَدًا فَاَخَذُوۡا قَصَبَةً یَذۡرَعُوۡنَهَا فَکَانَتۡ سَوۡدَةُ اَطۡوَلَهُنَّ یَدًا فَعَلِمۡنَا بَعۡدُ اَنَّمَا کَانَتۡ طُوۡلَ یَدِهَا الصَّدَقَةَ وَکَانَتۡ اَسۡرَعَنَا لُحُوۡقًا بِهٖ ﷺ وَکَانَتۡ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ

{بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فضل صدقہ 191/01}

''سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں۔ بعض ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، ہم میں سے سب سے پہلے کون آپ سے ملے

گی؟ فرمایا! جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ ازواجِ مطہرات نے چھڑی ہاتھ میں لے کر ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے تو حضرت سودہ کا ہاتھ لمبا نکلا۔ بعد ازاں ہمیں پتہ چلا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ ہے چنانچہ (سیدہ زینب) سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملیں اور انہیں خیرات کرنا بہت پسند تھا'' (رضی اللہ عنہن)۔

1

83- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَسرَ عُکُنَّ لِحاقًا بِیْ اَطْوَ لُکُنَّ یَدًا قالَتْ فکُنَّ یَتطَاوَ لْنَ اَیّتُھُنَّ اَطْوَلُ یَدًا قَالَتْ فکَانَتْ اَطْوَ لَنا یَدًا زَیْنَبُ لِاَنَّھَا کَانَتْ تَعْمَلُ بِیَدِھَا وَ تَصَدَّقُ

{مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل زینب 02 / 291}

''تم میں سے سب سے زیادہ جلد مجھ سے وہ زوجہ ملاقات کرے گی جس کے ہاتھ تم میں سے سب سے زیادہ لمبے ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں، پھر ہم سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کرتی تھیں''

ان احادیث کے مربوط مطالعہ سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

(1) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جلد ملاقات کی غیبی خبر سن کر ہنس پڑنا، اُن کے اس عقیدے کا عکاس ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موت کا وقت جانتے ہیں۔

(2) اسی طرح ازواجِ مطہرات کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سب سے پہلے وفات پانے والی زوجہ کے بارے میں سوال کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے لمبے ہاتھ والی زوجہ کی سب سے پہلے وفات پانے کی خبر سن کر اپنے ہاتھ ماپنے سے ان کا یہ پختہ عقیدہ واضح ہوتا ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔

کتنی ستم ظریفی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو غیب سے تعلق رکھنے والے سوال پر اعتراض نہ فرمائیں بلکہ موت تک کی غیبی خبریں بھی دیں مگر آج نہایت دلیری کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے خبر ثابت کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پاک کی وسعت کا اعتقاد رکھنے والوں کو مشرک قرار دینے کی مذمُوم کوشش عروج پر ہے۔

زبان وقلم چلانے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کتنے مسلمان اس کی زد میں آئیں گے (العیاذ باللہ)۔اللہ پاک ہمیں ان نفوسِ قدسیہ کا ادب و احترام کرنے والا بنائے، آمین۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال سے آگاہ فرمادیا:

84- سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو انہوں نے پوچھا: تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کتنے کپڑوں میں دفنایا؟ میں نے کہا: بن دھلے سفید کپڑوں میں جن میں نہ تو قمیض تھی اور نہ عمامہ۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: فِیْ اَیِّ یَوْمٍ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس دن وفات پائی تھی؟''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: یَوْمَ الِاثْنَیْنِ ... پیر کے روز۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آج کیا دن ہے؟ میں نے کہا: پیر۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اَرْجُوْ فِیْمَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ الَّلیلِ ...... ''مجھے توقع ہے کہ رات تک کوچ کر جاؤں گا'' (حدیث پاک کے آخر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) پھر اس دن وفات نہ ہوئی یہاں تک کہ منگل کی رات آگئی اور صبح سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

{بخاری کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین 01/186}

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے وصال سے آگاہ فرمادیا:

1

85- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (ان کے والد) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا۔ میں آکر آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو انہوں نے کہا:

یَابُنَیَّ اِنَّہٗ لَایُقتَلُ الْیَوْمَ اِلاَّ ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ

''اے بیٹے! آج ظالم یا مظلوم قتل ہوگا''

وَاِنِّیْ لَا اُرَانِیْ اِلاَّ سَاُقْتَلُ الیومَ مَظْلُوْماً

''اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آج میں مظلومی کی حالت میں قتل کر دیا جاؤں گا''

{بخاری کتاب الجہاد و السئیر باب برکت الغازی فی مالہ 01/441}

آپ کو عمرو بن جرموز تمیمی نے جمل کے دن نماز کی حالت میں یا مشہور روایت کے مطابق قیلولہ کے دوران سوتے میں شہید کر دیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے آگاہ فرمادیا:

86- عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلاَّ مَقْتُوْلاً فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقتَلُ مِنْ اَصحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَاِنِّیْ لَا تُرُکُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْکَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَاِنَّ عَلَیَّ دَیْناً فَاْقضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِکَ خَیْراً فَاَصْبَحْنَا فَکَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ ......الخ

{بخاری کتاب الجنائز باب ھل یخرج المیت من القبر 01/180}

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب اُحد کا وقت قریب ہوا تو رات کو میرے

والد (عبداللہ) نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے شہید ہونے والے صحابہ میں سے سب سے پہلے شہید ہونے والا میں ہوں اور میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سب سے زیادہ عزیز چھوڑے جا رہا ہوں۔ مجھ پر قرض ہے، اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا۔ صبح ہوئی تو سب سے پہلے شہید ہونے والے وہی تھے۔

1

”تم مُدّتوں زندہ رہو گے“:

87- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ میری بیمار پُرسی کے لئے تشریف لائے جبکہ میں حجۃ الوداع میں ایسا بیمار ہوا کہ موت کے قریب ہو گیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ دیکھ رہے ہیں جہاں تک میری بیماری پہنچی ہوئی ہے (آگے وصیت کے بارے میں بیان ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ) میں عرض گزار ہوا، کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد مکہ میں چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّکَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلاَّ ازْدَدْتَّ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً

”تم ہرگز پیچھے نہیں رہو گے اور تم اللہ کی رضا کے لئے جو عمل کرو گے اس سے تمہارا درجہ اور مرتبہ اور زیادہ بلند ہوتا جائے گا“

3۔ وَلَعَلَّکَ تُخَلَّفُ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِکَ اَقْوَامٌ وَّیُضَرُّ بِکَ اٰخَرُوْنَ

”اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک (مدتوں) زندہ رہو گے حتیٰ کہ تمہارے ذریعے بہت سے لوگوں کو نفع پہنچے اور دوسرے لوگوں کو تمہاری وجہ سے نقصان پہنچے“

(اس کے بعد حضور ﷺ نے مہاجرین کے لئے دعا فرمائی)

{بخاری کتاب الجنائز باب رِثاء النبی ﷺ سعد بن خولہ 01/173، کتاب المناقب باب اللّٰھم امض لاصحابی ھجرتھم}

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ کے علم غیب کا واضح بیان ہے۔آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شدّتِ مرض کے باوجود بتادیا کہ تم اس مرض میں وفات نہیں پاؤ گے یعنی ابھی تمہاری موت کا وقت نہیں اور ایسا ہی ہوا۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس بیماری سے صحت یاب ہوئے اور بعدازیں چالیس سال زندہ رہے۔اسی طرح نفع ونقصان کے بیان والی دوسری پیش گوئی بھی پُوری ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے عراق کا ملک فتح کیا اور مسلمانوں کو بہت مال غنیمت حاصل ہوا۔بہت سے کافروں کو آپ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور بہت سوں کو قیدی بنایا۔

بایّ ارضٍ تموت (مقامِ انتقال) کے علم کا ایک اور واقعہ:

88- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ جب 31ھ میں رَبَذہ کے ویرانے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حالت زیادہ خراب ہوئی تو میں رونے لگی۔انہوں نے پوچھا، کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا کہ تم ایک صحرا میں سفرآخرت پر جارہے ہو، یہاں تم کو کفن دینے کے لئے کوئی نیا کپڑا ابھی نہیں ہے۔فرمایا: میں تم کو ایک خوشخبری سناتا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے چند آدمیوں کے سامنے فرمایا جن میں ایک میں بھی تھا،تم میں ایک شخص صحرا میں مرے گا اور اُس کی موت کے وقت وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت پہنچ جائے گی۔ان آدمیوں میں سے میرے علاوہ سب لوگ آبادی میں وفات پاچکے ہیں اور اب صرف میں ہی باقی رہ گیا ہوں اس لئے یقیناوہ شخص میں ہی ہوں۔{اسد الغابہ از علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری}

کون کیسے فوت ہوگا؟

89- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ صَعِدَ النَّبِیُّ ﷺ اِلیٰ اُحُدٍ وَّ مَعَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِھِمْ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَیْکَ اِلاَّ نَبِیٌّ وَّ صِدِّیْقٌ اَوْ شَھِیْدَانِ

{بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 01 / 521}

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہِ اُحد پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ پہاڑ کو وجد آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا: اُحد! ٹھہر جا: تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں۔

چند باتیں اس حدیث پاک کے بارے میں:

(1) کوہِ اُحد مدینہ منوّرہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع مشہور پہاڑ ہے۔ یہ پہاڑ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چاہنے والا تھا اور آپ بھی اس کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں مختلف مقامات پر یہ حدیث پاک منقول ہے کہ:

90- اُحد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

{بخاری کتاب المغازی باب احدٌ یحبّنا 637/02، کتاب الدّعوات باب التعوّذ من غلبة الرّجال 941/02}

(2) یہ پہاڑ نہ جانے کب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر اصحاب قدسیہ رضی اللہ عنہم کے مبارک تلووں کو چومنے کے لئے منتظر و بیتاب تھا۔ جیسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، یہ پہاڑ فرحت و سرور اور کیف و مستی میں جھومنے لگا۔

(3) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشی میں جُھوم اٹھنا ظاہر کرتا ہے کہ اُحد پہاڑ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتا ہے۔ اور کیوں نہ پہچانتا؟ اس پہاڑ کو بلکہ کائنات کی ہر شے کو وجود ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصلِ کائنات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانِ کائنات ہیں۔ بھلا کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیسے بے نیاز ہوسکتا ہے؟ کائنات کی ہر شے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیرِ احسان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالتِ عامہ اور رحمتِ کاملہ کا سایہ جنوں اور انسانوں ہی پر نہیں، تمام جہانوں کے افراد و اشیاءِ کائنات پر ہے۔ اسی لئے تو قرآن نے جنّ اور انسان نہیں فرمایا بلکہ فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ o {سورۃ الانبیآء}

''اور اے محبوب! ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے'' 1

(4) کوہِ اُحد حرکت کرنے لگا تو حضور ﷺ نے اپنا پائے اقدس پہاڑ پر مارا اور حکم دیا، ٹھہر جا۔ یہ حکم ملتے ہی پہاڑ نے اپنی حرکت بند کردی جیسے کوئی ذی نفس اپنا سانس روک لے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کو انسان تو انسان پہاڑوں پتھروں پر بھی تَصرّف وتَسلُّط اور اختیار حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کائنات کی ہر شے پر حاکم وفرماں روا بنایا ہے۔ حضور ﷺ اپنے اس تصرف وتسلط اور اختیار کو خوب جانتے ہیں اسی لئے تو آپ ﷺ نے پہاڑ کو ٹھہر جانے کا حکم دیا۔

91- مکہ کے پتھر اور نواحِ مکہ کے ہر درخت کا آپ ﷺ کو (''السّلام علیک یارسول اللہ'' کہہ کر) سلام کرنا

{مسلم باب تسلیم الحجر علیه 245/02۔ ترمذی ابواب المناقب باب ماجاءفی آیات نبوۃ ﷺ 203/02۔ مشکوہ۔ دارمی}

92- ایک اعرابی کی درخواست پر حضور ﷺ کے حکم پر درخت کا اپنی جڑیں زمین سے اکھیڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجانا

{مشکوہ بحوالہ دارمی۔ مسند احمد۔ تاریخ امام بخاری۔ ترمذی ابواب المناقب باب ماجافی آیات نبوۃ 203/02۔ مستدرک حاکم۔ طبقات ابن سعد۔ البدایہ}

......حضور ﷺ کے تصرّف و اختیار اور حکمرانی وفرمانروائی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کاش! ہم اشرفُ المخلوقات کہلانے والے انسان بلکہ حضور ﷺ کے اُمتی بھی آپ ﷺ کو سچے دل سے اپنا حاکم وفرماں روا مانتے ہوئے آپ ﷺ کے احکامات کی تعمیل کرنے والے بن جائیں، آمین۔

(5) حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصدیق وسچائی کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے صدیق کا لقب عطا فرمایا اور حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کو شہید فرما کر گویا ہمیں سمجھا دیا کہ یہ نفوسِ قدسیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں قربت وقبولیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان حضرات رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہمیشہ اپنی محبت وعقیدت اور اچھے گمان کا مضبوط تعلق اُستوار کرنا چاہیے۔

(6) آپ ﷺ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے حضور ﷺ جانتے ہیں کہ کون کس حال میں دنیا سے جائے گا، اس لئے کہ شہادت کے مقامات ودرجات دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصتی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ گویا حضور ﷺ موت کی کیفیت ونوعیت سے آگاہ ہیں۔

اسی علم ومشاہدے کی بنیاد پر ہی تو حضور ﷺ نے ان دو اصحاب کے علاوہ مختلف مواقع پر دیگر کئی اصحاب کو شہادت اور جنت کی بشارت دی تھی۔

حضور ﷺ تو حضور ﷺ کے صحابہ پاک رضی اللہ عنہم بھی جانتے تھے:

93- حضرت شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ لوگوں میں سے کس کو فتنوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک یاد ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آدمی کے اہل وعیال، مال، اولاد اور ہمسائے کے فتنے کا کفارہ، نماز، صدقہ، نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے ذریعے ہو جاتا ہے۔

قَالَ لَيْسَ عَنْ هٰذَا اَسْأَلُكَ وَلٰكِنَّ الَّتِي تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ سے اس بارے میں نہیں پوچھتا بلکہ اس فتنے کے بارے میں پوچھتا ہوں جو موج دریا کی طرح چڑھے گا''

قَالَ لَیسَ عَلَیکَ مِنھَا بَاس یَا اَمِیرَ الْمُوْمِنِینَ اِنّ بَینَکَ وَ بَینَھَا بَاباً مُّغْلَقاً

1 ”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو اس کا کیا ڈر؟ جبکہ آپ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے“

قَالَ عُمَرُ یُکْسَرُ الْبَابُ اَمْ یُفْتَحُ

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟“

قَالَ بَلْ یُکْسَرُ

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ توڑا جائے گا“

قَالَ عُمَرُ اِذًا لَا یُغْلَقُ اَبَداً

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا وہ دروازہ پھر بھی بند کیا جا سکے گا؟“

قُلْتُ اَجَلْ

”میں نے کہا: ہاں“

”(شفیق کہتے ہیں کہ) ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازے کو جانتے تھے؟“

قَالَ نَعَمْ کَمَا اَعلَمُ اَنّ دُوْنَ غَدِنِ اللَّیلَۃَ

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اس دروازے کو ایسا جانتے ہیں جیسے میں جانتا ہوں کہ کل دن سے پہلے رات آئے گی“

وَ ذٰلِکَ اَنّیِ حَدّثْتُہُ حَدِیْثاً لَیسَ بِالْاَغَالِیطِ

”اور یہ اس لئے کہ میں نے ان کو ایسی حدیث کی خبر دی ہے جو بجھارت نہیں ہے یا ایسی خبر نہیں ہے جس میں کوئی غلطی ہو“ شفیق کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنے سے ڈرے کہ وہ دروازہ کون ہے؟ تو ہم نے مسروق سے کہا: انہوں نے پوچھا کہ دروازہ کون ہے؟“

قَالَ عُمَرُ ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں''

1 {بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصّلوۃ کفّارۃٌ 75/01، کتاب الفتن باب الفتنۃ الّتی تموج کموج البحر۔ مسلم کتاب الفتن 391/02}

صحیح مسلم میں زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اِنَّ ذَالِکَ الْبَابَ رَجُلٌ یُّقْتَلُ اَوْیَمُوْتُ

''کہ اس دروازہ سے مراد ایک شخص ہے جسے قتل کر دیا جائے گا''

{مسلم کتاب الایمان باب رفع الامانۃ و الایمان 82/01}

یہ حدیث پاک اس بیان میں نہایت صریح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے قتل کے بارے میں یقین سے جانتے تھے نیز حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مستقبل کے حالات وواقعات کی معلومات کے خاص راز دار تھے، ان کو بھی آئندہ پیش آنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قتل کے واقعہ کا پیشگی علم تھا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں کو ایسا علم حاصل ہے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیسا علم حاصل ہوگا؟

بخاری و مسلم کی احادیث سے معلوم ہوا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کے وقت، مقام اور کیفیّت و نوعیت کا غیبی علم عطا فرمایا ہے۔

1

حواشی

1۔ اگر شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم کیوں عطا فرماتا۔

2۔ 3۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام میں لعلّ کا لفظ تحقیق اور قطعیت کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ مجمع البحار میں اس کی صراحت ہے۔ شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کیا ہے کہ لعلّ کا معنی ترجی ہے مگر جب یہ لفظ اللہ، اس کے رسول اور اسکے اولیاء کرام کے کلام میں استعمال ہو تو اس کا معنی یقینی و قطعی ثابت ہوتا ہے۔

1

چھٹا باب

عالمِ برزخ اور مقاماتِ آخرت کا علم

1

عالمِ برزخ کا علم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا:

94- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَآئِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ... جس رات مجھے معراج کروائی گئی، اس رات میرا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کَثِیْبِ احمر کے پاس سے گزر ہوا۔ اس وقت وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے {مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام 2/268}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبروں میں ہونے والے عذاب دیکھ لیا:

94- عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَ مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّھَا نِصْفَیْنِ فَغَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ فَعَلْتَ ھٰذَا قَالَ لَعَلَّہٗ یُخَفِّفُ عَنْھُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا {بخاری کتاب الوضو 01/35}

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو قبروں پر سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ...... فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِی قُبُوْرِھِمَا..... تو آپ

ﷺ نے دو انسانوں کی آواز سنی جن کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں، ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ہری بھری شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک قبر پر گاڑ دیئے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: اس لئے کہ جب تک یہ شاخ کے ٹکڑے نہیں سوکھیں گے، اُمید ہے ان کے عذاب میں کمی ہوتی رہے گی۔

96- حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غروب آفتاب کے بعد نکلے......فَسَمِعَ صَوْتاً فَقَالَ یَھُوْدُ تُعَذَّبُ فِی قُبُوْرِھَا......

آپ ﷺ نے ایک آواز سنی تو فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

{بخاری کتاب الجنائز باب التعوذ من عذاب القبر 01/184۔ مسلم کتاب الجنة باب اثبات عذاب القبر 02/386}

میں قبروں کا عذاب سنتا ہوں:

97- حضرت ابوسعید خدری نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا......اِنَّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ تُبْتَلٰی فِیْ قُبُوْرِھَا فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّسْمِعَکُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ اَسْمَعُ مِنْہُ

{مُسلم کتاب الجنة باب اثبات عذاب القبر 02/386}

''ان قبروں میں اس اُمّت کی آزمائش کی جاتی ہے۔ اگر مجھے یہ (خدشہ) نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مُردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا کہ تم کو وہ عذاب سنائے جو میں سنتا ہوں''

مقامات آخرت کا ایسا علم، اللہ اللہ:

1

98- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (واقعہ معراج کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے) فرمایا:

فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَّعَنْ يَّسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ قَالَ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى قَالَ فَقَالَ مَرْحَباً بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذَا الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عِنْدَ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى...... الخ

{مُسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الی السمٰوٰت 92/01}

"جب ہم آسمان دنیا کے اوپر پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص تھا جس کے دائیں بائیں بکثرت مخلوق تھی۔ وہ دائیں طرف دیکھ کر ہنستے اور بائیں طرف دیکھ کر روتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا: خوش آمدید اے صالح نبی اور صالح بیٹے! میں نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دائیں بائیں جو ہجوم ہے، یہ ان کی اولاد ہے۔ دائیں جانب جنتی ہیں اور بائیں جانب جہنمی ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام دائیں جانب دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں جانب دیکھ کر روتے ہیں"

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے قیامت تک ہونے والی اپنی تمام اولاد کو دیکھا ہے اور آپ علیہ السلام جانتے اور پہچانتے ہیں کہ کون جنت میں جائے

گا، اور کون جہنم میں ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ علم و مشاہدہ حاصل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیسے حاصل نہیں ہوگا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء علیہم السّلام کے سردار ہیں۔

1

آپ آگے بڑھیے اور اپنے آقا و مولا، تمام انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم و مشاہدہ کا بیان پڑھیے۔

''فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! تم جنتی عورتوں کی سردار ہو''

-99 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (ان کے ہنسنے اور رونے کا سبب) پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے سرگوشی کی کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن پاک کا ایک بار دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ کیا ہے۔ پس خیال ہے کہ میرا آخری وقت آ پہنچا ہے اور بے شک میرے گھر والوں میں سے تم ہو جو سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو اس بات نے مجھے رُلایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَضَحِكْتُ لِذَالِكَ۔

''کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمام جنتی عورتوں کی سردار تم ہو یا تمام مسلمان عورتوں کی سردار تم ہو؟ پس میں اس بات پر ہنس پڑی''

{بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 512/01}

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت میں موتیوں کا محل ہے:

-100 عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰی بَشَّرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَدِيْجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ

{بخاری کتاب المناقب باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدیجہ 539/01}

حضرت اسماعیل روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ جواب دیا، ہاں، ایسے محل کی بشارت دی تھی جس میں نہ شوروغل ہوگا اور نہ رنج ومشقت اور وہ موتی کا محل ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آخرت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زوجہ ہیں:

101- حضرت ابو وائل روایت کرتے ہیں کہ جب (جنگ جمل سے پہلے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا تاکہ ان لوگوں کو اپنی مدد پر مائل کریں تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) دنیا اور آخرت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو آزمایا ہے کہ ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی پیروی کرو گے یا ان (حضرت عائشہ) کی۔

{بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہ 01/532}

102- ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سبز ریشمی کپڑے میں میری تصویر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یہ دنیا و آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زوجہ ہیں۔ {ترمذی ابواب المناقب باب من فضل عائشہ}

ان احادیث سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم غیب تو واضح ہوتا ہی ہے، ساتھ ساتھ حضرت اسماعیل، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ، حضرت عمار اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علومِ غیبیہ کے بارے میں مثبت عقیدہ بھی سامنے آتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا:

103- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو راہ خدا میں دوگنا خرچ کرے تو جنت کے ہر دروازے کا منتظم اسے جنت میں داخل ہونے کے لئے اپنے

دروازے کی طرف بلائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! پھر اس شخص کو تو کوئی خوف نہیں ہوگا۔

1

فَقَالَ النَّبِی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِنِّی لَاَرْجُوْ آاَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ

''تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے قوی ہے کہ تم بھی ان لوگوں میں ہو''

{بخاری کتاب الجهاد والسیئر باب فضل النفقه فی سبیل الله 398/01، بخاری کتاب المناقب 517/01}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنتی محل بھی دیکھا:

104- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّۃِ فَاِذَا امْرَاَۃٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَہٗ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا فَبَکٰی عُمَرُ وَقَالَ اَعَلَیْكَ اَغَارُ یَا رَسُوْلَ اللہِ

{بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابن خطاب 520/01، کتاب التعبیر باب القصر فی المنام 1040/02، کتاب بدء الخلق باب ماجآء فی صفة الجنّة 01/ 460}

''میں سویا ہوا تھا کہ خود کو جنت میں دیکھا تو وہاں ایک مکان کے گوشے میں ایک عورت کو وضو کرتے پایا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب دیا، عمر رضی اللہ عنہ کا، پس مجھے ان کی غیرت یاد آ گئی اس لئے اُلٹے پاؤں لوٹ آیا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں؟''

105- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت والی حدیث پاک اس کتاب میں مافی غد کے باب میں بیان کی گئی ہے۔

1

{بخاری کتاب الادب 918/02، کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 01/522}

یہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم جنت میں جائیں گے:

106- حضرت سعید بن زید نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دس آدمی جنت میں جائیں گے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زُبیر، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمن، حضرت ابوعُبَیدہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم)۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید نو آدمیوں کا نام گن کر دسویں سے خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے کہا: ابو اَعْوَر! ہم اپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں کہ دسواں کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: تم نے مجھے اللہ کی قسم دی ہے، ابو اَعْوَرْ جنتی ہیں یعنی میں خود دسواں آدمی ہوں، ابواعور سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔

{ترمذی ابواب المناقب باب مناقب عبدالرّحمن بن عوف 02/216}

"ثابت رضی اللہ عنہ! تم جہنمی نہیں، جنتی ہو"

107- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا ہے جو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر لائے؟ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں آپ کو ان کی خبر لا کر دوں گا۔ پس وہ گئے اور دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا کہ بُرا حال ہے کیونکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اُونچی کر بیٹھا تھا اس لئے میرے تمام عمل ضائع ہو گئے

ہوں گے اور جہنمیوں میں میرا شمار ہو گیا ہو گا۔ اس آدمی نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کر دیا کہ وہ (یہ) کہتے ہیں۔ پس حضرت موسیٰ بن انس فرماتے ہیں کہ وہ بہت بڑی خوشخبری لے کر دوبارہ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَّهُ اِنَّکَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَ لٰكِنْ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

{بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 510/01، کتاب التفسیر باب لاترفعوا اصواتکم 718/02}

''ان کے پاس جاؤ اور کہو اے ثابت! تم جہنمی نہیں بلکہ جنتی ہو''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام اہلِ جنت میں سے ہیں:

108- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے زمین پر چلنے والے کسی شخص کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہلِ جنت میں سے ہے ماسوائے عبداللہ بن سلام کے۔

{بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن سلام 01/ 538۔ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل عبداللہ بن سلام 02 / 299}

109- حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی اندر داخل ہوا جس کے چہرے پر خشوع وخضوع کے آثار نمایاں تھے۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ اہل جنت سے ہے۔

{بخاری کتاب المناقب عبداللہ بن سلام 01/ 538۔ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل عبداللہ بن سلام 02/ 299}

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جنت میں چلنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سننا:

1

110- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے کسی کے چلنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ تو اہل جنت نے کہا: یہ غمیصا بنت ملحان ہے، انس رضی اللہ عنہ کی والدہ۔

{مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل اُمِّ سلیم 02/292}

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت میں:

111- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی۔ میں نے وہاں ابوطلحہ کی بیوی کو دیکھا۔ پھر اپنے آگے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی تو وہ بلال تھے۔ {مُسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل بلال 02/292}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حارثہ جنت الفردوس میں ہے۔

{بخاری کتاب المغازی باب فضل من شهد بدراً 02/567، کتاب الرقاق باب صفة الجنة 02/970}

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنتی رومال:

112- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک حُلّہ تحفے کے طور پر پیش کیا گیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہاتھ پھیر کر اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اس کے ملائم ہونے پر تعجب کرتے ہو حالانکہ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے عمدہ ہوں گے یا یہ فرمایا کہ اس سے بھی نرم ہوں گے۔

{بخاری کتاب المناقب باب مناقب سعد بن معاذ 01/536۔ مسلم فضائل صحابہ باب من فضائل سعد بن معاذ 02/294}

113- شرکاء بدر رضی اللہ عنہم سب جنتی ہیں:

{بخاری کتاب المغازی باب فضل من شهد بدراً 567/02، کتاب الجهاد باب الجاسوس 01/422}

114- سب کے سب اصحاب شجرہ جنتی ہیں:

{مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل اصحاب شجرہ 302/02}

حسنینِ کریمین رضی اللہ عنہم جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں:

115- ترمذی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

{ابواب المناقب مناقب الحسن والحسين 02/218}

جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمسائے:

116- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کو فرماتے ہوئے سنا، طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے (رضی اللہ عنہم)۔

{ترمذی ابو اب المناقب مناقب ابی محمد طلحه 02/215}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں اُڑتے دیکھا:

117- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں فرشتوں کے ہمراہ اُڑتے دیکھا ہے۔

{ترمذی ابواب المناقب مناقب جعفر بن ابی طالب 02/218}

''یہ شخص جہنمی ہے''

118- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ خیبر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کے بارے میں فرمایا جو اسلام کا دعویدا تھا ...... ھٰذَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ ...... یہ جہنمی ہے۔ جب قتال کا میدان گرم ہوا تو اُس آدمی نے خوب بڑھ چڑھ کر قتال کیا لیکن سخت زخمی ہوا مگر ثابت قدم رہا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص آ کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اسے ملاحظہ تو فرمایئے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے، وہ تو اللہ کی راہ میں کیسی بہادری سے لڑا ہے اور کیسا شدید زخمی بھی ہوا ہے۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَمَا اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّار ...... تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: پھر بھی وہ بے شک ہے جہنمی ...... بعض لوگوں کو شک لاحق ہو گیا کہ اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ترکش میں سے ایک تیر کھینچا اور اسے گلے پر رکھ کر گلا چیر لیا۔ پس کئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف لپکے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی سچ کر دکھایا، فلاں نے گلا چیر کر خودکشی کر لی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے بلال! کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ جنت میں مومن ہی داخل ہو گا اور بے شک اللہ تعالیٰ بدکار آدمی کے ذریعے بھی اس دین کی مدد فرماتا ہے۔

{بخاری کتاب الجھاد والسیئر باب انّ اللہ یؤ ید الدّین بالرّجل الفاجر 430/01، کتاب المغازی باب غزوہ خیبر 604/02، کتاب القدر باب العمل بالخواتیم 977/02۔ مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم 72/01}

سوال کرنے والے! تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے:

1

119- ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیامت سے پہلے جتنے بڑے بڑے امور ہیں، ان کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی بھی چیز کے متعلق پوچھنا چاہے گا میں اسے بتاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بار بار فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض گزار ہوا...... اَیْنَ مَدْخَلِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَلنَّار ......دوزخ۔

{بخاری کتاب الاعتصام باب مایکرہ من کثرۃ السوال 1083/02}

(تم جس کو شہید کہتے ہو) "میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے":

120- حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فتح خیبر کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ فلاں شخص شہید ہوا اور فلاں شخص شہید ہوا۔ دوران گفتگو ایک شخص (رفاعہ بن زید نامی ایک غلام) کا ذکر ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے بارے میں بھی کہا کہ وہ شہید ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کَلَّا اِنِّیْ رَأَیْتُہٗ فِی النَّارِ فِیْ بُرْدَۃٍ غَلَّھَا اَوْ عَبَآءَۃٍ...... ہرگز نہیں، میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے کیونکہ اس نے مال غنیمت میں سے ایک چادر چرائی تھی...... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جا کر لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔ چنانچہ میں نے حکم کے مطابق لوگوں میں اعلان کر دیا۔

{مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم الغلول 74/1}

جنگ خیبر میں اس شخص کو اچانک کہیں سے تیر لگا جس سے اس کا انتقال ہو گیا اور لوگ اسی بناء پر اسے شہید سمجھتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم افراد کے اعمال کی اصلیت وحقیقت بھی جانتے ہیں اور ان کے اُخروی مقام بھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص کو جہنمی بتایا۔

جنت اور جہنم میں داخل ہونے والوں کا تفصیلی علم:

1

اسی باب میں ایک حدیث پاک بیان کی گئی ہے جس کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو تمام جنتیوں اور جہنمیوں کا علم حاصل ہے۔ اب حضور ﷺ کے علم پاک کے بارے میں ایک اور جامع حدیث پاک پیشِ خدمت ہے۔

121- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (ایک دن) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں دو کتابیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان دو کتابوں کے بارے میں جانتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے۔ آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا: یہ تمام جہانوں کے پالنے والے کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں جنتیوں کے نام اور ان کے آباء و اجداد اور قبیلوں کے نام ہیں۔ آخر میں ان کا میزان (مجموعہ) ہے۔ اب ان میں کبھی کوئی زیادتی یا کمی نہیں ہوگی۔ پھر دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا: اس میں جہنمیوں کے نام اور ان کے آباء و اجداد اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ آخر میں میزان ہے۔ اب ان میں کوئی زیادتی یا کمی نہیں ہوگی۔

{ترمذی ابو اب القدر باجآء ان اللّٰہ کتب کتاباً 36/02}

امام ترمذی نے اس مضمون کی ایک اور سند کے ساتھ روایت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی صحت کے اعلیٰ درجہ کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔

واضح ہوا کہ حضور ﷺ کو جنت میں جانے والے اور جہنم میں جانے والے تمام افراد کے حالات اور اُخروی مقامات کی تفصیلی معلومات حاصل ہیں۔

علاوہ ازیں، یہ سمجھنا بھی آسان ہو گیا کہ بروزِ محشر، حضور ﷺ کا کچھ منافقین و

مرتدین کو اپنے حوض کوثر کی طرف بلانا ان کے حال و مقام سے بے خبری کے باعث نہ ہوگا بلکہ انہیں شرمندہ کرنے اور حسرت دلانے کے لئے ہوگا۔ (آپ اس پر تفصیلی و تحقیقی گفتگو آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے، ان شاء اللہ)۔ 1

اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قبروں کے حالات اور آخرت کے مقامات کا غیبی علم عطا فرمایا ہے۔

حواشی

1۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب و احترام کا کیسا لحاظ رکھتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان وادنیٰ سی گستاخی سے نماز، روزہ تمام عبادتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ کاش ہمارے دلوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب و احترام کی اہمیت راسخ ہو جائے، آمین۔

1

ساتواں باب

نہ جنت ہے مخفی

نہ دوزخ ہے اوجھل

1

تفصیلاتِ محشر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علمِ پاک

محشر کی مٹی کا رنگ:

122- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے روز سفید اور چٹیل جگہ پر جمع کیا جائے گا جو گندم کی سفید روٹی کی طرح ہوگی۔

{بخاری کتاب الرِقاق باب یقبض اللہ الارض 965/02}

محشر کے دن لوگوں کے تین گروہ:

123- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حشر کے روز لوگوں کے تین گروہ ہوں گے۔ ایک رغبت رکھنے والوں اور ڈرنے والوں کا، دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو اونٹوں پر دو تین چار اور دس دس تک سوار ہوں گے، باقی تیسرے گروہ کو آگ اکٹھا کرے گی۔ {بخاری کتاب الرقاق باب کیف الحشر 965/02}

محشر کے دن لوگ کس حالت میں ہوں گے؟

124- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہارا حشر اس حالت میں ہوگا کہ تم ننگے پیر، ننگے جسم اور غیر مختون ہوگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! کیا مرد عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ فرمایا: کہ وہ وقت اتنا سخت ہوگا کہ اس جانب توجہ بھی نہیں کرسکیں گے۔

{بخاری کتاب الرقاق باب کیف الحشر 966/02}

لوگ روزِ محشر پسینے پسینے:

1

125- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کا پسینہ بہہ نکلے گا یہاں تک کہ بعض لوگوں کا پسینہ تو زمین میں ستر گز تک پھیل جائے گا اوران کے منہ کو بند کر کے کان تک جا پہنچے گا۔

{بخاری کتاب الرقاق باب قول اللہ الا یظنّ 967/02}

اللہ تعالیٰ اور کافر کے درمیان کیا گفتگو ہو گی؟

126- قیامت کے روز کافر کو پیش کیا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرے پاس اتنا سونا ہو کہ اس سے زمین بھر جائے تو کیا تو اسے اپنے بدلے میں دینے کو تیار ہو جاتا؟ وہ ہاں میں جواب دے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تجھ سے اس کی نسبت بہت ہی آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

{بخاری کتاب الرقاق باب من نوقش الحساعذّب 968/02}

حوضِ کوثر کی تفصیلی معلومات:

127- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرا حوض ایک ماہ کے فاصلے کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار، اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں۔ جو اس میں پی لے تو اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

{بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 974/02}

128- ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے حوض کی لمبائی اتنی ہے جتنی دوری ایلہ اور صنعا کی یمن سے ہے۔ اس میں اتنے پیالے ہیں جتنے آسمان کے تارے۔

{بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 974/02}

1

تفصیلاتِ جنت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم پاک

جنت کے درخت کا ایسا طویل سایہ:

129- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَشَجَرَۃً یَسِیْرُ الرَّاکِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِیْعَ مِائَۃَ عَامٍ مَّا یَقْطَعُھَا . . . بے شک جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی پھر تیلے اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے سائے میں ایک سو سال تک بھی چلتا رہے تب بھی وہ ختم نہ ہو۔

{بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنّۃ 970/02، کتاب بدء الخلق باب ماجآء فی صفۃ الجنۃ 461/01۔ مسلم کتاب الجنہ 378/02}

جنت کا خوبصورت خیمہ:

130- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں تراشے ہوئے موتی کا ایک خیمہ ہے جس کی اونچائی آسمان میں تیس میل ہے۔ اس کے ہر گوشے میں مومن کے لئے ایسی عورتیں ہیں جنہیں دوسرے نہیں دیکھتے...... مسلم کی روایت میں لمبائی ساٹھ میل مذکور ہے۔

{بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ 460/01۔ مسلم کتاب الجنۃ 380/02}

جنت کی عورت کیسی ہے اور جنت کا دوپٹہ کیسا ہے؟

131- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں تمہاری کمان کے برابر یا قدم رکھنے کی جگہ دنیا اور اس کے سارے سامان سے بہتر ہے اور اہلِ جنت کی

کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو ساری فضا جگمگا اُٹھے اور زمین و آسمان کی درمیانی جگہ مہکنے لگے اور جنت کا ایک دوپٹہ بھی دنیا اور اس کے سارے مال و متاع سے بہتر ہے۔

{بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ و النار 02/972}

جنت کی مٹی کا رنگ کیسا ہے؟

132- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابنِ صیاد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت کی مٹی کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: باریک خالص سفید مشک۔

{مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد 02/398}

جنت کے دروازوں کی تعداد:

133- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوابٍ فِیْھَا بَاب یُسَمّٰی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُہ اِلاَّ الصَّائِمُوْنَ...... جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازے کا نام رَیّان ہے۔ اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

{بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابواب الجنۃ 01/461}

جنت کی خوشبو:

134- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی معاہدہ والے کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔

{بخاری کتاب الجہاد و السئیر باب اثم من قتل معاھداً 01/448}

جنت کے درجے:

135- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین

اور آسمان کے درمیان ۔ جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ جنت کا درمیانی اور سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور اس سے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

{بخاری کتاب التوحید باب قولہ و کان عرشہ علی الماء 1104/02}

جنت والوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟

136- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جنتی جو کھانا کھائیں گے، وہ مچھلی کی کلیجی کا زائد حصہ ہے۔ {بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ و النار 02/969}

اہلِ جنت کے کھانے پینے کی مزید تفصیل:

137- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جنتی لوگ جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔ وہ نہ تو تھوکیں گے اور نہ پیشاب کریں گے نہ رفع حاجت کریں گے اور نہ ناک صاف کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: پھر ان کا کھانا کہاں جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک ڈکار (آئے گی) اور پسینہ مشک کی طرح ہوگا ان کو تسبیح اور حمد کا اس طرح الہام ہوگا جس طرح سانس آتا جاتا ہے۔ {مسلم کتاب الجنۃ 02/379}

جنت کے دریاؤں کے نام:

138- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سیحان، جیحان، فرات اور نیل، یہ سب جنت کے دریا ہیں۔

{مسلم کتاب الجنۃ 02/380}

اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے کیا کلام فرمائے گا؟

139- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اہلِ جنت! وہ عرض کریں گے کہ ہم اپنے رب کے لئے حاضر و مستعد ہیں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔

وہ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں کیا ہوا ہے جو ہم راضی نہ ہوں حالانکہ ہمیں اتنا کچھ عطا فرمایا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔ رب فرمائے گا کہ کیا میں تمہیں اس سے زیادہ نہ دوں؟ عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! وہ کیا چیز ہے جو اس سے افضل ہے؟ فرمائے گا کہ میں نے اپنی رضا مندی تمہارے لئے حلال کی، لہٰذا اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

{بخاری کتاب التوحیدباب کلام الرّبّ مع اھل الجنّۃ 02/1211، کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ و النار 02/969}

جنت کا جمعہ بازار اور اہلِ جنت کا حسن و جمال:

140- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی ہر جمعہ کو آیا کریں گے۔ پھر شمال کی ہوا چلے گی جس سے ان کے چہرے اور کپڑے بھر جائیں گے اور ان کا حُسن و جمال مزید بڑھ جائے گا، پھر وہ اپنے اہل کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو وہ کہیں گے: بخدا ہمارے بعد تمہارا حُسن و جمال بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ وہ کہیں گے: بخدا ہمارے بعد تمہارا حُسن و جمال بھی بہت زیادہ ہو گیا۔ {مسلم کتاب الجنۃ 02/379}

جنت کی دیگر نعمتیں:

141- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو گروہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ انہیں تُھوکنے، ناک صاف کرنے اور قضائے حاجت کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور کنگھے سونے چاندی کے۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگے گا اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہو گا۔ ان میں سے ہر ایک کو دو بیویاں ملیں گی جن کے گوشت کا مغز ان کی پنڈلیوں کے آر پار سے نظر آگے گا، ایسی حسین ہوں گی۔ ان لوگوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہو گا اور نہ ان کے دلوں میں ذرا بھی بغض ہو گا۔ ان کے دل متحد ہوں گے۔

وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح سے لطف اندوز ہوں گے۔

{بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجآء فی صفة الجنة 460/01۔ مسلم کتاب الجنة 379/002}

جنتیوں کی سدا بہار جوانی:

142- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنت میں داخل ہوگا، اس کو نعمتیں دی جائیں گی پھر اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے، نہ اس کی جوانی ختم ہوگی۔ {مسلم کتاب الجنة 380/02}

جنت کی خوبصورت حوریں:

143- حوریں دیکھ کر آنکھ محو حیرت ہو جائے گی، انکی آنکھوں کی سیاہی بہت تیز ہوگی اور اسی طرح سفیدی بھی {بخاری کتاب الجهاد باب الحور العین و صفتهنّ 392/01}

جنت میں کھیتی باڑی کرنے والا:

144- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اہل جنت میں ایک آدمی اپنی رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگے گا۔ اس سے فرمایا جائے گا: کیا میں نے تجھے تیری مرضی کی ہر چیز نہیں دی؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں لیکن میں کھیتی باڑی کرنا چاہتا ہوں۔ پس وہ جلد ہی کام کرنا شروع کردے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے کھیتی کا اُگنا، بڑھنا اور کٹنا شروع ہو جائے گا اور غلے کے پہاڑوں کی طرح انبار لگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابنِ آدم! اسے لے لے کیونکہ کوئی چیز تجھے شکم سیر نہیں کرتی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محفل میں بیٹھا ہوا) دیہاتی عرض کرنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! ہم تو قریشیوں اور انصاریوں کو ہی ایسا پاتے ہیں۔ کیونکہ یہی کھیتی باڑی کرتے ہیں ہم زراعت پیشہ نہیں ہیں۔ پس اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرا دیے۔

{بخاری کتاب التوحید باب کلام الرّبّ مع اهل الجنة 1121/02}

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا؟

1

145- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ... بے شک میں اس شخص کو یقینا جانتا پہچانتا ہوں جس کو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا...... وہ شخص کولہوں کے بل گھسٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ شخص جنت میں جا کر دیکھے گا کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہ رہے ہیں۔ اس شخص سے کہا جائے گا: کیا تمہیں وہ وقت یاد ہے جسے گزار کر آئے ہو؟ وہ ہاں میں جواب دے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: تمنا کرو۔ وہ تمنا کرے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: تم نے جو تمنا کی ہے وہ بھی لے لو اور تمام دنیا کی دس گنا جگہ بھی۔ وہ شخص کہے گا: تُو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ حالانکہ تُو مالک ہے۔

{مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة 105/01۔ بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنّة 02/972}

1

تفصیلاتِ جہنم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علمِ پاک

جہنم کی آگ:

146- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: نماز کو ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تیزی سے ہے۔ {بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة النار 01/461}

147- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہاری آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! یہ آگ بھی کافی گرم ہے۔ فرمایا: وہ آگ اس سے انہتر حصہ زیادہ گرم ہے اور ہر حصہ میں اس کے برابر گرمی ہے۔
{بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة النّار 01/462}

آگ کی ستر ہزار لگامیں:

148- رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس روز جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ رہے ہوں گے {مسلم کتاب الجنة باب جھنم 02/381}

جہنم کی گہرائی:

149- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گڑگڑاہٹ کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے یہ آواز کیسی تھی؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے۔

فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جسے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا۔ یہ اب تک اس میں گر رہا تھا اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ {مسلم کتاب الجنة باب جھنم 2/381}

کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ:

1

150- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دوزخ میں کافر کے دو کندھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے تین دن کے سفر کے برابر فاصلہ ہوگا۔ {مسلم کتاب الجنۃ باب جہنم 02/382}

کافر کی داڑھ:

151- فرمایا: کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ جتنی ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ {مسلم کتاب الجنۃ باب جھنم 02/382}

جہنم کا ہلکا ترین عذاب کیا ہوگا؟

152- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے تلوں کے نیچے آگ کے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ {مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 01/115}

یہ جنت اور جہنم، سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہوا ہے:

153- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ......فَلَمَّا انْصَرَفَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَحمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ... ثُمّ قَالَ مَامِنْ شَیْئٍ کُنْتُ لَمْ اَرَہٗ اِلَّا قَدْ رَأَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃَ وَ النَّارِ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِیْباً مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذَالِکَ قَالَتْ اَسْمَآءُ یُؤْتٰی اَحَدُکُمْ فَیُقَالُ لَہٗ مَاعِلْمُکَ بِھٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذَالِکَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَیَقُوْلُ ھُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جَآءَ نَا بِالْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی فَاَجَبْنَا وَ اٰمَنَّا وَ اتَّبَعْنَا فَیُقَالُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَّاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَااَدْرِیْ اَیَّ ذَالِکَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَیَقُوْلُ لَا۔ اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُہٗ۔

{بخاری کتاب العلم باب من اجاب الفتیا 18/01، کتاب الوضو باب من لم یتوضا 30/01}

1

''جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (نماز گرہن سے) فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔اس کے بعد فرمایا...... جو چیز آج تک مجھے نہیں دکھائی گئی تھی وہ میں نے اس جگہ دیکھ لی ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور میری طرف وحی کی گئی کہ تم لوگ قبروں میں اس طرح یا اس کے قریب آزمائے جاؤ گے (فاطمہ کو یاد نہیں کہ اسماء نے کون سا کلمہ کہا) جیسے مسیح دجّال سے آزمائے جاؤ گے۔تمہارے ہر ایک کے پاس فرشتے بھیجے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا: اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ مُومن یا مُوقن (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) مجھے یاد نہیں اسماء نے ان دو میں سے کون سا لفظ استعمال کیا تھا، تو کہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لے کر آئے تھے، ہم نے ان کی بات مانی، ایمان لائے اور پیروی کی۔اس سے کہا جائے گا: سو جا، ہمیں معلوم ہے کہ تو صالح انسان ہے۔لیکن منافق یا شک کرنے والا (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) مجھے یاد نہیں رہا کہ ان دو الفاظ میں سے اسماء نے کون سا لفظ استعمال کیا تھا، کہے گا: میں نہیں جانتا، لوگوں کو کہتے سنا پس میں نے بھی کہہ دیا''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنت اور جہنم کو اتنا قریب سے دیکھا کہ......:

154- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رَأَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذا کُلَّ شَیْءٍ وُعِدْتُّمْ حَتّٰی لَقَدْ رَأَیْتُنِیْ اُرِیْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّۃِ حِیْنَ رَأَیْتُمُوْنِیْ جَعَلْتُ اَقْدَمُ وَ قَالَ الْمُرَادِیُّ اَتَقَدَّمُ وَ لَقَدْرَأَیْتُ جَھَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُھَا بَعْضًا حِیْنَ رَأَیْتُمُوْنِیْ تَأَخَّرْتُ وَرَأَیْتُ فِیْھَا عَمْرَو بْنَ لُحَیٍّ وَھُوَ الَّذِیْ سَیَّبَ السَّوَآئِبَ۔ {مسلم کتاب الکسوف 296/01}

''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی اس نماز کے قیام میں ہر وہ چیز دیکھ لی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ بالیقین میں نے دیکھا کہ میں جنت کے خوشوں کو توڑ رہا ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور بالیقین میں نے جہنم کو دیکھا جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا اور بالیقین میں نے دیکھا کہ جہنم کا بعض بعض کو پاش پاش کر رہا ہے۔ میں نے دوزخ میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے ساتھ نامزد اونٹوں کے کھانے کو حرام قرار دیا تھا''

1

ثُمَّ قَالَ اِنَّه، عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُوْ لِجُوْنَه فعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنها قِطْفاً اَخَذْتُهُ اَوقَالَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًافَقَصَرْتُ يَدِيْ عَنْهُ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَأَيْتُ فِيْهَا امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ دَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ وَرَأَيْتُ اَبَاثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قَصَبَهُ فِي النَّارِ۔ {مسلم کتاب الکسوف 1/297}

پھر فرمایا: مجھ پر تمام چیزیں پیش کی گئیں جن میں تم داخل ہو گے۔ مجھ پر جنت پیش کی گئی حتّٰی کہ اگر میں اس میں کوئی خوشہ لینا چاہتا تو لے لیتا لیکن میں نے اپنا ہاتھ اس سے روک لیا۔ مجھ پر جہنم پیش کی گئی، میں نے جہنم میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جس کو بلی کے سبب عذاب ہو رہا تھا۔ اس عورت نے بلی کو باندھ کے رکھا، نہ اسے خود کچھ کھانے کو دیا نہ اسے چھوڑا تا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے کچھ چیز کھا لیتی اور میں نے جہنم میں ابو ثمامہ عمرو بن مالک کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے۔

155- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... جب میں جنت پر مطلع ہوا تو دیکھا کہ اس میں زیادہ تر غریب لوگ ہیں اور جب میں جہنم پر مطلع ہوا تو دیکھا کہ اس میں عورتیں زیادہ ہیں۔

{بخاری کتاب النکاح باب کفران العشیر 783/2 کتاب بدء الخلق، کتاب الرقاق باب صفة الجنّة والنّار 2/ 969}

156- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں نے جہنم کو دیکھا اور آج جیسا دردناک منظر پہلے بالکل نہیں دیکھا تھا اور میں نے اس میں اکثر عورتوں کو دیکھا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! کس وجہ سے؟ فرمایا: ان کے کفر کے سبب۔ عرض کیا گیا: کیا یہ عورتیں اللہ کے ساتھ کُفر کرتی ہیں؟ فرمایا: وہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی کرتی ہیں۔ اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ عمر بھر نیکی کرتے رہو پھر تم سے کوئی ذراسی تکلیف پہنچ جائے تو کہتی ہیں کہ میں نے تمہاری طرف سے کوئی بھلائی قطعاً نہیں دیکھی۔ {بخاری کتاب النکاح باب کفران العشیر 782/2}

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ:

(1) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسی طویل وعریض جنت اور دوزخ کو بلا حجاب اپنی آنکھوں سے ایسے یقین کے ساتھ دیکھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بار بار......لَقَدْ . . . کا لفظ استعمال فرمایا تا کہ کسی کے لئے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

(2) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ دیکھنا ایسا قریب سے ہے کہ جنت کے پھل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دسترس میں آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خوشے توڑنے سے رُک جانا مصلحت وحکمت کے سبب تھا وگرنہ خوشے توڑنے میں کوئی مشکل ورکاوٹ نہ تھی۔

(3) جنت کے ان خوشوں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دسترس میں آ جانا اور آپ کا ان خوشوں کو توڑنے کا ارادہ کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ تمام زمینی نعمتیں تو ایک طرف، جنتی نعمتیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصرف واختیار میں ہیں ورنہ پرائی اشیاء میں تصرف تو کجا اس کا ارادہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متصوّر نہیں ہو سکتا۔

(4) جنت ودوزخ پیدا ہو چکی ہیں بلکہ متعدد احادیث پاک کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

جنتیوں کو جنت میں فرحاں و شاداں اور دوزخیوں کو دوزخ میں شدید عذاب میں گرفتار و پریشاں دیکھا ہے۔ {احادیث معراج میں اس کا تفصیلی بیان ملاحظہ کیا جاسکتا ہے} 1

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابھی قیامت تو قائم ہوئی نہیں اور نہ میزان پر لوگوں کا حساب ہوا ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں کیسے دیکھ لیا؟ اس کا واضح جواب یہی ہے کہ رب کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے وقت کے تمام دورانیے اور فاصلے کے تمام مرحلے سمیٹ کر اور تمام حجابات اٹھا کر قیامت کے بعد پیش آنے والے حالات و اقعات اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے منکشف فرما دیئے۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسی قطعی ارشادات کے باوجود بھی کوئی شخص شک و شبہہ کا اظہار کرے یا زبان طعن دراز کرے تو اس بدنصیب کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ربِّ قدیر کی قدرت کو اپنے طعن کا نشانہ بنا رہا ہے (معاذ اللہ)۔

(5) احادیثِ پاک میں مختلف لوگوں کے عذاب میں گرفتار ہونے کے ساتھ ساتھ عذاب کے اسباب کا علامتی بیان یہ سمجھانے کے لئے کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے اعمال و افعال سے مکمل طور پر آگاہ ہیں۔

حواشی

1۔ یہ کہنا درست نہیں کہ یہ کشف و علم محض اسی موقع و مجلس میں حاصل رہا پھر سلب کر لیا گیا۔ کیا قرآن و حدیث سے کوئی ایسی دلیل پیش کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم و مشاہدے کی یہ نعمت دے کر چھین لی تھی۔ اس کے برعکس قرآن تو کہتا ہے، (اے محبوب) تمہاری آنے والی گھڑی (حالت) پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ ترجمہ آیت نمبر 04 سورۃ الضحیٰ۔ ایک اور پہلو سے بھی غور فرمائیں، اگر مخلوق کے لئے علم غیب کا ثبوت ہے ہی شرک تو کیا کچھ دیر کے لئے شرک جائز اور روا ہو گیا تھا؟

1

آٹھواں باب

جو چاہو پوچھ لو

میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے

1

قیامت تک کی چیزوں کا تفصیلی بیان

157- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خُطْبَةً مَّاتَرَکَ فِیْهَا شَیْئاً اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَکَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَه وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ اِنْ کُنْتُ لَاَرَی الشَّیْئَ قَدْ نَسِیْتُ فَاَعْرِفُ مَایَعْرِفُ الرَّجُلُ اِذَاغَابَ عَنْهُ فَرَاٰهُ فَعَرَفَهُ۔

{بخاری کتاب القدر باب و کان امر اللہ قدراً مّقدوراً 977/02}

"بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس میں بیان کرنے سے قیامت تک کی کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ جان گیا جو جان گیا اور بھول گیا جو بھول گیا۔ جب میں کسی چیز کو دیکھتا ہوں جسے میں بھول گیا تھا تو اسے جان جاتا ہوں جیسے کوئی شناسا گم ہو جائے لیکن دیکھنے پر اسے پہچان لیا جاتا ہے"

اول تا آخر کا سارا علم:

158- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔

فَاَخْبَرَ عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ۔

{بخاری کتاب بدء الخلق باب و هو الّذی یبدأ الخلق 453/01}

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مخلوق کی پیدائش کی ابتداء بتانا شروع کی حتّٰی کہ جنتی اپنے مقام پر پہنچ گئے اور دوزخی اپنے مقام پر۔ پس اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

بحرِ علم کی وسعتیں:

1

159- حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتی کہ ظہر ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منبر سے اتر کر ہمیں ظہر پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لائے تو ہمیں خطبہ دیا حتی کہ عصر ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر سے اترے تو ہمیں نماز عصر پڑھائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف لائے تو ہمیں خطبہ دیا حتّٰی کہ سورج غروب ہوگیا......فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا...... {مسلم کتاب الفتن 02/390}

توحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں وہ تمام چیزیں بتادیں جو ہوچکی تھیں اور جو ہونے والی تھیں۔سو جو ہم میں سے زیادہ حافظے والا ہے، وہ زیادہ عالم ہے۔

''اور وہ غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں'' (القرآن)

160- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بِمَاھُوَ کَائِنٌ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَۃُ فَمَا مِنْہُ شَیْئٌ اِلاَّ قَدْ سَاَلْتُہٗ اِلاَّ اَنِّیْ لَمْ اَسْاَلْہُ مَایُخْرِجُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ {مسلم کتاب الفتن 02/390}

قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا، اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے دے دی ہے اور ہر چیز کے بارے میں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا البتہ میں نے آپ سے یہ سوال نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو کیا چیز مدینہ سے نکالے گی؟

علم کی بٹتی ہے خیرات مدینے میں:

مخلوق کی ابتدا سے لے کر آخر تک کوئی شے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ نبوت سے پوشیدہ نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گزرے ہوئے حالات وواقعات کے علاوہ آئندہ کے غیبی حالات و

واقعات (مافی غد) کا ایسا واضح اور کامل بیان فرمایا کہ......

1 **161-** حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں......اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اندازہ نہیں کرتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھول جانا ظاہر کرتے ہیں۔ دنیا کے ختم ہونے تک ایسے جتنے بھی فتنے پیدا ہوں گے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں ان کے نام، ان کے آباء (باپوں) کے نام اور ان کے خاندانوں کے نام (سب کچھ) بتادیا۔

{ابوداؤد کتاب الفتن 02/231}

سچ ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا وسیع جاننے والے ہیں ویسا ہی فراخ عطا فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی عطا کو تو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔......وَ مَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ......اور وہ غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں۔

162- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَ مَا يُحَرِّكُ طَآئِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَآءِ اِلاَّ ذَكَرَ لَنَا مِنْهُ عِلْماً......

{مسند احمد ج 05، صفحہ 153۔ طبرانی۔ طبقات ابن سعد۔ تفسیر ابن جریر، تفسیر ابنِ کثیر}

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے بیان نہ کیا ہو''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے صریح اور ایمان افروز بیان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیع اور تفصیلی علم کے بارے میں شک وشبہے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟ تاہم اطمینان مزید کے لئے مزید احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

''مجھ سے جو پوچھو گے، میں بتاؤں گا''

163- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ سورج ڈھلنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر تشریف لائے پھر ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا اور ان بڑے بڑے امور کا جو قیامت سے پہلے ہیں۔ پھر فرمایا......مَنْ

اَحَبَّ اَنْ یَّسْئَلَ عَنْ شَیئٍ فَلْیَسْئَلْ فَلَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیئٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ مَادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا......تم میں سے کوئی شخص مجھ سے کسی بھی چیز کے متعلق پوچھنا چاہے تو پوچھ لے ۔ جب تک میں یہاں ہوں، جو کچھ بھی مجھ سے پوچھنا چاہے گا میں اسے بتا دوں گا ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگوں نے شدت سے گریہ زاری شروع کر دی اور ......اَکْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ......(رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بار بار فرماتے رہے: مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو)...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا ......اَیْنَ مَدْ خَلِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟...... یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا......اَلنَّارُ (دوزخ)۔ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا......مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟(یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میرا باپ کون ہے؟) فرمایا......اَبُوْکَ حُذَافَۃُ......(تیرا باپ حذافہ ہے)۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بار بار فرماتے رہے، سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ (مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو) چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں ......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ گزارش کی تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ابھی ابھی اس دیوار کے سامنے مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئیں جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو آج کی طرح میں نے خیر اور شر کو کبھی نہیں دیکھا۔

{بخاری کتاب مواقیت الصّلوۃ باب وقت الظھر عند الزوال 77/01، کتاب الدعوات باب التعوّذ من الفتن 941/02، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ باب مایکرہ من کثرۃ السّوال 1083/02}

اگر مگر کے رستے بند:

164- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو......فرماتے ہیں

کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے چند باتیں پوچھیں گئیں جو مزاج اقدس کے موافق نہ تھیں۔ جب پوچھنے پر اصرار کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو غصہ آ گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں سے فرمایا ......سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ......(اب) جو چاہو مجھ سے پوچھ لو......ایک شخص بولا، میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حُذافہ......پھر دوسرا کھڑا ہوا۔ اس نے پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: سالم جو شیبہ کا غلام ہے......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چہرے پر جلال کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں۔

{بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظۃ و التعلیم 19/01}

فوائد:

(1) جو باتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھی گئیں، ان کا تعلق شریعت کے ضروری احکام و مسائل سے نہ تھا اس لئے کہ احکام شریعت کی تعلیم و تلقین اور وضاحت و تشریح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرائض منصبی میں شامل تھی۔ اس کے لیے اصرار کی ضرورت تھی اور نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم غضبناک ہوتے۔

(2) جو کچھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم تک پہنچایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس سے کہیں زیادہ علم رکھتے تھے۔ جو مناسب جانا وہ بتلا دیا اور وہ بہت کچھ جس کا بتلانا ضروری خیال نہ کیا، مخفی رکھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاموشی اور کئی مرتبہ کسی چیز کے بارے میں وضاحت نہ کرنا کسی حکمت کے باعث ہوتا تھا اسے لاعلمی اور بے خبری کی دلیل بنالینا کسی طور پر درست نہیں

(3) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ......سَلُوْنِیْ، سَلُوْنِیْ، سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ......(پوچھ لو مجھ سے، پوچھ لو مجھ سے، پوچھ لو مجھ سے جو تم چاہو) فرما کر اپنی پیشکش کو عموم پر رکھا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قید و تخصیص نہ رکھی کہ یہ پوچھ لو، میں جانتا ہوں۔ وہ نہ پوچھو، میں نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کا واضح مطلب یہی ہے کہ مجھے میرے رب نے ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کے بعد بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ پاک کی وسعت کے بارے میں طعن و اعتراض کیا جائے تو پیش نظر رہے کہ یہ رویّہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے

ساتھ دلوں میں کد اور کینہ رکھنے والے منافقین کا ہے۔

(4) حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اور ابن سالم رضی اللہ عنہ کا اپنے نسب کے بارے میں سوال کرنا، یہ واضح کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر شخص کے نسب کی اصلیت وحقیقت کا غیبی علم رکھتے ہیں ورنہ اپنے نسب کی ظاہر معلومات تو ہر شخص کو حاصل ہوتی ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے کیا معلوم؟ میں غیب کی بات کیا جانوں؟ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے نسب کے بارے میں بتا کر گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عقیدہ کی توثیق فرمادی۔

(5) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ انور کے تاثرات دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گئے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ جانتے اور اعتقاد رکھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناراضگی رب تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ رب تعالیٰ کو راضی رکھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا کے لئے کوشاں رہنا از بس ضروری ہے۔ تمام عبادات وریاضات کی بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا مدار وانحصار فقط حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضامندی پر ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا جوئی کے لئے کوشاں رکھے، آمین۔

بخاری ومسلم کی احادیث سے معلوم ہوا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اول تا آخر کا وسیع علم عطا فرمایا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیع اور جامع علم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ظاہر کی گئی غیبی خبروں ......اَنْبَاءُ الْغَیْب...... میں محدود سمجھنا بھی درست نہیں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ ظاہر فرمایا وہ لوگوں کے ظرف اور ضرورت کے مطابق تھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس سے کہیں زیادہ غیب کا علم رکھنے والے تھے جس کی وسعت کی جھلکیاں آپ نے اس کتاب میں اور خصوصاً اس باب میں ملاحظہ فرمائی ہیں۔ اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

1

نواں باب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ پاک کی برکتیں

1

''اور اسلام میرے دل میں سما گیا''

165- مسند احمد، اسد الغابہ تذکرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پریشان کرنے کیلئے گھر سے نکلا۔ میرے پہنچنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم میں داخل ہو کر نماز شروع کر چکے تھے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں اس کلام کے نظم و اسلوب کے باعث حیران ہو رہا تھا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ خدا کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بہت بڑے شاعر ہیں۔ ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ط قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ {الحاقہ:41}

......اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔

میں نے دل ہی دل میں کہا: کاہن ہیں جو میرے دل کی بات جان گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الحاقہ کی یہ آیات {42,43} پڑھیں:

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ا قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ط تَنْزِيلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

''اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم لوگ بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔ یہ تو جہانوں کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر اسلام پوری طرح میرے دل میں سما گیا۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا دلچسپ واقعہ:

166- حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بدر میں قریش پر جو مصیبت نازل ہوئی، اس سے کچھ ہی دنوں بعد عمیر بن وہب جمحی مقام حجر میں صفوان بن اُمیّہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیام مکہ کے دوران دکھ ہی پہنچتے رہے۔ اس کا بیٹا وہب بدر کے قیدیوں میں شامل تھا۔

عُمَیر بن وھب اور صفوان بن امیہ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی:

عُمَیر: بدر میں ہمارے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں سے کیا کیا مصیبت اٹھائی۔ ظالم مسلمانوں نے کس بے رحمی سے ہمارے ساتھیوں کو گڑھے میں پھینک دیا۔[1]

صفوان: واللہ! ان کے بعد تو اب زندگی کا کوئی لطف نہیں رہا۔

عمیر: واللہ! تو نے سچ کہا۔ اللہ کی قسم! اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں اور میرے بال بچے نہ ہوتے جن کا اپنے بعد برباد ہو جانے کا مجھے اندیشہ ہے تو میں سوار ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے جاتا کیونکہ اب تو ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کے پاس قید ہے۔

صفوان: تمہارا قرض میں ادا کر دیتا ہوں۔ تمہارے بچوں کی کفالت بھی میرے ذمّے رہی۔

عمیر: بس آج کی یہ گفتگو میرے اور تمہارے درمیان ایک راز ہی رہے۔

صفوان نے یہ بات مان لی اور عُمَیر کی روانگی کے بعد لوگوں سے کہنے لگا: تمہیں خوشی ہو، چند روز میں تمہارے پاس ایک واقعہ کی خبر آئے گی جس سے تم بدر کی سب مصیبتیں بھول جاؤ گے۔

عُمَیر ایک تلوار آڑی لٹکائے ہوئے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بدر کے متعلق رب تعالیٰ کی عنایات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ عُمَیر نے اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے پر بٹھا دیا۔

عُمَیر کو دیکھتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یہ کتّا عُمَیر کسی شرارت کیلئے ہی آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عُمَیر! تو نے جاہلیت کا سلام کہا مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں تیرے اس سلام سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے اور وہ سلام جنت والوں کی دعا ہے۔

بعد ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: عُمَیر! کیسے آنا ہوا؟

عُمَیر: اپنے بیٹے کے لئے جو آپ کے پاس قید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: پھر گلے میں آڑی تلوار کیوں لٹکائی ہے؟

عُمَیر: خدا اِن تلواروں کا برا کرے، ان تلواروں نے ہمیں کچھ فائدہ نہ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عُمَیر! مجھے سچ سچ بتا دو، کس لئے آئے ہو؟

عُمَیر: فقط اپنے بیٹے کے لئے آیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ : نہیں یہ بات نہیں بلکہ تو اور صفوان حطیمکعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔تو نے بدر کے مقتولین کا ذکر کیا جو گڑھے میں پھینکے گئے تھے۔ پھر تو نے کہا: مجھ پر قرض اور بچوں کا بوجھ نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کو قتل کرنے نکلتا۔ یہ سن کر صفوان نے تیرے قرض اور تیرے بچوں کا بوجھ اپنے ذمہ لیا تا کہ تو مجھے قتل کر دے مگر میرے اور تیرے اس ارادے کی تکمیل کے درمیان میرا اللہ حائل ہے۔

عُمَیر: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں ۔ یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم آپ پر نازل ہونے والی آسمانی وحی کو جھٹلا دیا کرتے تھے۔آج جو بات آپ ﷺ نے بتائی ہے وہ میرے اور صفوان کے سوا کسی کو معلوم نہ تھی۔اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات اللہ کے سوا آپ ﷺ کو کسی نے نہیں بتائی۔تعریف اس اللہ کی جس نے مجھے اسلام کی توفیق بخشی۔ پھر انہوں نے سچی گواہی دی اور حضور ﷺ کے جانثاروں میں شامل ہو گئے (رضی اللہ عنہ)۔

حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی عُمَیر کو دین کی تعلیم دو اور قرآن پڑھاؤ اور اُن کیلئے ان کا قیدی بھی چھوڑ دو۔ {سیرت ابن ہشام۔تاریخ طبری بروایت عروہ بن زبیر}

نوٹ: یہ واقعہ ترکی کے ڈاکٹر عبدالرحمان رافت باشا کی کتاب صُوَر مِنْ حَیَاۃِ الصِّحَابہ میں بھی درج ہے جس کا ترجمہ غیر مقلد عالم، مجلہ دعوۃ الحق کے ایڈیٹر محمود احمد غضنفر صاحب نے کیا ہے۔

غیب کا بیان سنا اور اسلام کی گواہی دے دی:

167- تفسیر خازن میں ہے کہ سورۃ انفال کی آیت یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰی۔۔۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریش کے ان سرداروں میں سے تھے جنہوں نے جنگِ بدر میں کفار کے لشکر کے کھانے کی ذمہ داری لی تھی اور اس غرض سے اپنے ساتھ بیس اُوقیہ سونا لے کر چلے تھے لیکن جس دن ان کے کھلانے کی باری تھی، عین اسی روز جنگ کا واقعہ پیش آ گیا اور خرچ کرنے کی نوبت ہی نہ آئی اور یہ سونا ان کے پاس محفوظ رہا۔ جب یہ گرفتار ہوئے تو یہ سونا ان سے لے کر مالِ غنیمت میں شامل کر لیا گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ان کے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا فدیہ ادا کرنے کے لئے کہا گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا محمد (ﷺ)! کیا آپ مجھے اس حال میں چھوڑیں گے کہ میں باقی عمر قریش سے

مانگ کر بسر کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ سونا کہاں ہے جو مکہ مکرمہ سے چلتے وقت تم نے اپنی بی بی اُمّ الفضل کو دیا تھا؟ اور تم ان سے کہہ کر آئے ہو کہ نہ جانے کیا حادثہ پیش آ جائے، اگر میں جنگ میں کام آ گیا تو یہ تیرا ہے اور تیرے بیٹوں عبداللہ، عبید اللہ اور فضل و قثم کا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کیسے معلوم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے رب نے بتایا ہے۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں...... میرے اس راز پر اللہ کے سوا کوئی مطلع نہ تھا۔

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجوں عقیل اور نوفل کو حکم دیا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔

{تفسیر خازن جزء الثالث ص 53۔ تفسیر معالم التنزیل جزء الثالث ص 53۔ کامل ابن اثیر جلد 2 ص 133 غزوہ بدر۔ احکام القرآن للقرطبی جز 8 ص 53 بیروت}

باذان (رضی اللہ عنہ)! تیری عظمت کو سلام:

168- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کے نام نامۂ مبارک بھیجا تو حکم فرمایا کہ یہ بحرین کے حاکم تک پہنچا دیا جائے اور بحرین کا حاکم اسے کسریٰ تک پہنچا دے۔ جب کسریٰ نے نامۂ مبارک پڑھا تو اسے پھاڑ دیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے دعاءِ ضرر کی کہ وہ پوری طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

{بخاری کتاب الجہاد و السئیر باب دعوۃ الیہودی و النصرانی 41/01}

اب اس کے متعلق کچھ تفصیل پیش خدمت ہے:

169- ایران کے بادشاہ کسریٰ خسرو پرویز نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط پھاڑنے کے بعد اپنے یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ اپنے دو دلیر آدمی حجاز میں بھیجو تا کہ وہ نبوت کے دعوے دار کو پکڑ کر میرے پاس لائیں۔ باذان نے اپنے دو افراد قہرمان بابویہ اور خرخسرہ کو اس مقصد کیلئے مدینہ بھیجا۔ باذان نے بابویہ سے کہہ دیا کہ اس مدعی نبوت سے گفتگو کرنا اور پھر اس کے حال سے آگاہ کرنا۔ یہ دونوں افراد مدینہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جہاں بابویہ نے ساری صورت حال عرض کر دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کل میرے پاس آنا۔ جب وہ دوسرے دن حاضر ہوئے تو حضور

ﷺ نے فرمایا: فلاں مہینے کی فلاں رات کو اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلّط کر دیا۔

یہ غیبی خبر سن کر قاصد بولے، آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ کیا ہم اپنے بادشاہ باذان کو اس سے آگاہ کر دیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں میری طرف سے اسے یہ خبر بھی دے دو کہ میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کے ملک کی انتہا تک پہنچ جائے گی اور باذان سے یہ بھی کہہ دینا کہ اگر تم اسلام لاؤ تو تمہارا ملک تمہیں ہی عطا کر دیا جائے گا۔

قاصدوں نے مدینہ کی حاضری کا تمام واقعہ باذان کی خدمت میں عرض کر دیا۔

زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ باذان کو یہ خبر پہنچ گئی کہ فلاں دن خسرو پرویز کو اس کے بیٹے نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اس کے قتل کا وہی دن تھا جس دن کی اطلاع اللہ کے محبوب ﷺ نے دی تھی۔ ساتھ ہی خسرو کے بیٹے شیرویہ نے باذان کو لکھا کہ تم لوگ میری اطاعت کا عہد لے لو اور اس مُدّعی نبوت کو جس کے بارے میں کسریٰ نے تمہیں کچھ لکھا تھا، برا بھلا مت کہو۔ حضور ﷺ کی غیبی خبر کی سچائی دیکھ کر باذان مسلمان ہو گیا اور جتنے ایرانی یمن میں تھے، سب ایمان لے آئے۔

{سیرت ابن ہشام اُردو 01 / 100 غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ اصابہ ترجمہ جد جمیرہ 01 / 390۔ دلائل النبوۃ ابونعیم}

عتاب اور حارث پکار اُٹھے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں:

170- فتح مکہ کے دن حضور ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ انہوں نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔ ابوسفیان بن حرب، عتاب بن اُسید اور حارث بن ہشام، کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اذان سن کر عتاب بن اُسَید بولا: اللہ نے میرے باپ کو یہ شرف بخشا کہ اس نے یہ آواز نہ سنی۔ اگر وہ یہ آواز سنتا تو اسے بہت رنج پہنچتا۔ حارث بن ہشام کہنے لگا، خدا کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اُسَید اس آواز کو مٹا رہا ہے تو میں اس کا ساتھ دیتا۔ ان دونوں کی گفتگو سن کر ابوسفیان نے کہا کہ میں تو کوئی بات نہیں کہتا۔ اگر کچھ کہوں گا تو یہ کنکریاں بھی ان کو میری باتیں پہنچا دیں گی۔

اس ساری گفتگو کے بعد حضور ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا' تم نے جو گفتگو کی ہے مجھے اس کا علم ہے، تم نے یہ یہ باتیں کی ہیں۔

جیسے ہی حضور ﷺ نے تمام باتیں بتائیں، حارث اور عتاب کہہ اُٹھے، ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں! اللہ کی قسم! ہماری باتوں کا ہمارے سوا کسی کو علم نہ تھا ورنہ ہم کہہ سکتے تھے کہ اس نے آپ کو بتائی ہیں۔ {سیرت ابن ہشام اردو 2/490}

یہ غیب کی باتیں ہیں جو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا:

171- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو (یہود کے ایک بڑے عالم) عبداللہ بن سلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ کچھ پوچھیں۔ عرض کیا کہ میں آپ ﷺ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا (اس لئے کہ ان کا تعلق غیب سے ہے)۔

(1) قیامت کی سب سے پہلی نشانی۔ (2) اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا۔

(3) بچہ کبھی باپ کی شکل پر اور کبھی ماں کی صورت پر کیوں ہوتا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرائیل نے ابھی بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام کہنے لگے کہ فرشتوں میں سے وہ تو یہود کے دشمن ہیں۔

بہر حال حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت کی سب سے پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے گھیر کر مغرب کو لے جائے گی اور وہ کھانا جسے جنتی لوگ سب سے پہلے کھائیں گے، وہ مچھلی کی کلیجی کا زائد حصہ ہوگا۔ رہی تیسری بچے والی بات تو جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جائے تو بچہ مرد کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جائے تو بچہ عورت کی شکل پر ہوتا ہے۔

جیسے ہی عبداللہ بن سلام نے یہ جوابات سنے تو پکار اٹھے...... اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ... میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ {بخاری کتاب المناقب 01/561}

1

دسواں باب

......کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

1

قارئین محترم! گذشتہ ابواب میں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بحر علم کی وسعتوں کے حسین مناظر دیکھے۔ان مناظر نے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو تسکین عطا کی۔

قرآن کریم کی متعدد آیات مقدسہ اور بخاری ومسلم کی احادیث مبارکہ کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پاک کی وسعت وعظمت خوب واضح ہوئی۔شکوک وشبہات کے بادل چھٹ گئے اور ماننے والوں کو اطمینان نصیب ہوا تاہم آپ کے ذوق تحقیق کی تسکین کے لئے خاص شکوک وشبہات کے حوالے سے کچھ گفتگو پیش خدمت ہے۔

یوں تو شکوکت وشبہات کی ایک طویل فہرست میرے سامنے موجود ہے مگر ان میں سے بیشتر انتہائی غیر علمی اور غیر سنجیدہ ہونے کے باعث لائق توجہ نہیں۔ان کے بارے میں گفتگو کرنا تضیع اوقات کے سوا کچھ نہیں۔اپنا قیمتی وقت دینی خدمت کے تعمیری کاموں میں ہی استعمال کرنا بہتر ہے۔

اختصاراً صرف تین عنوانات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ دلائل کا وزن محسوس کرنے والے احباب اس گفتگو سے دیگر شکوک وشبہات کی حقیقت بھی خوب جان لیں گے۔

1

- 1 -

کیا بروزِ قیامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے؟

چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ ہوں:

172- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنّیِ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَرَّعَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَاءُ اَ بَدًا لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَ قْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَ یَعْرِفُوْ نَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ ...فَاَقُوْلُ اِنَّھُمْ مِّنّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لاَ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْ ابَعْدَکَ۔ {بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 02/974}

''میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں۔ جو میرے پاس سے گزرے گا، وہ پئے گا اور جو پی لے گا، اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ میرے سامنے سے کچھ ایسے لوگ گزریں گے جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا......(آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمائیں گے) یہ تو میرے ہیں۔تو کہا جائے گا: آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا نیا دین نکالا......فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ......تو میں کہوں گا: دُور دُور جس نے میرے بعد دین تبدیل کیا''

173- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لَیَرِ دَنَّ عَلَیَّ نَاس مِّن اَصْحَابِیْ الْحَوْ ضَ حَتّٰی عَرَ فْتُھُمُ اخْتُلِجُوْ ا دُوْ نِیْ فَاَ قُوْلُ اَصْحَابِیْ فَیَقُوْلُ لَا تَدْرِیْ مَآ اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ

{بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 974/02}

''حوض کوثر پر میرے سامنے سے کچھ لوگ گزریں گے یہاں تک کہ میں ان کو پہچان لوں گا۔ ان کو مجھ سے دور کر دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا نیا دین ایجاد کیا''

174- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

...اَنَا عَلٰی حَوْضِیْ اَنْتَظِرُ مَنْ یَرِدُ عَلَیَّ فَیُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِّنْ دُوْنِیْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ لَا تَدْرِیْ مَشَوْا عَلَی الْقَھْقَرٰی...

{بخاری کتاب الفتن باب واتقو افتنةً 1045/02}

''میں اپنے حوض پر انتظار کروں گا کہ میرے پاس کون آتا ہے۔ کچھ لوگوں کو میرے سامنے سے پکڑ لیا جائے گا تو میں کہوں گا: میرے اُمتی...... چنانچہ کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ یہ اُلٹے پاؤں پھر گئے تھے یعنی مُرتدّ ہو گئے تھے''

175- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اور میرے اصحاب میں کئی لوگ دائیں اور بائیں طرف سے پکڑے جائیں گے تو میں کہوں گا: اے رب! یہ تو میرے صحابی ہیں...... کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کام ایجاد کیے {ترمذی ابواب صفة القیامة باب ماجاء فی شان الحشر 65/2}

176- مُسلم شریف کی روایت میں اس طرح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ میرے سامنے سے پکڑے جائیں گے۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ میرے پیروکار ہیں اور میری اُمت سے ہیں۔ تو کہا جائے گا...... اَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَکَ وَاللّٰہِ مَابَرِحُوْا بَعْدَکَ یَرْجِعُوْنَ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ...... کیا آپ کو معلوم نہیں ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا؟ بخدا آپ کے بعد یہ لوگ اپنی ایڑیوں پر پلٹ گئے۔

{مسلم کتاب الفضائل باب اثبات حوض نبیّنا 249/02}

ان احادیث مبارکہ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بروزِ قیامت بھی لوگوں

کے ایمان، منافقت، کفر و اِرتداد کا علم نہیں ہوگا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ لوگوں کے لیے اصحابی، اصحابی...... میرے ساتھی، میرے ساتھی فرمائیں گے اور کہا جائے گا...... اِنَّکَ لاَ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ...... آپ کو معلوم نہیں ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا نئے کام کئے۔ 1

قرآن و حدیث کا وسیع اور مربوط مطالعہ رکھنے والوں پر تو واضح ہے کہ ان احادیث سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے خبری پر استدلال کرنا درست نہیں مگر محدود مطالعہ کی بنیاد پر نتائج اخذ کرنے والے افراد اس استدلال سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان احادیث کے بارے میں تفصیلی گفتگو پیش خدمت ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ جن احادیث مبارکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے خبر ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، انہی احادیثِ مبارکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علمِ پاک ثابت ہو رہا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے:

(1) یہ واقعہ قیامت کے دن ظاہر ہو گا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہزاروں برس پہلے اس کی تفصیل بیان فرمادی۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پاک کی وسعت واضح ہوتی ہے۔

(2) فَیُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِّنْ دُوْنِیْ ...... کچھ لوگوں کو میرے سامنے سے پکڑ لیا جائے گا...... وَیُؤْخَذُ مِنْ اَصْحَابِیْ رِجَالٌ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ...... اور میرے اصحاب میں سے کئی لوگ دائیں اور بائیں طرف سے پکڑے جائیں گے۔

احادیث مبارکہ کے یہ جملے پکار پکار کر اعلان کرتے ہیں کہ اہلِ محشر پر ان لوگوں کا مجرم ہونا خوب واضح ہوگا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے بارے میں بے خبر اور کسی غلط فہمی میں مبتلا بتانا کتنی عجیب بات ہے۔

(3) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے درمیان پردہ حائل ہونے اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دور کر دینے سے ہر کسی پر واضح ہوگا کہ یہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانی جماعت نہیں بلکہ یہ نافرمان مجرموں کا ٹولہ ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے حال سے بے خبر بتانا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

(4) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ سے دور کر دیئے جانے والے منافق و مرتد ہوں گے اور یار لوگوں کو اصرار ہے کہ آپ ﷺ ان منافقوں اور مرتدوں کے حال سے بے خبر ہوں گے۔ آپ انصاف فرمائیں، کس کا اعتبار کیا جائے گا۔ ہزاروں برس پہلے خبر دینے والے سوہنے سچے نبی ﷺ کا یا بے خبر بتانے والوں کا؟

(5) مسلم شریف کی حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ ہوں ......اَمَاشَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَکَ......کیا آپ جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟

علم سے مس رکھنے والے احباب جانتے ہیں کہ ہمزہ استفہام انکاری (اَ) جملہ منفیہ پر داخل ہو تو یہ نفی کی نفی کر کے اثبات میں تبدیل کر دیتا ہے جیسے ماشعرت سے علم کی نفی ہوتی ہے تو یہاں استفہام انکاری نے نفی کی نفی کر کے علم کو ثابت کر دیا......اَمَا شَعَرْتَ ......کا مطلب ہوا، کیا آپ نہیں جانتے یعنی آپ جانتے ہیں۔

قرآن پاک سے ہمزہ استفہامِ انکاری کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

☆ 1- اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی o {اَلضُّحیٰ:06}

''کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی'' (یعنی اس نے تمہیں یتیم پایا اور جگہ دی)

☆ 2- اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ o {الم نشرح:01}

''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا'' (یعنی ہم نے تمہارا سینہ کشادہ کیا)

☆ 3- اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ o {الفیل:01}

''کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کیا'' (یعنی تم نے دیکھا)

ان آیات مقدسہ میں ہمزہ استفہام انکاری سے انکار ہاں میں تبدیل ہو گیا۔ چونکہ ان احادیث مبارکہ میں ایک ہی واقعہ مذکور ہے صرف روایت میں تعدّد ہے اس لئے جہاں یہ ہمزہ موجود نہیں وہاں بھی اسے محذوف مانتے ہوئے معنی میں ملحوظ رکھا جائے گا۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ان صحیح احادیث میں تضاد اور تعارض لازم آئے گا جو یقیناً خلاف واقعہ ہے۔

ہمزہ محذوف کی وضاحت کے لیے بخاری ومسلم کی یہ احادیث ملاحظہ فرمائیں:

177- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کی ...... بَشَّرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خَدِیْجَۃَ ...... کے الفاظ والی حدیث پاک۔ 1

{بخاری کتاب المناقب باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدیجہ 1/539}

178- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ...... فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تَدْرُوْنَ مَاھٰذَا ...... کے الفاظ والی حدیث پاک۔ {مسلم کتاب الجنة باب جھنم 381/02}

تو گویا ...... اَمَا شَعَرْتَ ...... والی حدیث پاک سے خوب واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بروز قیامت ان دور کئے جانے والے لوگوں کا منافق ومرتد ہونا خوب معلوم ہوگا۔

الحمدللہ! جن احادیث سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے، انہی احادیث سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وفضیلتِ علمی ثابت ہوگئی ...... وما توفیقی الا باللہ۔

کیا مجرم قیامت کے دن بھی نہیں پہچانے جائیں گے؟

☆ 4- یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰھُمْ ......o {سورۃ رحمٰن:41}

''مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے''

☆ 5- یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ ......o {سورۃ آل عمران:106}

''جس دن کچھ منہ سفید ہوں گے اور کچھ منہ سیاہ''

☆ 6- وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْھَا غَبَرَۃٌ تَرْھَقُھَا قَتَرَۃٌ ......o {سورۃ عبس:38 تا 41}

''کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ہنستے خوشیاں مناتے اور کتنے مونہوں پر اس دن گرد پڑی ہوگی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہوگی''

☆ 7- وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ بَاسِرَۃٌ ......o

{سورۃ القیامۃ:22،24}

''کچھ منہ اس دن تر و تازہ ہوں گے اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے''

☆ 8- یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا......o

{سورۃ طٰہٰ:102}

''جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو اٹھائیں گے نیلی آنکھیں''

مومن اور مجرم جدا جدا:

☆ 9- یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ o

{سورۃ الزلزال:06}

''اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر''

☆ 10- اَ فَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ۙ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ {العادیات:09،10}

''تو کیا نہیں جانتا ہے جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں۔ اور کھول دی جائے گی جو سینوں میں ہے'' (اس طرح کہ دل کا ایمان، کفر، نفاق، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت یا عداوت ہر قلبی کیفیت چہروں پر ظاہر ہو گی)۔

☆ ''کچھ لوگوں کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور کچھ لوگوں کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں'' {الانشقاق' مفہوم آیات 07،10}

حاصلِ کلام:

ان آیات سے معلوم ہوا کہ بروزِ قیامت مومنوں اور مجرموں کا حال یکساں نہیں ہو گا۔ مومن خوش و خرم اور تر و تازہ ہوں گے جبکہ مجرم ملول و رنجیدہ اور گھبرائے ہوئے ہوں گے۔ ایسی واضح صورت حال کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مجرموں کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا بتانا غلط ہونے کے علاوہ عجیب بھی ہے۔

منافقوں اور مرتدوں کو اصحابی کہنے کا سبب:

1

اب رہا یہ سوال کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بروز محشر ان مرتدوں کو جانتے پہچانتے ہوں گے تو انہیں اصحابی کہنے کا باعث کیا ہوگا؟

علامہ زُرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توجیہات بیان کرتے ہوئے علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان کو اصحابی کہہ کر ندا کرنا ان میں زیادہ حسرت اور عذاب پیدا کرنے کے لئے ہوگا کیونکہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو اصحابی کہہ کر پکاریں گے تو ان کو نجات کی اُمید ہو جائے گی اور جب...... سُحقًا سُحقًا...... دوری ہو، دوری ہو فرمائیں گے تو ان کی امید ٹوٹ جائے گی اور امید بندھ کر ٹوٹ جانا زیادہ حسرت اور تکلیف کا باعث ہوگا اور فرشتوں کا یہ کہنا کہ ان لوگوں نے دین بدل لیا تھا، یہ بھی ان کے عذاب میں زیادتی کا سبب ہوگا۔ {شرح موطا ج01 ص60}

نجات کی امید قائم ہونے اور پھر ٹوٹنے سے منافقین و مرتدین کا حسرت و یاس میں مبتلا ہونا دراصل ان کے اسی طرزِ عمل کا نتیجہ ہوگا جو انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے اپنایا تھا۔

انہوں نے محض زبان سے تو اسلام کا اقرار کیا تھا مگر اپنے دلوں سے تصدیق نہیں کی تھی۔ قرآن کریم نے ان کے اس راز سے یوں پردہ اُٹھایا:

☆ -11 قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ......o {سورۃ الحجرات:14}

”گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان نہ لائے، ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا“

چونکہ وہ لوگ دنیا میں دھوکے اور استہزاء سے کام لیتے تھے اس لئے بروز قیامت ان کو اپنے استہزاء کا بدلہ (جزا) دیکھنا پڑے گا۔

قرآن پاک میں ایسے لوگوں کے استہزاء کا ذکر بھی موجود ہے اور اس استہزاء کی جزا
1
بھی مذکور ہے۔ ملاحظہ فرمایئے **منافقین کا استہزاء (مذاق اُڑانا):**

☆ -12 وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوۡا اِلٰی شَیٰطِیۡنِہِمۡ
قَالُوۡۤا اِنَّا مَعَکُمۡ اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَہۡزِءُوۡنَ o {سورۃ البقرہ:14}

''اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں''

منافقین کے استہزاء (مذاق اُڑانے) کی سزا:

☆ -13 اَللّٰہُ یَسۡتَہۡزِئُ بِہِمۡ وَ یَمُدُّہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ o
{سورۃ البقرہ:15}

''اللہ تعالیٰ ان سے استہزاء فرماتا ہے۔ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں''

اس سزا کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

☆ -14 مَثَلُہُمۡ کَمَثَلِ الَّذِی اسۡتَوۡقَدَ نَارًا فَلَمَّاۤ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَہٗ
ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوۡرِہِمۡ وَ تَرَکَہُمۡ فِیۡ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ o {سورۃ البقرہ:17}

''ان کی مثال اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا، اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا''

ان آیات سے بالوضاحت معلوم ہوا کہ:

جس طرح وہ محض دکھاوے کے طور پر مسلمان تھے حقیقت میں اسلام قبول نہیں کیا تھا اسی طرح ان کو دنیا کا ظاہری فائدہ تو حاصل ہوا کہ ان کو اسلامی معاشرتی حقوق حاصل رہے مگر آخرت کی کامیابی کا حقیقی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ ان کے دنیاوی ظاہر کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اصحابی کہنے کے باوجود انہیں دور کر کے واضح فرما دیں گے کہ تم دنیا میں حقیقی مسلمان نہ تھے اس لیے آخرت میں تم میرے حقیقی غلاموں کی مثل نہیں ہو لہٰذا دور ہو جاؤ۔

1

منافقین کو اصحابی کہنے کی مثالیں:

ذیل میں دو احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقوں کے نفاق سے باخبر ہونے کے باوجود ان کے ظاہر کی رعایت کرتے ہوئے انہیں اصحابی فرمایا۔

179- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک غزوہ میں تھے۔ مہاجرین میں سے ایک شخص نے کسی انصاری کو ٹھوکر ماری تو انصاری نے آواز دی کہ انصار کی مدد کرو اور مہاجر نے بھی آواز دی کہ مہاجرین کی مدد کرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو فرمایا: یہ زمانہ جاہلیت کی یاد کس لئے تازہ کی جا رہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو ٹھوکر مار دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھوڑو یہ بُری بات ہے۔ عبداللہ بن ابیّ نے یہ سُنا تو کہا: کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟ بخدا اگر مدینہ لوٹ کر گئے تو سب سے زیادہ عزت والا شخص سب سے زیادہ ذلّت والے شخص کو وہاں سے باہر نکال دے گا۔...... فَبَلَغَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دَعْنِیْ اَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَعْهُ لَا یَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ...... جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے، میں اس منافق کی گردن اُڑا تا ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ لوگوں میں یہ چرچا ہونے لگے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے اصحاب کو قتل کر دیتے ہیں۔

{بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ منافقون آیت نمبر 08_02/728}

180- حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین سے واپسی پر جعرانہ

میں تھے، ایک شخص آیا اور صورت حال یہ تھی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے تو اس شخص نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! انصاف کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں عذاب ہو، میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا اور میں انصاف سے کام نہ لیتا تو ناکام و نامراد ہو جاتا۔ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ص دَعْنِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْتُلَ هٰذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ يَّتَحَدَّثَ النَّاسُ اَنِّيْ اَقْتُلُ اَصْحَابِيْ اِنَّ هٰذَا وَ اَصْحَابَهُ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معاذ اللہ! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ یہ شخص اور اس کے ساتھی قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کے حلقوں (گلوں) سے نیچے نہیں اُترتا اور یہ لوگ قرآن سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ {مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المولفۃ 1/340}

ایک سوال:

کیا یہاں بھی شبہ وارد کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو ان گستاخانِ رسول کا منافق ہونا جانتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے خبری اور غلط فہمی کے سبب ان کے لیے اصحابی کا لفظ استعمال فرمایا؟

حسرت و یاس میں مبتلا کرنے کے بارے میں احادیث:

181- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ منافقین کو بھی ایک نور دیا جائے گا اور ان کو جب اس نور کی ضرورت ہوگی، یہ نور بجھا دیا جائے گا۔ (اس حدیث کو حافظ ابنِ کثیر نے بھی سورۃ حدید کی تفسیر میں نقل کیا ہے)۔

{مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشّفاعۃ 01 / 107۔ تفسیر ابنِ کثیر زیر آیت 13,12 سورۃ حدید}

1

182- حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب کوئی کافر قید میں داخل ہوتا ہے تو اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور وُہ صحیح جواب نہیں دیتا تو جنت کا دروازہ کھول کر اُسے کہا جاتا ہے:

اُن اُنظُرۡ اِلٰی مَنۡزِلِکَ وَاِلٰی مَا اَعَدَّاللّٰہُ لَکَ لَوۡ کُنۡتَ اَطَعۡتَہٗ فَیَزۡدَادُ حَسۡرَۃً وَّثُبُوۡرًا۔

''اپنی اس منزل اور ان نعمتوں کی طرف دیکھ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کی صورت میں تیرے لیے تیار کی گئیں تھیں تو اس کی حسرت اور مایوسی بڑھ جاتی ہے''

{مستدرک حاکم ج 01 ص 489 دار الفکر بیروت}

دوسرا سوال:

کیا یہاں شبہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان منافقوں کے حال سے بے خبر ہوگا اس لییغلط فہمی کے باعث انہیں بھی نور عطا کر دیا جائے گا۔ بعد میں معلوم ہونے پر ان سے نور چھین لیا جائے گا؟ (معاذ اللہ)

183- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔ جب وہ لوگ جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبوئیں سونگھ لیں گے اور اس کے محلات اور جنتیوں کے لئے جو نعمتیں تیار کی گئیں ہیں، وہ نعمتیں دیکھ لیں گے تو ندا کی جائے گی کہ ان کو جنت سے ہٹا لو، ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے ...... فَیَرۡجِعُوۡنَ بِحَسۡرَۃٍ مَارَجَعَ اَلاَ وَّلُوۡنَ بِمِثۡلِھَا فَیَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا لَوۡ اَدۡخَلۡتَنَا النَّارَ قَبۡلَ اَنۡ تُرِیۡنَا مَا اَرَیۡتَنَا مِنۡ ثَوَابِکَ وَ مَا اَعۡدَدۡتَّ فِیۡھَا

لِاَوْلِیَآءِ کَ کَانَ اَھْوَنَ عَلَیْنَا......پس وہ اتنی حسرت کے ساتھ لوٹیں گے کہ اس سے پہلے کوئی ایسی حسرت سے نہیں لوٹا تھا۔ پھر وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! اگر تو ہمیں جنت دکھانے اور اپنا ثواب دکھانے اور تو نے جو نعمتیں اپنے دوستوں کے لیے تیار کی ہیں، دکھانے سے پہلے دوزخ میں داخل کر دیتا تو ہمارے لئے بہت آسان ہوتا......اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں نے تمہارے ساتھ یہی ارادہ کیا تھا۔تم جب تنہائی میں ہوتے تھے تو میرے سامنے بڑے بڑے گناہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو انتہائی تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ ملتے تھے۔ جو تمہارے دلوں میں میرے لیے خیال ہوتا تھا،تم لوگوں کو اس کے خلاف دکھاتے تھے۔تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں ڈرتے تھے۔تم لوگوں کو بڑا سمجھتے تھے، مجھے بڑا نہیں سمجھتے تھے۔تم نے لوگوں کی خاطر (بُرے کام) ترک کئے اور میری خاطر نہیں کیے۔ آج میں تمہیں ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ دردناک عذاب چکھاؤں گا۔{مجمع الزوائد ج 10 ص 220 دار الکتاب العربی بیروت}

تیسرا سوال:

کیا اللہ تعالیٰ اُن کے حال سے بے خبر ہو گا اس لیے غلط فہمی کے باعث انہیں جنت کی طرف بھیج دیا جائے گا اور بعد میں معلوم ہونے پر انہیں واپس بلایا جائیگا؟ (معاذ اللہ)

فیصلہ کن حدیث پاک:

اب آخر میں بخاری شریف کی حدیث پاک پیش کی جاتی ہے جس سے شکوک و شبہات کے تمام بادل چھٹ جائیں گے۔حدیث پاک ملاحظہ فرمایئے:

184- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَنَا نَائِمٌ فَاِذَا زُمْرَۃٌ حَتّٰی اِذَا عَرَفْتُھُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِھِمْ فَقَالَ ھَلُمَّ فَقُلْتَ اَیْنَ فَقَالَ اِلَی

النَّارِ وَ اللّٰہِ قُلْتُ وَ مَا شَاْنُھُمْ قَالَ اِنَّھُمْ ارْ تَدُّ وْابَعْدَکَ عَلٰی اَدْبَارِھِمِ الْقَھْقَرٰی......اس دوران کہ میں خواب میں تھا، اچانک ایک جماعت گزری حتیٰ کہ میں نے ان کو پہچان لیا تو ایک شخص نے میرے اور ان کے درمیان نکل کر کہا: آ ؤ۔ میں نے کہا: کہاں؟ تو اس شخص نے عرض کیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اُلٹے پاؤں پھر کر مرتد ہو گئے۔

{بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 975/02}

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہوں کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے اور وقت کی مسافتیں سمیٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قیامت کے دن رونما ہونے والے واقعہ کا مشاہدہ کرا دیا۔

آپ بتایئے، بے خبری اور غلط فہمی کہاں رہی۔

الحمد اللہ! دلائل و براہین کی روشنی میں خوب واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بروز قیامت لوگوں کے احوال و مقامات سے بخوبی آگاہ ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کچھ لوگوں کو اصحابی اصحابی کہنا بے خبری اور غلط فہمی کے باعث نہیں ہوگا بلکہ انہیں زیادہ حسرت و یاس اور شرمندگی میں مبتلا کرنے کے لئے ہوگا۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام بے شمار حکمتوں کا جامع ہوتا ہے۔ یہ حکمتیں سمجھنے کے لئے وسیع علم کے علاوہ خوش اعتقادی اور صدق وخلوص کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ان حکمتوں تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہو، اسے تنقید و اعتراض کے ذریعے اپنے ایمان و آخرت کا نقصان کرنے کی بجائے علماءِ راسخین اور اولیاءِ کاملین کے دامن سے وابستگی اختیار کرنی چاہیے تاکہ ایمان وعمل کا گلشن سر سبز وشاداب رہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے نیک بندوں کے دامن کرم سے ہردم وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

1

- 2 -

کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا علم نہ تھا؟

05ھ میں غزوہ نبی مُصطَلق سے واپسی کے وقت قافلہ نے مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ضرورت کیلئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار گم ہو گیا۔ آپ اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ ادھر قافلہ کوچ کرنے لگا۔ آپ کا محمل اُونٹ پر کس دیا گیا۔ چونکہ آپ بھاری بدن کی نہ تھی اس لئے آپ کی غیر موجودگی کا احساس نہ ہوا اور قافلہ چل دیا۔ ادھر آپ آ کر قافلہ کی جگہ بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور یہاں واپس آئے گا۔ اسی دوران حضرت صفوان رضی اللہ عنہ جو قافلہ کے پیچھے گری پڑی چیزیں اٹھانے کے کام پر تھے، آ پہنچے۔ انہوں نے آتے ہی بلند آواز میں ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ'' پکارا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے پردہ کر لیا۔ انہوں نے آپ کو اپنے اُونٹ پر سوار کر لیا اور خود مہار پکڑے لشکر میں پہنچ گئے، منافقین نے فاسد اوہام پھیلائے اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ پر تہمت لگا کر بدزبانی کرتے رہے۔ اپنی سادہ لوحی کے باعث چند مسلمان بھی ان کے بہکاوے اور فریب میں آ گئے اور ان کی زبان سے بھی نازیبا کلمہ ادا ہو گیا۔

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا بیمار پڑ گئیں جس کے باعث انہیں اپنے بارے میں اڑنے والی افواہوں کا علم نہ ہو سکا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قانون وانصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے خوب تحقیق وتفتیش کی تاکہ لوگوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی اور برأت خوب واضح ہو جائے۔ بعد ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں سورۃ نُور کی آیات نازل ہوئیں اور بدخواہوں کا منہ بند ہو گیا۔

یہ ہے اس واقعہ کی تفصیل جس پر کہا گیا کہ ایک ماہ تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حقیقت حال کی کوئی خبر نہ تھی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم ہوتا تو آپ پریشان کیوں ہوتے اور تحقیق و تفتیش کیوں کرتے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پاک کے بارے میں اتنے اعتراض پر بھی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ کہنے والوں نے بہت سی نازیبا و نامناسب باتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں کہہ ڈالیں۔

خدا کی قسم! میرا دکھ اُس وقت بہت بڑھ گیا جب میں نے اہلحدیث عالم وحید الزمان کی تیسیر الباری شرح بخاری میں ان کی طرف سے یہ تشریح دیکھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مہینے تک تردد میں رہے۔ بلکہ نہ جانے کس حوصلے کے ساتھ یہ بھی لکھ ڈالا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل میں بھی وہم آ گیا۔ {تیسیر الباری شرح بخاری ج 5 پارہ 16 ص 379 مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ}

یہ بظاہر چند الفاظ ہیں ایک مکمل فکر کے غماز اور ایک رویّے کے عکاس۔

لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے خبر ثابت کرنے کے لئے یہاں تک بھی جا سکتے ہیں۔ الامان والحفیظ! حیرت کی بات ہے کہ ایک عام مومن کو تو دوسرے مومن کے لئے نیک گمان کا حکم ہے مگر موصوف نے بدگمانی کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف کر دی اور بدگمانی بھی سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں۔ یعنی جو گمان ایک عام مسلمان کے لئے بھی شرعاً جائز نہیں وہ گمان، بغیر ثبوت لگائے گئے الزامات کے بارے میں اللہ کے معصوم نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے مان لیا۔ نہ روح کانپی اور نہ دل پسیجا۔

مجھے اپنی تحریر اور لہجے کی سنجیدگی و شائستگی کو برقرار رکھنا ہے، اس لئے مزید گفتگو کی بجائے ان کلمات کے ساتھ آگے بڑھتا ہوں کہ آؤ مل کر دعا کریں، اے الٰہ العالمین! اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اپنے نیک بندوں کا ادب و احترام ہمارے دلوں میں خوب راسخ فرما دے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمانا، آمین۔

آیئے جائزہ لیتے ہیں، کیا واقعی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے بارے میں بے خبر و متذبذب تھے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی پاک دامنی کا پورا پورا یقین تھا؟

1- بخاری کی حدیثِ پاک سے علم ویقین کا روشن بیان:

1

جھوٹی تہمت کے بارے میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا علم ویقین:

185- جب حضور ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے تحقیق کی تو انہوں نے عرض کیا: اَھْلُکَ وَ لَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا ...... یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کی اہلیہ اور ہم تو اسے نیک ہی جانتے ہیں۔

{بخاری کتاب الشھادات باب تعدیل النساء ج 01 ص 363،

کتاب المغازی باب حدیث الافک 2 0/ 3 9 5}

بریرہ کنیز رضی اللہ عنہا کا علم ویقین:

حضور ﷺ نے بریرہ کنیز کو بلایا اور فرمایا: اے بریرہ! کیا تو نے عائشہ میں کوئی شک والی بات دیکھی ہے؟ تو انہوں نے کہا: وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَارَأَیْتُ عَلَیْھَا اَمْرًا قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے تو ایسی کوئی بات اِنکے اندر عیب والی نہیں دیکھی۔ {بخاری کتاب الشھادات باب تعدیل النسآء 363/1}

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا علم ویقین:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا: امی جان! لوگ کیسی باتیں کرتے ہیں؟ قَالَتْ یَا بُنَیَّۃُ ھَوِّنِیْ عَلَیْکِ فَوَاللّٰہِ لَقَلَّمَا کَانَتِ امْرَأَۃٌ قَطُّ وَضِیْعَۃٌ عِنْدَ رَجُلٍ یُحِبُّھَا لَھَا ضَرَائِرُ اِلَّا کَثَّرْنَ عَلَیْھَا ...... انہوں نے کہا: اے بیٹی! ایسی باتوں کا خیال نہ کرو۔ اللہ کی قسم! اکثر ایسا ہوتا ہی ہے کہ کسی خوبصورت عورت کی سوکنیں ہوں اور اس کا خاوند اس کے ساتھ محبت بھی رکھتا ہو تو سوکنیں عموماً ایسا فریب کر گزرتی ہیں۔

{بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک 02/593}

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا علم ویقین:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ میرے معاملے میں

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی پوچھا کرتے تھے کہ اے زینب (رضی اللہ عنہا)! تم اسے کیسا جانتی ہو؟ وہ عرض گزار ہوئیں ......یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَحْمِیْ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ مَا عَلِمْتُ اِلاَّ خَیْرًا ...... یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو بچاتی ہوں، میری نظر میں تو ان کے اندر بھلائی ہی بھلائی ہے (بھلائی کے سوا کچھ نہیں)۔

{بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک 02/593}

بات تو اس قدر تفصیل سے واضح ہو جاتی ہے مگر اطمینان مزید کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم و یقین کا دوٹوک اور واضح بیان بھی پیش خدمت ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم و یقین:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ......فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مِنْ یَوْمِہٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ وَّھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ یَّعْذِرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِیْ عَنْہُ اَذَاہُ فِیْ اَھْلِیْ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلاَّ خَیْرًا ......پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دن کھڑے ہو گئے اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر عبداللہ بن ابی کی شکایت فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانو! کون ہے جو اس شخص سے میرا بدلہ لے جس نے میری زوجہ کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی ہے؟ خدا کی قسم! میں اپنی بیوی میں نیکی و پاکیزگی ہی جانتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزید یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کا ذکر کرتے ہیں، میں اس کے اندر بھی نیکی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا۔

{بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء 1/363، کتاب المغازی باب حدیث الافک 2/593، کتاب التفسیر باب قولہٖ ولولا اذسمعتموہ، کتاب الاعتصام باب قول اللّٰہ تعالیٰ وامرھم شوریٰ بینھم۔ مسلم کتاب التوبہ باب فی حدیث الافک 2/364}

آپ نے دیگر بیانات کے ساتھ ساتھ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قطعی بیان بھی ملاحظہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم ویقین کو قسم کے ساتھ مؤکد فرما کر شک کے تمام راستے بند کر دیئے۔ اب اس کے باوجود کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبر بتائے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تہمت کی بابت وہم وبدگمانی کی نسبت کرے تو یہی کہا جائے گا کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کا بھی اعتبار نہیں اور پھر ایسا شخص اپنے اس رویے کے باعث اس گفتگو میں ہمارا مخاطب ہی نہ رہا کہ احادیث تو ہیں ماننے والوں کے لئے اور جو نہ ماننے کی ٹھان لے، اس کے لئے دُعا کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے؟

(2) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبداللہ بن ابی کی شکایت کرنا، یہ فرمانا کہ اس نے میری بیوی کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور مسلمانوں کو اس سے بدلہ لینے کے لئے آمادہ کرنا، ان تینوں باتوں سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے تھے کہ منافق ابن ابی نے جھوٹی تہمت مشہور کی ہے اور حضرت عائشہ اس الزام سے مکمل طور پر بری ہیں ورنہ بذریعہ قرآن اس کا جھوٹ کھلنے سے پہلے بے خبری کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کیوں فرماتے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشانی اور تکلیف کا سبب بے خبری نہ تھی بلکہ وہ اذیت تھی جو منافق عبداللہ بن ابی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیک، پاک دامن و پرہیزگار زوجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جھوٹی خبر مشہور کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی تھی۔

اس ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحقیق کرنا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قربت و اختلاط کم کر دینا یا انہیں توبہ کیلئے کہنا بھی بے خبری کی دلیل نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قانون و انصاف کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے وہ اقدامات فرمائے جو کسی الزام کے انکار یا ثبوت کیلئے لازم ہوتے ہیں تا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت و پاکدامنی ہر شخص کے لئے زیادہ معتبر ہو جائے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تمام اقدامات کئے بغیر فرما دیتے کہ میری زوجہ اس الزام سے بری ہیں تو افواہ سازوں کو یہ کہنے کا موقع ہاتھ آجاتا کہ قانون صرف دوسروں کے لئے ہے، اپنے گھر کی بات آئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی تحقیق و تفتیش نہیں کی۔ رہی

پریشانی کی بات، وہ تو تہمت کے جھوٹ ہونے کا علم ہونے کی صورت میں بھی ہوتی ہے۔اور پھر اس واقعہ میں تو زیادہ پریشانی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بعض مسلمان بھی منافقوں کے بہکاوے میں آ گئے تھے اور جب حضرت اسامہ، حضرت بریرہ اور حضرت زینب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاکدامنی کا علم و یقین تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے شک وشبہ اور وہم ہوسکتا تھا؟

2- مزید احادیث مبارکہ:

186-...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَابَغَتِ امْرَأَةُ نَبِيٍّ قَطُّ...... تفسیر ابن عباس ص 605 میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

{اس حدیث کو علامہ آلوسی نے روح المعانی زیر آیت نمبر 16 سورۃ النور 9/121، علامہ جلال الدین، سیوطی نے درمنثور 6/245 بیروت، امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر، علامہ قرطبی نے الجامع الاحکام القرآن جز 12 ص 199، حافظ ابنِ کثیر نے تفسیر ابنِ کثیر اور امام نووی نے شرح مسلم 2/368، روح البیان 6/125 دار الفکر میں نقل کیا ہے}

اس مرفوع حدیث کی روشنی میں کیسے ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر نبی کی زوجہ کی پاکدامنی کا تو علم ہو مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زوجہ کی عفت و پاکیزگی کے بارے میں بے خبر ہوں؟

187- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے تم خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئیں کہ ریشمی کپڑے کے اندر تمہیں ایک آدمی نے اُٹھایا ہوا تھا۔ پھر وہ کہتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں۔ میں نے اس کے اوپر سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو وہ تم تھیں۔ پس میں کہتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یہ ہو کر رہے گا۔

{بخاری کتاب التعبیر باب کشف المرأة فی المنام 02/1038}

188- حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں۔ {بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہ 01/532}

1 جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کسی انسان نے نہیں بلکہ خود خالق کائنات اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منتخب فرمایا ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عفت و پاکیزگی کے بارے میں کیسے بے خبر و متذبذب ہو سکتے تھے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے انتخاب کی پختگی پر اعتماد و اعتبار نہ تھا (معاذ اللہ) اور کیا اس بے اعتمادی و بے اعتباری کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کرنا بے ادبی و گستاخی نہیں؟

لوگوں کے تین گروہ:

قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس بہتان کے بارے میں سوچ اور رویّے کے اعتبار سے لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔

پہلا گروہ: ایک وہ لوگ تھے جنہوں نے اس بہتان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جیسے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور وہ لوگ جنہوں نے زبانی موافقت کی جیسے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت مسطح رضی اللہ عنہ اور حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش۔

قرآن پاک نے فرمایا:

☆ 15- ترجمہ: ''بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو، ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے'' {سورۃ النور:33}

دنیا کا عذاب:

☆ 16- ترجمہ: ''اور پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اَسّی (80) کوڑے لگاؤ اور اُنکی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں''

{سورۃ النور:4}

(توبہ نہ کرنے کی صورت میں) آخرت کا عذاب:

☆ 17- ترجمہ: ''اس دن اللہ انہیں ان کی سچی سزا پوری دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح حق ہے'' {سورۃ النور:25}

1

توبہ کرنے والوں کے لئے معافی کا مژدہ:

☆ 18- ترجمہ: ''مگر جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور سنور جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے'' {سورۃ النور:10}

عبداللہ بن ابی تادمِ مرگ منافقانہ روش پر قائم رہا اور بغیر توبہ کیے دنیا سے چلا گیا اس لئے دنیاوی عذاب کے علاوہ آخرت کا عذاب بھی اس کا مُقدر ہوا۔ اس کے برعکس دیگر حضرات نے سچی توبہ کر لی لہٰذا صرف دنیاوی سزا پائی اور بخشش کے مصداق ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وفادار و جاں نثار رہے۔

دوسرا گروہ: دوسرے وہ لوگ تھے جو بہتان سن کر خاموش ہو رہے یا تردد و تذبذب میں مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ رویّہ کو ناپسندیدہ قرار دیا اور تنبیہ فرمائی۔

☆ 26 تا 28 ترجمہ: ''کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے''

{سورۃ النور:12،14،16}

تیسرا گروہ: گویا اس الزام کو بہتان جانتے ہوئے اس کے جھوٹ ہونے کا برملا اظہار کرنا ہی روا اور پسندیدہ تھا۔ سو تیسرے وہ لوگ ہوئے جنھوں نے اس بہتان کی برملا تردید کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت و پاکدامنی کا صریح اعلان کیا۔ رحمتِ الٰہی کے حقدار ان لوگوں کے بیانات احادیث مبارکہ میں دیکھے جا سکتے ہیں جیسا کہ............

189- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں۔ امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم پاک کو

مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بُری عورت سے محفوظ نہ رکھتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تا کہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے، کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہلیہ کو محفوظ نہ فرمائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگار عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نعلین پاک اتارنے کا حکم دیا تو جو پروردگار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نعلین پاک کی اتنی سی آلودگی گوارا نہ فرمائے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہلیہ کی آلودگی کیسے منظور فرماتا۔

{روح البیان دار الفکر 06/125 بیروت، مدارک التنزیل ج 321 مصر}

قارئین محترم! آپ نے قرآن پاک کے حوالے سے تین گروہوں کا بیان ملاحظہ فرمایا ۔قابل غور امر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعلق کس جماعت کے ساتھ ہے؟ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں، کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تردد و تذبذب یا وہم میں مبتلا بتا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے عتاب اور تنبیہ کا مصداق قرار دینا درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ اسی سورۃ میں اللہ پاک نے فرمایا۔

☆ 29- لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّكُمۡ بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّكُم ......o {سورۃ النور:11}

"اسے اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے"

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے حقیقتاً بہتری پر مبنی اس واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رویے اور اقدامات کو بے خبری یا تردد و تذبذب اور وہم کا سبب قرار دینا کج فہمی اور کوتاہ نظری کے سوا کچھ نہیں۔

الحمد للہ! متعدد آیات مبارکہ اور احادیث مقدسہ کے ذریعے اس واقعہ کے متعلق شکوک وشبہات کے بارے میں تفصیلی وضاحت ہوگئی۔ رہا تسلیم و انکار کا معاملہ، تو وہ ہمارے اختیار میں نہیں......اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

1

- 3 -

کیا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے انجام و مقام کی خبر نہیں؟

قارئینِ کرام! معقولیت اور سنجیدگی کے اعتبار سے یہ سوال اس قابل ہی نہیں کہ سنجیدہ، سلیم الفطرت اور خوش عقیدہ افراد اس پر کان دھریں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نبی کو اپنے احوال اور اپنے اُخروی ٹھکانے سے بے خبر سمجھنا ایسا غیر معقول اور بھیانک نظریہ ہے جسے ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم کر لینا اسلام کی بنیاد متزلزل کر دینے کے مترادف ہے۔ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسروں کے انجام و مقام کی یقینی خبریں دے رہا ہو، اُسے اپنے انجام و مقام سے بے خبر بتانا حماقت و جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

یوں تو گذشتہ صفحات کے مندرجات کے بعد مزید گفتگو کی ضرورت نہیں رہتی مگر اس دور میں بنیادی اعتقادات اور مُسلّمات تک کو متنازعہ و مشکوک بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ امت مسلمہ کی اعتقادی و عملی وابستگی کمزور کرنے کیلئے طرح طرح کے اعتراضات تراشنا علمی تحقیق قرار دیا جا رہا ہے، اس لئے اس پر گفتگو کرنا ضروری و مناسب معلوم ہوا۔

دراصل قرآن پاک کی اس آیت سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

☆ 30- قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

{سورة احقاف:09}

''تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں اور میں (از خود) نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو وحی میری طرف کی جاتی ہے

اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا“

اس آیت کو مشقِ ستم کا نشانہ بناتے ہوئے کہا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے اور دوسروں کے انجام ومقام کی کوئی خبر نہیں (معاذ اللہ) جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

لفظ اَدْرِیْ کی تحقیق:

چونکہ اس شبہ کی بنیاد مَا اَدْرِیْ پر رکھی گئی ہے اس لئے دیگر دلائل سے پہلے اَدْرِیْ کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔

اَدْرِیْ کا لفظ درایت سے مشتق ہے اور درایت کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی اپنی شہرہ آفاق کتاب مفرادت راغب میں لکھتے ہیں۔

اَلدِّرَایَۃُ ... اَلْمَعْرِفَۃُ الْمُدْرِکَۃُ بِضَرْبٍ مِّنَ الْحِیَلِ وَالدِّرَایَۃُ لَا تُسْتَعْمَلُ فِی اللّٰہِ تَعَالٰی {المفردات ص 168 مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران}

”درایت خاص حیلوں سے جاننے کو کہتے ہیں اور درایت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال نہیں ہوتا“

شارح قاموس، علامہ زبیدی میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلدِّرَایَۃُ اَخَصُّ مِنَ الْعِلْمِ اَوْ عَلِمْتَہٗ بِضَرْبٍ مِّنَ الْحِیْلَۃِ وَلِذَا لَا یُطْلَقُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔

”درایت علم سے خاص ہے یا حیلہ وقیاس سے کسی چیز کو جاننا درایت کہلاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ پر اس کا طلاق نہیں کیا جاتا“ {تاج العروس ج 10 ص 126 مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر}

لفظ درایت کی تحقیق سے واضح ہو گیا کہ درایت اس علم کو کہتے ہیں جو اٹکل، اندازے اور قیاس کے ذریعے حاصل ہو۔ اس علم میں نقص، کجی اور خطا کا امکان ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ کے علم پر درایت کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

چونکہ انبیاء کرام علیہم السّلام علم کی بنیاد اٹکل اور اندازے کی بجائے وحی پر ہوتی ہے

اس لئے اس آیت میں مَا اَدْرِیْ کے ذریعے درایت کی نفی کی گئی ہے۔

1 **اس آیت کے سیاق وسباق سے بھی واضح ہے** کہ یہاں وحی کے ذریعے حاصل ہونے والے پختہ اور یقینی علم کی نفی نہیں بلکہ اندازے اور قیاس کی نفی ہے۔

اس سے پچھلی دو آیتیں (آیات نمبر: 07،08) ملاحظہ فرمایئے: ان آیات میں کفار کے اس الزام کا تذکرہ وتردید ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ اس سے اگلی آیت (آیت نمبر 10) میں قرآن کے اللہ کا کلام ہونے کے باوجود اس کا انکار کرنے والے کافروں کو ظالمین کا خطاب دیا گیا ہے۔

لٰہذا زیرِ گفتگو آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اے کافرو، میں جو مومنوں کے لئے آخرت کے بے شمار انعامات کی خوش خبری اور کافروں کے لیے دردناک عذاب کی وعید سناتا ہوں تو یہ سب کچھ میں اپنے اندازے اور قیاس سے نہیں بلکہ اس وحی کی بنیاد پر جانتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے اور میں اسی کے مطابق تمہیں ڈراتا ہوں۔

چونکہ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے سخن کافروں کی طرف ہے اس لئے آپ غور فرمائیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سامنے خود کو اپنے اور دوسروں کے انجام ومقام سے مطلقاً بے خبر بتائیں گے تو کافر آسانی کے ساتھ کہہ دیں گے کہ اگر یہ قرآن آپ کے دعوے کے مطابق رب کا کلام ہوتا تو وہ آپ کو آپ کے اور ہمارے انجام سے کیسے بے خبر رکھتا۔ جب آپ خود اپنے بارے میں بھی نہیں جانتے تو ہمیں کس بنیاد پر ڈراتے ہیں؟

زمانۂ نزول کی روشنی میں: یہ بھی واضح رہے کہ یہ سورۃ مکی زندگی کے آخری ایام میں ہجرتِ مدینہ سے کچھ ہی عرصہ پہلے نازل ہوئی۔ اس سے پہلے قرآن پاک کی متعدد سورتیں نازل ہوچکی تھیں جن میں ایمان والوں کے لئے اُخروی کامیابی کی خوش خبری اور کافروں کے لئے ناکامی کی وعید پر مبنی آیتیں موجود تھیں۔ ان آیات کی موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اور دوسروں کے انجام کے بارے میں کیسے بے خبر ہوسکتے ہیں۔

سورۃ احقاف سے پہلے نازل ہونے والی تمام سورتیں تو ایک طرف، صرف موجودہ قرآنی ترتیب کے اعتبار سے اس سے متصل چند مکی سورتوں کا ہی مطالعہ کر لیں تو یہ شبہ پریشان نہیں کرتا۔

1

یہاں اختصار کے باعث صرف ایک سورۃ سے چند آیات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

☆ 31 تا 36- سورۃ جاثیہ، آیات نمبر :07، 11، 15، 19، 21، 30

☆ 37 تا 42- سورۃ احقاف، آیات نمبر: 12 تا 15، 20، 35۔

مزید اطمینان کے لئے سورۃ حٰم السّجدۃ اور سورہ فاطر کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔ ان تمام آیات میں اہل ایمان کے لئے نیک جزا کی خوش خبریاں اور اہل کفر کے لئے سخت سزا کی وعیدیں بیان کی گئیں ہیں۔

جب سورۃ احقاف کی زیر گفتگو آیت سے پہلے ایمان والوں کے لئے اُخروی درجات وانعامات اور کافروں کے لئے شدید عذابات کھول کھول کر بیان کر دیئے گئے تھے تو دریافت طلب امر یہ ہے، کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مومن ہونا بھی معلوم نہ تھا؟ (معاذ اللہ)۔

کتنی ستم ظریفی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مومنوں اور کافروں کے درجات و مقامات سے آگاہ کرنے کے لئے قرآن نازل فرمائے اور یہاں تمام آیات واحادیث کو نظر انداز کر کے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو اپنے درجات و مقامات سے بے خبر بتایا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز سمیت تمام مسلمانوں کو ایسی سوچ اور ایسے رویّے سے محفوظ رکھے، آمین۔

1

مقامِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از کلامِ خدا عزّ وجلّ

ہر لمحہ درجات کی بلندی:

☆ (43) وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی o {الضحیٰ:04}

''اور بے شک تمہارے لئے پچھلی پہلی سے بہتر ہے (اور بے شک ہر آنے والی گھڑی تمہارے لئے پچھلی گھڑی سے بہتر ہے)''

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم...... خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

☆ (44)...... وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی o {سورۃ الضحیٰ:05}

''اور عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے''

مقامِ مصطفی بزبانِ مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

اب بخاری و مسلم کی چند احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تعین و تقرر اور پوری وضاحت کے ساتھ اپنے درجات و مقامات سے آگاہ فرمایا ہے۔ اپنے آقا و مولا، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم و آگہی کا ایمان افروز بیان پڑھیے اور جھوم جھوم جایئے۔

سب کے سردار، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

190- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ...... اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ...... قیامت کے دن سب سے لوگوں کا سردار ہوں۔

{بخاری کتاب الانبیاء ، کتاب التفسیر باب ولقدار سلنا نو حا الی قومہٖ 470/01۔ مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 111/1}

مقامِ محمود فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ہے:

1

191- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (بروز قیامت) لوگ گروہ بنا کر اپنے اپنے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ حضور! ہماری شفاعت فرمائیے۔ یہاں تک کہ شفاعت کی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک آ پہنچے گی۔ پس اس روز اللہ تعالیٰ شفاعت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

{بخاری کتاب التفسیر قولہ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا 02/686}

سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی سفارش کریں گے:

192- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا......اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ یَشْفَعُ فِی الْجَنَّۃِ وَاَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَآءِ تَبَعًا... ......میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت میں جانے کے لئے شفاعت (سفارش) کروں گا اور تمام انبیاء سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے۔ {مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 01/112}

193- حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (جب میں شفاعت کی درخواست کروں گا تو) کہا جائے گا......اِنْطَلِقْ فَمَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ اَدْنٰی اَدْنٰی مِنْ مِّثْقَالِ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَخْرِجْہُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ...... جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کمتر ایمان ہو، اس کو جہنم سے نکال لاؤ تو میں جاؤں گا تو نکال لاؤں گا۔ {مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشّفاعۃ 1/110}

سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی پل صراط سے گزریں گے:

194- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا......فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّجِیْزُ......سب سے پہلے (پُل صراط سے) میں گزروں گا۔

{بخاری کتاب الرقاق باب الصراط جسر جہنم 02/973}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات حوض کوثر پر ہوگی:

1

195- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصار کو بلایا اور انہیں ایک خیمے میں جمع کر کے فرمایا کہ صبر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جا کر ملو کیونکہ میں تمہیں حوض کوثر پر ملوں گا۔

{بخاری کتاب التوحید باب وجوہٌ یومئذ ناظرۃ 02/1108}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنے حوض کوثر کو دیکھنا:

196- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب میں جنت کی سیر کر رہا تھا تو ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں جانب کھوکھلے موتیوں کے گنبد بنے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا ...... هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاکَ رَبُّکَ . . . یہ وہی کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمایا ہے...... اس کی مٹی یا خوشبو (اس میں ایک راوی ہدبہ کو شک ہے) تیز مشک کی ہے۔

{بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 02/974}

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے:

197- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا...... اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ ...... قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ {مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 01/112}

198- ”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آ کر اسے کھلواؤں گا۔ جنت کا محافظ کہے گا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کون

ہیں؟ میں کہوں گا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ وہ کہے گا: یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں'' {مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 1/112}

1

یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت قریب ہوگا:

199- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ ھٰکَذَا وَ قَالَ بِاِصْبَعَیْہِ السَّبَابَۃِ وَ الْوُسْطٰی...... میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح نزدیک ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ذریعے یہ بات بتائی۔

{بخاری کتاب الادب باب فضل من یعول یتیما و 02/882۔ مسلم کتاب الذھدو الرقاق باب فض الاحسان انی الیتیم 02/411}

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے جنت کے مقام کو دیکھنا:

200- وصال سے پہلے ہر نبی (علیہ السلام) اپنا جنت کا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے:

{بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 02/638، کتاب الدعوات باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 02/939۔ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل عائشہ 02/286}

201- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک رات میرے پاس دو فرشتے آئے تو مجھے جگا کر ایسے شہر کی طرف لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا ہوا تھا...... قَالَا لِیْ ھٰذِہٖ جَنَّۃُ عَدْنٍ وَّ ھٰذَا مَنْزِلُکَ...... دونوں فرشتوں نے مجھ سے کہا: یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہے

{بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ برأۃ آیت نمبر 102۔674/2، کتاب التعبیر باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصّبح 1044/2}

اس تفصیل سے خوب روشن ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے انجام اور تمام درجات و مقاماتِ آخرت کا علم ومشاہدہ حاصل ہے۔اس قدر واضح بیان کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود اپنے حال سے بے خبر بتانے پر اصرار کیا جائے تو ایسی صورتِ حال میں دعا کے سوا خیر خواہی کا اور کیا طریقہ رہ جاتا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو راہ ہدایت پر چلائے اور ہمارے دلوں کو اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت و عقیدت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب واحترام کی لذت وحلاوت سے آشنا فرمائے، آمین۔

1

چند اصولی گزارشات

اس باب کے آخر میں قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے والوں کی خدمت میں چند اصولی گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔ان گزارشات کو مدنظر رکھا جائے تو شکوک وشبہات کی تسکین اور قرآن وسنت کے منشاء ومراد تک پہنچنا آسان رہے گا۔اُمید ہے قرآن وحدیث میں غور وفکر کی برکتیں حاصل کرنے کے خواہش مند ان گزارشات کو بہت مفید پائیں گے۔

1- سوال کرنا لاعلمی اور بے خبری کی دلیل نہیں ہوتا۔کیا فرشتوں سے پوچھنے کے باعث اللہ تعالیٰ کو بندوں کے اعمال سے غافل و بے خبر قرار دیا جاسکتا ہے؟

2- نبی علیہ السلام کے لیے ہر سوال کا جواب دینا اور ہر بات کی وضاحت کرنا ضروری نہیں ہوتا ۔کسی سوال یا صورت حال پر خاموشی کی کئی وجوہات اور حکمتیں ہوتی ہیں۔تمام وجوہات اور حکمتیں نظر انداز کر کے خاموشی کو فقط لاعلمی اور بے خبری پر محمول کرنا درست نہیں۔

3- اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے،غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے،غیب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں......ان مضامین پر مبنی آیات واحادیث میں علمِ غیب کی مرکزیت اللہ تعالیٰ کے پاس ہونے کا بیان ہے۔ان آیات واحادیث سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کا علم عطا نہیں کرتا۔

4- چونکہ قرآن پاک کا ایک حصہ دوسرے حصے کی توضیح وتفسیر کرتا ہے اور احادیثِ مبارکہ کو بھی توضیح وتفسیر کے لئے بنیادی حیثیت حاصل ہے اس لئے کسی مسئلہ میں نتیجہ پر پہنچنے کے

لئے درست طریقہ یہی ہے کہ زیرِ غور مسئلہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی آیات واحادیث کا وسیع اور گہرا مطالعہ کیا جائے۔ اگر ایک نوعیت کی آیات واحادیث کو تو سامنے رکھا جائے مگر دوسری نوعیت کی آیات واحادیث کو نظر انداز کر دیا جائے تو گمراہی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

مثلاً قرآن پاک کی متعدد آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے جیسا کہ اس کتاب کے پہلے باب میں کئی آیات درج کی گئی ہیں۔ اسی طرح احادیث مبارکہ سے بھی اس عطاء و بخشش کا بیان واضح اور روشن ہے جیسا کہ صرف بخاری و مسلم سے منتخب کر کے احادیث مبارکہ اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں۔

اس کے برعکس جن آیات واحادیث میں مخلوق سے اس علم کی نفی کا بیان ہے، ان کا مفہوم کرتے وقت عطاءِ علم والی آیات واحادیث کو نظر انداز کرتے ہوئے مطلقاً یہ سمجھنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس علم سے نہیں نوازتا۔ نفی والی آیات واحادیث کا ایسا مفہوم کرنے سے عطاءِ علم والی تمام آیات واحادیث کا انکار لازم آئے گا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات وفرامین میں کوئی باہمی مخالفت اور ٹکراؤ نہیں ہے اس لئے نفی والی آیات واحادیث کا مفہوم کرتے وقت عطاءِ علم والی آیات واحادیث کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں قسم کی آیات واحادیث میں مطابقت و موافقت تلاش کی جائے گی۔ اسی لیے نفی والی آیات واحادیث کا یہ معنی و مفہوم کیا جاتا ہے کہ اللہ کے بتائے بغیر (ازخود۔ ذاتی طور پر) کوئی غیب نہیں جانتا۔ رہا اُس کے بتانے سے تو یہ علم دوسری آیات واحادیث سے ثابت و واضح ہے۔ معتبر مفسرین قرآن و شارحینِ حدیث کی عبارات سے بھی یہی واضح ہے۔

5- بعض مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات سے اس علم کی نفی فرمائی۔ چونکہ اکثر مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نوعیت کے علم کا اظہار فرمایا ہے اس لئے نفی فرمانے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

تواضع اور انکساری پر محمول کیا جائے گا۔ جیسے قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء کرام علیہم السّلام پر فضیلت اور برتری حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطیب الانبیاء ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علیہم السّلام کی امامت فرمائی اور بروز قیامت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے سفارش کا اذن اور جنت کا داخلہ عطا ہوگا۔ ان تمام فضیلتوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

1

202- مجھے حضرت یونس علیہ السلام بن متی پر فضیلت نہ دو۔

{بخاری کتاب الانبیاء 01/485}

اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تواضع اور انکساری پر ہی محمول کیا جائے گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت یونس علیہ السلام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

6- ہوسکتا ہے ایک وقت میں کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہو مگر بعد ازاں اس کا علم دے دیا گیا ہو۔ ایک وقت کی لاعلمی کو ہمیشہ کے لئے لاعلمی و بے خبری پر دلیل بنانا درست نہیں۔ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کے حال کا علم نہ تھا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے دلوں میں چھپے ہوئے نفاق سے آگاہ کر دیا۔ ایسی بے شمار مثالیں قرآن واحادیث میں موجود ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کا علم تدریجاً (آہستہ آہستہ) حاصل ہوا ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غافل و بے خبر بتائے، اسے قرآنی آیات اور صحیح احادیث کی نصوص سے واضح کرنا ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تادم وصال اس شے کے بارے میں علم نہیں دیا گیا۔

7- قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے والوں کو یہ اصولی حقیقت ہمیشہ سامنے رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے محبوب بندوں اور ان محبوب بندوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی عظیم نشانیوں کی اہمیت وعظمت اور ان کی تعظیم وتوقیر اجاگر کرنا قرآن وحدیث کا بنیادی مضمون

اور منشاء و مراد ہے۔ اس لئے آیات و احادیث کا ایسا کوئی مفہوم و مطلب حقیقت پر مبنی قرار نہیں دیا جا سکتا جس سے صریحاً تو درکنار اشارتاً بھی اللہ تعالیٰ، اس کے محبوب بندوں اور ان محبوب بندوں کے ساتھ نسبت رکھنے والی نشانیوں کی عظمت و توقیر مجروح ہوتی ہو۔ ایسے مفہوم و مطلب کو اپنی عقل اور اپنے رویّے کا قصور سمجھنا چاہیے۔ سیدھی اور سچی راہ چلنے کا درست اور آسان طریقہ یہ ہے کہ تفہیم و مطالعہ اور غور و فکر کا یہ سفر...... مخلص، سنجیدہ، وسیع النظر، خوفِ الٰہی کے جذبہ اور ذمہ داری کے احساس جذبے سے سرشار، اللہ تعالیٰ کے شعائر یعنی اس کی عظمت کے نشانوں کا ادب و احترام سکھانے والے راسخ الاعتقاد علماءِ حق...... کی رہنمائی میں طے کیا جائے ورنہ اس اصولی ضابطے اور اس ضروری رابطے کی اہمیت نظر انداز کرنے والوں کو مادر پدر آزاد عقل کا سرکش گھوڑا گمراہی کے اندھے کنوئیں میں گرا دے یا آگ کے گہرے سمندر میں اتار دے تو کیا تعجب ہے۔

-8 ہدایت اللہ پاک کے اختیار میں ہے اس لئے نفس و شیطان کے شر سے بچنے کے لئے اس کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتے ہوئے اس سے ہدایت طلب کرتے رہنا چاہیے۔

اے الٰہ العالمین! تیری بلند بارگاہ میں تیرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و عظمت کا واسطہ دے کر التجا کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن و حدیث کا صحیح فہم عطا فرما، ہمارے دلوں کو اپنی اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و عقیدت اور ادب و احترام کے لئے مختص فرما لے۔

اے الٰہ العالمین! اسی پر ہمیں زندہ رکھ اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمانا، آمین۔

1

گیارہواں باب

بے ادب

بدنصیب

1

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پاک کی وسعت وعظمت کا انکار کرنے والے

مومن اور منافق جُدا جُدا:

☆ (1) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ . . . {آل عمران:179}

''اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا جس پر تم ہو جب تک کہ جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبر کہنے والے:

204- علامہ علاء الدین اپنی شہرہ آفاق تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ...... بقولِ سُدی رحمۃ اللہ علیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی، اس وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام پر پیش کی گئی اور میں نے جان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا ...... پس یہ خبر جب منافقوں کو پہنچی تو انہوں نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے، ان میں سے کوئی ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا حالانکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔

{خازن جز اول ص 455 مطبوعہ مصر۔ بیضاوی 1 / 192 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ اسباب النزول الواحدی ص 88 دار الکتب العلمیہ بیروت}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب پر طعن کرنے والے:

1

205- تفسیر معالم التنزیل جز اول 56۔455 میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت ......(مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ...... کے تحت فرماتے ہیں: پس جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی۔ پھر فرمایا: ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں۔ آج سے قیامت تک جو ہونے والا ہے، اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں۔ جو بھی تم مجھ سے پوچھو گے، میں تمہیں اس کے بارے میں بتاؤں گا۔(حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ کے اپنے نسب کے بارے میں سوال کرنے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے توبہ کے کلمات پر مبنی مکمل حدیث پاک اس کتاب میں بیان کی جا چکی ہے)

منافق ہی مذاق اڑاتے ہیں اور منافق ہی اعتراض کرتے ہیں:

☆ (2) وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ط قُلْ أَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ o {سورۃ توبہ:65}

''اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہنستے ہو؟''

سورۃ توبہ کی یہ آیت کب اور کیسے نازل ہوئی؟

206- گذشتہ صفحات میں مسلم کتاب الفتن کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم روم میں جہاد کرو گے اور اللہ تمہیں فتح عطا فرمائے گا جب یہ خبر عام ہوئی تو غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافق جو ایک ساتھ تھے، ان میں دو افراد اس خبر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے مذاقاً کہنے لگے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آ جائیں گے یہ کیسا انہونا اور عجیب خیال ہے (اس لئے کہ ان دنوں روم کی سلطنت بہت طاقتور تھی اور ایسا ہونا

قیاساً متوقع نہ تھا)۔ان میں سے تیسرے شخص نے کوئی بات نہیں کی تاہم وہ اپنے دوساتھیوں کی بات سن کر ہنستا رہا۔(حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی اس گفتگو سے باخبر ہوگئے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان تینوں کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے(جب ان افراد نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو ہماری آپس کی گفتگو جانتے ہیں اور انکار نہیں کیا جاسکتا) تو کہنے لگے کہ ہم تو یونہی راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کررہے تھے۔اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی{تفسیر خازن 3/117۔معالم التنزیل 3/117۔بیضاوی 1/411 بیروت}

(2) 205-ابن ابی شیبہ۔ابن جریر۔ابن المنذر۔ابن ابی حاتم ، راس المُفسّرین حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد خاص امام مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اُونٹنی گم ہوگئی۔اس کی تلاش تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، اونٹی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔......قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ یُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ اَنَّ نَاقَةَ فُلَانٍ بِوَادِیْ کَذَا وَ مَا یُدْرِیْهِ بِالْغَیْبِ......اس پر ایک منافق بولا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیب کیا جانیں؟اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

{تفسیر ابن جریر۔تفسیر دُرِّ منثور 03/254 بیروت}

208-ابن جریر نے قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ کچھ منافقین نے غزوہ تبوک میں کہا: یہ شخص (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اُمید لگائے ہوئے کہ شام کے محلات اور قلعے فتح کرلے گا ایسا ہونا بہت بعید ہے۔اللہ نے ان کے اس قول سے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آگاہ کردیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان منافقوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم نے ایسا ایسا کہا تھا۔وہ کہنے لگے ......اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ......اس پر اس آیت کا نزول ہوا۔{تفسیر مظہری 04/620}

اس رویّے کا انجام کیا ہوا؟

☆ (3) اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْکُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً

بِاَنَّھُمۡ کَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ۝ {سورۃ توبہ:66}

''بہانے نہ بناؤتم کافر ہو چکے اپنے آپ کو مومن کہنے کے بعد اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے''

اس آیت میں ان تینوں منافقوں میں سے ایک شخص یحییٰ بن حمیر یا مخشی بن حمیر اشجعی کی معافی کا ذکر ہے۔ مخشی منافقوں کے ساتھ ہنسنے میں تو شریک تھا لیکن اس نے خود کوئی کلمہ گستاخی کا اپنی زبان سے نہیں نکالا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے نفاق سے توبہ کی اور بعد میں یہ جنگِ یمامہ میں مسلمانوں کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

باقی دونوں افراد نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے گستاخانہ کلمات ادا کئے تھے۔ اس آیت میں ہے کہ ان کو ضرور عذاب ہو کر رہے گا {خازن 3/118۔ معالم التنزیل 3/118}

مذکورہ آیات کے نازل ہونے کا سبب ان میں سے کوئی ایک واقعہ ہو یا تمام واقعات، یہ بات بالصّراحت معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام وفرامین کی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شخصی اوصاف وکمالات کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی عبادت وریاضت حتّٰی کہ اسلام کا دعویٰ بھی قبول نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے غلاموں کو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے کے تمام اعمالِ خیر ضائع ہو جاتے ہیں جیسا کہ سورۃ الحجرات کی دوسری آیت میں صراحتاً مذکورہ ہے۔۔۔۔ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ......ترجمہ: ایسا نہ ہو تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو ......لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں خوب خوب احتیاط رکھے اور کبھی ایسا رویہ اختیار نہ کرے جس سے صریحاً تو درکنار کنایتاً بھی اہانت وگستاخی کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے، ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے غلاموں میں شامل رکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعقیدت اور ادب واحترام پر ہمارا خاتمہ فرمائے، آمین۔

1

بارھواں باب

باادب......خوش نصیب

{صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ}

1

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

209- حضرت ابوسلمہ عبدالرحمن بیان کرتے ہیں:

اَنَّ عَآئِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَتْ قَالَ رُسُوْلَ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یَا عَائِشُ ھٰذَا جِبْرَئِیْلُ یُقْرِئُکِ السَّلَامَ قُلْتُ وَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ قَالَتْ وَ ھُوَیَرٰی مَالَا نَرٰی۔ {بخاری کتاب الادب باب من دعا صاحبہ 2/915}

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ جبرائیل ہیں جو تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا: ان پر سلام اور اللہ کی رحمت۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مزید بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے''

210- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ہاں قیام فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ دیر تو میری نیند کے خیال سے ٹھہرے رہے۔ پھر آہستہ سے باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے پیچھے ہو لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بقیع کے قبرستان پہنچے اور وہاں دیر تک کھڑے رہے۔ پھر تین دفعہ ہاتھ اُٹھائے اور واپس لوٹنے لگے۔ میں بھی واپس چل پڑی اور تیز تیز چلتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہنچنے سے پہلے گھر پہنچ کر لیٹ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گھر میں داخل ہوتے ہی فرمایا: اے عائشہ! کیا ہوا، تمہارا سانس کیوں چڑھ رہا ہے؟ میں نے کہا: کوئی خاص بات نہیں۔ قَالَتْ مَھْمَا یَکْتُمُ النَّاسُ یُعْلِمُہُ اللّٰہُ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سوچا کہ جب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کچھ چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتلا دیتا ہے {مسلم کتاب الجنائز فصل فی التسلیم علی اھل القبور 1/313}

211- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تندرستی کی حالت میں فرماتے تھے کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سرِ انور میرے زانو پر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نگاہیں چھت کی طرف اٹھائیں۔ پھر فرمایا: اے اللہ! رفیق اعلیٰ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سوچا: اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں اختیار نہیں کریں گے۔ مزید فرماتی ہیں کہ مجھے وہ حدیث یاد آئی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زمانہ صحت میں فرمائی تھی اور وہ درست ہو رہی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آخری کلام یہی ہے: اے اللہ! رفیق اعلیٰ۔

{بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاتہٖ 2/638، کتاب الدعوات باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم 2/939۔ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل عائشہ 2/286}

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیانات کہ...... حضور وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے ...... جب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کچھ چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بتا دیتا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصال سے پہلے جنت کا اپنا مقام دیکھ لینے والی بات درست ہو رہی ہے...... ان سے آپ کا یہ عقیدہ سامنے آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے آخرت کے مقام سے باخبر وآگاہ ہیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پردۂ غیب میں موجود جنت کو بھی دیکھا ہے۔

حضرت اُم المؤمنین اُمِّ سَلمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ:

212- حضرت بی بی سلمہ زوجہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: میں حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا: آپ کو کیا چیز رُلاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کا یہ حال کیسا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں ابھی قتل حسین کے موقع پر موجود تھا۔ {مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت۔ ترمذی باب مناقب حسن وحسین}

213- مسند احمد میں مزید یہ بھی ہے کہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے بلند آواز سے فرمایا:

عراقیوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، خدا انہیں قتل کرے۔ انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ سے دغا کی، خدا ان پر لعنت کرے۔ {مسند احمد ج06 ص} 1

تبصرہ:

(1) حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا خواب کے درمیان حضور ﷺ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر بیداری میں بے اختیار رونا یہ واضح کرتا ہے کہ وہ بھی حضور ﷺ کے علمِ غیب کا عقیدہ رکھتی تھیں۔

(2) حضور ﷺ کا کسی کو خواب میں زیارت و کلام سے مشرف فرمانا حقیقت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے کہ شیطان حضور ﷺ کی مثل صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

(3) حضور ﷺ اپنے وصال کے بعد بھی لوگوں کے اعمال و افعال اور حالات و واقعات ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے اُمتیوں کو یہ بات ہر لحظہ پیش نظر رکھنی چاہیے کہ حضور ہمارے پسندیدہ اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور ناپسندیدہ اعمال سے رنجیدہ ہوتے ہیں۔
214- بزّار کی حدیثِ عرضِ اعمال کے نام سے معروف حدیثِ پاک سے بھی اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں حضور ﷺ کو رنجیدہ کرنے والے اعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(4) حضور ﷺ جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ طویل فاصلے ہمارے لئے رکاوٹ ہیں، حضور ﷺ کی لطافت کے سامنے ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

(5) حضور ﷺ جہاں بھی تشریف لے جائیں، روضہ اطہر آپ ﷺ کے وجودِ مسعود سے خالی نہیں ہوتا اس لئے کہ زائرینِ روضہ اطہر ہر وقت آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے رہتے ہیں اور آپ ﷺ محبت سے لبریز سلاموں کا جواب دیتے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

اس کتاب میں بخاری و مسلم کے حوالے سے بیان کردہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے کوہِ اُحد پر حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہداء ارشاد فرمایا تھا

دوسری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مقفّل دروازے کے زبردستی توڑے جانے کے فتنے کی خبر دے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث پاک بیان کر چکے تو ان سے پوچھا گیا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ اس دروازے سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دروازہ سے مراد خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (مسلم کتاب الایمان باب رفع الامانۃ والایمان 1 / 82 کی حدیث پاک میں ہے کہ اس سے مراد ایک شخص ہے جسے قتل کیا جائے گا) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ سوال بھی کیا گیا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ اس دروازے سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، وہ اس کو ایسا یقینی اور قطعی طور پر جانتے ہیں جیسے میں دن کے بعد رات آنے کو جانتا ہوں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب اور غیبی خبروں کی سچائی کا کیسا پختہ عقیدہ رکھتے تھے۔ اللہ پاک ہمیں بھی ایسی محبت اور ایسے یقین میں سے حصہ عطا فرمائے، آمین۔

علاوہ ازیں مَا فِی غَدٍ کے باب میں یہودیوں کو جلاوطن کرنے سے متعلق بیان کردہ حدیث پاک سے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مثبت اعتقاد واضح ہو جاتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

215- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! اُمید ہے اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائے گا۔ اگر لوگ تم سے اس قمیص کا اُتار چاہیں تو تم ان کی وجہ سے اُسے نہ اتارنا۔ {ترمذی مناقب عثمان ابن عفّان ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ باب مناقب عثمان ص 562}

216- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک دن ایک باغ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی باغ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جنت کی خوشخبری پائی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اجازت دیتے ہوئے ان کیلئے فرمایا: وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُهٗ اَوْ تَكُوْنُ...... انہیں جنت کی بشارت دو اس مصیبت کے ساتھ جو انہیں پہنچے گی۔

{بخاری کتاب الادب باب من نکت العود 918/02، کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 522/01، کتاب الفتن باب الفتنۃ الّتی تموج کموج البحر 02/ 1051}

217- حضرت مُرّہ ابن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں بہت قریب بتایا تو ایک چادر پوش گزرا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کیا اور کہا: کیا یہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

{ترمذی مناقب عثمان ابن عفّان۔ مشکوٰۃ ص 42، 562۔ ابن ماجہ ......امام ترمذی نے اس حدیث پاک کو حسن صحیح فرمایا ہے}

قربان جائیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عقیدے پر:

218- ابوسہلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے دار (یعنی فتنے کے دن) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے، میں اس پر صابر ہوں۔

{مشکوٰۃ مناقب عثمان ص 562 بحوالہ ترمذی مناقب عثمان ابن عفّان}

219- ابوسہلہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے آہستہ سے کچھ فرمانے لگے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدلنے لگا۔

پھر جب دار (فتنہ) والا دن آیا تو ہم نے کہا کہ کیا ہم جنگ نہ کریں؟ فرمایا: نہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک عہد لیا ہے۔ میں اپنے آپ کو اس عہد پر قائم رکھے ہوئے ہوں۔ {مشکوٰۃ مناقب عثمان ص 562 بحوالہ بیہقی دلائل النّبوّۃ}

220- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور مصیبت کی غیبی خبر سن کر یہ نہ کہا کہ آپ غیب کی بات کیا جانیں؟ آپ کو کیا معلوم کہ کل کیا ہوگا؟ بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی علم غیب پر اپنے محکم یقین کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا...... اَللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ...... اللہ مددگار ہے۔

{بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 01/522، کتاب الادب باب نکت العود 02/918}

1

221- جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، آپ روزہ سے تھے۔ شہادت سے قبل جمعہ کے دن آپ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ان سے فرماتے ہیں: عثمان! جلدی کرو، ہم تمہارے افطار کے انتظار میں ہیں۔ بیدار ہوئے تو حاضرین سے خواب کا تذکرہ کیا۔

اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ میری شہادت کا وقت آ گیا، باغی مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ وہ کہنے لگیں: امیر المومنین! ایسا نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا...... میں یہ خواب دیکھ چکا ہوں۔ {طبقات ابن سعد 03/53۔ مستدرک حاکم۔ مسند احمد}

222- اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عثمان! آج جمعہ میرے ساتھ ادا کرنا۔ پھر وہ پائجامہ منگا کر پہنا جو اس سے قبل کبھی نہ پہنا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی شہادت کا ایسا یقین کیوں تھا؟

یوں تو ان احادیث مبارکہ کے مطالعہ کے بعد یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی شہادت کا ایسا یقین کیوں تھا؟ تاہم درج ذیل حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

223- حضرت ثمامہ بن حزن قشیری فرماتے ہیں: میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ گھر کے اوپر سے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرما رہے تھے: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثبیر مکہ پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور میں بھی تھا۔ پہاڑ متحرک ہوا یہاں تک کہ اس کے پتھر نیچے گرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پائے اقدس کی ٹھوکر مار کر فرمایا: ثبیر! ٹھہر جا کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ معاصرین نے کہا: ہاں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! ان لوگوں نے میرے حق میں گواہی دے دی۔ رب کعبہ کی قسم! میں شہید ہوں۔ تین مرتبہ فرمایا {ترمذی ابواب المناقب مناقب عثمان ابن عفان}

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

1

224- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ذو الخویصرہ نامی ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض کرنے لگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی کہ اس شخص کی گردن اُڑا دیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جانے دو، اس کے اور بھی ساتھی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گستاخ گروہ کی علامات ارشاد فرماتے ہوئے ان میں سے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائیں گے تو ان لوگوں کا خروج ہوگا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ حدیث خود میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے اور میں بھی لشکر میں شامل تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ جب اسے لایا گیا تو اس کے اندر وہ تمام نشانیاں دیکھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔

{بخاری کتاب المناقب باب علاماتِ نبوت 01 / 509}

225- حضرت عبداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے قتال کر چکے تو فرمایا: اس آدمی کی تلاش کرو۔ اسے ڈھونڈا گیا مگر وہ نہیں ملا۔ فرمایا: اس کو پھر جا کر تلاش کرو، بخدا نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے۔ یہ بات انہوں نے دو یا تین بار کہی۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اس کو ایک کھنڈر میں ڈھونڈ لیا اور اس کی لاش لا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دی۔ {مسلم کتاب الزکاۃ 01 باب اعطاء المؤلفۃ 01 / 343}

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے گواہی دینے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس آدمی کو تلاش کروانے سے معلوم ہوا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کے اِثبات کا پختہ عقیدہ رکھتے تھے۔

حضرت اسماء اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) کا عقیدہ:

1

226- جب ظالم حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو ان کی والدہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ ثقیف قبیلے میں ایک جھوٹا ہے اور ایک ہلاک کرنے والا۔ جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا لیکن ہلاک کرنے والا تو میں تجھے ہی خیال کرتی ہوں۔

{مسلم کتاب فضائل صحابہ باب ذکر کذاب ثقیف و مبیرھا 02/312}

227- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے، جھوٹا تو مختار بن عبیدہ ہے اور ہلاک کرنے والا حجاج بن یوسف ہے۔

{مشکوٰۃ مناقب قریش و ذکر القبائل ص 551 بحوالہ ترمذی ماجآء فی ثقیفٍ}

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

پچھلے صفحات میں بخاری کتاب الرقاق سے ایک حدیث پاک بیان کی گئی ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث پاک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ ......فَتَبَسَّمَ حِیۡنَ رَاٰنِیۡ وَعَرَفَ مَافِیۡ نَفۡسِیۡ......(تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور جان لیا جو کچھ میرے دل میں تھا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ واضح کرنے کے لئے کافی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل کا حال بھی جانتے ہیں۔

یہاں ایک اور واقعہ درج کیا جاتا ہے جسے مشکوٰۃ میں ابو داؤد شریف کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔

228- حضرت صالح بن درہم تابعی روایت کرتے ہیں: ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ایک شخص ملا۔ پس اس نے کہا: کیا تمہارے قریب کوئی بستی ہے جسے ابلّہ کہا جاتا ہے؟ ہم بولے: ہاں۔ اس نے کہا: تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لئے

دو چار رکعتیں پڑھے اور کہہ دے کہ یہ نماز ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے (اس نماز کا ثواب حضرت ابوہریرہ کے لئے ہے)؟ میں نے اپنے محبوب، ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے ایسے شہیدوں کا اُٹھائے گا کہ ان کے سوا شہداء بدر کے ساتھ کوئی کھڑا نہ ہوگا اور فرمایا کہ یہ مسجد نہر کے قریب ہے۔

{ابوداؤد کتاب الفتن باب ذکر البصرہ 02/243۔ مشکوٰۃ باب الملاحم}

معلوم ہوا کہ:

(1) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علم غیب عطا فرمایا کہ آپ کو ہزاروں سال بعد ہونے والے واقعات کا علم ہے بلکہ ان واقعات کا محلِ وقوع بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہے۔

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آخر زمانہ میں ہونے والے جہاد کے متعلق دی ہوئی غیبی خبر کے بارے میں یقین رکھتے تھے کہ ایسا ضرور ہوگا۔ اس سے ان کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ غیب کے متعلق پختہ عقیدہ واضح ہوتا ہے۔

(3) اگرچہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں مگر جہاں اللہ کے مقبول بندے، اولیاء کاملین موجود ہوں وہاں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان حاجیوں سے مسجد عشار میں اسی لئے نماز پڑھنے کے لئے کہا تھا کہ وہ زمانہ آخر کے مجاہدین کے یہاں جمع ہونے کے باعث اس مسجد کو زیادہ متبرک خیال کرتے تھے۔

(4) کوئی نیکی کرکے اس کا ثواب دوسروں کو بخش دینا نہ صرف جائز بلکہ پسندیدہ ہے۔

(5) کم تر اپنے سے برتر درجے والے کو ایصالِ ثواب کرسکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کی مزید وضاحت کے لئے یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

229- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ جزیہ کا ایک دینار بلکہ ایک درہم بھی تمہیں نہیں ملے گا؟ لوگوں نے پوچھا کہ آئندہ کی بات آپ کو کس طرح معلوم ہوگئی؟ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ابوہریرہ کی جان ہے، مجھے صادق ومصدق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کی وجہ کیا ہوگی؟ فرمایا: اس

وقت تم اللہ کا ذِمہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذمہ توڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں کو مضبوط کردے گا لہٰذا وہ اپنے مال میں سے تمہیں کچھ نہیں دیں گے۔ 1

{بخاری کتاب الجہاد و السّئیر باب اثم من عاھدتم ثم غدر}

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھتے تھے اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ غیبی خبر بیان فرمائی۔

(2) جب تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس غیبی خبر کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نہیں کی تھی، لوگوں نے اس کا سبب معلوم کرنے کیلئے سوال کیا لیکن جیسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آئندہ کے ان حالات (ما فی غد) کے بارے میں یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دی ہوئی ہے تو لوگ اُسی وقت مطمئن ہو گئے۔ اس سے وہاں موجود تمام لوگوں کے عقیدے کی وضاحت بھی ہوگئی۔

حضرت اُمِّ ربّیع رضی اللہ عنہا کا عقیدہ:

230- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن سراقہ نے غزوہ بدر میں جام شہادت نوش کیا اور وہ نوعمر تھے۔ ان کی والدہ (حضرت اُمِّ ربّیع رضی اللہ عنہا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارہ گاہ میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ جانتے ہیں حارثہ سے مجھ کو کیسی محبت تھی۔ پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر کسی اور حال میں ہے تو دیکھیے میرا کیا حال ہوگیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: افسوس کیا تو دیوانی ہے؟ کیا خدا کی ایک ہی جنت ہے؟ اس کی جنتیں تو بہت ساری ہیں...... وَاِنَّهٗ فِیْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ...... اور بے شک وہ تیرا بیٹا تو جنت الفردوس میں ہے۔

{بخاری کتاب المغازی باب فضل من شہد بدر 02 / 567، کتاب الرقاق باب صفۃ الجنّۃ 02 / 970}

سبحان اللہ! کیا بات ہے نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ زمین پر تشریف رکھتے ہیں مگر جنت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے ہے اسی لئے تو پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ اِنَّ کا تاکیدی اور قطعی لفظ استعمال کرتے ہوئے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے جنتی مقام کی خبر دے دی۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے وہ علم ومشاہدہ عطا فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کے ہر درجے کو بھی دیکھ رہے ہیں اور وہ درجہ پانے والے خوش نصیب جانثار کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

اس حدیث پاک سے حضرت حارثہ کی والدہ حضرت اُم ربیعؓ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیع علم ومشاہدہ کی قائل تھیں ورنہ اس سے سوال پوچھنے کا کیا مطلب جو جانتا ہی نہ ہو۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

231- حضرت مستورد قرشی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت آئے گی تو رومیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: میں وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم یہ کہتے ہو تو ان میں چار خصلتیں ہیں۔ وہ آزمائش کے وقت سب لوگوں سے زیادہ حلیم ہیں اور مصیبت کے وقت سب لوگوں سے جلدی دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور مسکینوں اور یتیموں اور کمزوروں کے لئے سب لوگوں سے بہتر ہیں اور پانچویں خصلت سب سے اچھی یہ ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ بادشاہوں کو ظلم سے روکنے والے ہیں۔

{مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ 02/392}

طوالت اگر بار خاطر نہ ہو تو مشہور اہل حدیث عالم قاضی سلمان منصور پوری کا ترجمہ و تبصرہ بھی پڑھتے چلیے، لکھتے ہیں:

صحیح مسلم میں موجود ہے کہ ابو مستورد قریشی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر

کے سامنے یہ بیان کیا کہ آخری زمانہ میں یورپین عیسائیوں کا دنیا میں زور ہو جائے گا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے روکا اور کہا: دیکھو کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: میں تو وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔

عمرو بولے: تب تو درست ہے۔ مزید لکھتے ہیں ......ناظرین غور کریں کہ یہ روایت صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت بیان کی کہ جب عساکر اسلام جملہ اطراف عالم میں مظفر یا منصور (کامیاب) تھے۔ جب ان کو عراق و شام و مصر، خراسان و ایران وسوڈان کی فتوحات میں کہیں ایک جگہ بھی شکست نہ ہوئی تھی۔ عیسائی، مسلمانوں کے سامنے جملہ ممالک میں پیچھے ہٹ رہے تھے اور عقل و وہم و قیاس سے نزدیک یورپین اقوام کی کثرت وغلبہ کی پیش گوئی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آ سکتی تھی۔

دنیائے اسلام کی یہی حالت امام مسلم (م 261ھ) کی زندگی تک موجود تھی مگر صحابی روایت کرتا ہے اور امام الحدیث اسے اپنی کتاب میں ایمان و ایقانِ صحت کے ساتھ درج بھی کر دیتا ہے۔ آج دنیا دیکھ لے کر امریکن (جو اپنی اصل زاد و نہاد کے اعتبار سے یورپین ہیں) برطانیہ، پرتگال، سویڈن، ناروے، سویٹزرلینڈ، سپین، جرمنی وغیرہ کی حالت کیا ہے؟
{رحمۃ للعالمین ج 03 ص 172}

اسی کو علمِ غیب کہا جاتا ہے کہ آئندہ کے جو حالات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتے ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیوں پہلے ان کا نقشہ کھینچ کر بتا دیا کہ کل کیا ہوگا؟

ہمارا تو اس حدیث پاک کے درج کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب اور حضرت مستورد قرشی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا عقیدہ واضح ہو، قاضی صاحب کی عبارت سے حضرت امام مسلم کا علمِ غیب کے بارے میں مثبت عقیدہ بھی واضح ہو گیا۔

حضرت عکاشہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ:

232- بخاری و مسلم میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھ پر اُمتیں پیش کی گئیں۔ پس ایک دو نبی گزرے جن

کے ساتھ لوگوں کی جماعت تھی۔ کسی نبی کے ساتھ ایک یا دو اُمتی تھے اور ایک نبی علیہ السلام ایسے تھے کہ ان کے ساتھ کوئی اُمتی نہ تھا۔ یہاں تک کہ میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی۔ میں نے اپنی اُمت کا خیال کیا تو کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کی قوم۔ پھر کہا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی اُمت ہے اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

233- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنّة... بغیر حساب 968/02 سے مروی حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے)۔ لوگ ادھر ادھر چلے گئے اور آپ ﷺ نے یہ ظاہر نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ چنانچہ کہنے لگے کہ وہ ہم ہیں کیونکہ اگرچہ ہم زمانہ شرک میں پیدا ہوئے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں یا پھر ہماری اولاد ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔

234- حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہوں گے؟) حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ جماعت ان لوگوں کی ہے جو نہ تو بدشگونی لیں، نہ منتر کریں، نہ داغ لگوائیں بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کریں ...... پھر حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ پھر ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: کیا میں بھی ان میں ہوں؟ فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ (مسلم کی حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عکاشہ! تم انہی لوگوں میں سے ہو۔

{بخاری کتاب الطب باب من لّم یرق 856/02۔ مسلم کتاب الایمان باب الدّلیل علی دخول... 117/01}

سبحان اللہ! یہ حدیث پاک تو حضور ﷺ کے علم و مشاہدہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سچے، سچّے اور پاکیزہ عقیدے کا منہ بولتا بیان ہے۔

اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ:

1

(1) حضور ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السّلام اور ان کے اُمتیوں کے ساتھ ساتھ اپنی تمام اُمت کو ملاحظہ فرمایا۔ اس میں قیامت تک کے وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے گویا حضور ﷺ تمام لوگوں کے عقائد ونظریات، اعمال وافعال وغیرہ ان کے سب حالات وکیفیات سے مکمل طور پر آگاہ ہیں اور یہ آگاہی محض اندازے کی بنیاد پر نہیں بلکہ مشاہدے کی بنیاد پر حاصل ہے اور مشاہدہ بھی ایسا کامل اور واضح کہ آپ ﷺ نے ان اُمتیوں میں سے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے والے خوش نصیب غلاموں کے چہروں کی چمک تک بھی ملاحظہ فرمائی۔

(2) کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ نہ کہا کہ حضور ﷺ! آپ کیا جانیں؟ آپ کو تو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں (معاذ اللہ) بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان ستر ہزار افراد کے تعین کے لئے قیاس آرائیاں کرنے اور حضور ﷺ سے ان کے بارے میں سوال کرنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عقیدے کی وضاحت بھی ہوگئی کہ حضور ﷺ کو تمام لوگوں کے اعمال وافعال، ان کے انجام اور اُخروی مقام کا یقینی علم حاصل ہے ورنہ ان قیاس آرائیوں اور ان ستر ہزار افراد کے بارے میں سوال کرنے کا کیا مطلب ومحل؟

(3) ضمناً یہ بھی کہ حضرت عکاشہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہما نے براہِ راست اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ میں دعا کرنے کی بجائے حضور ﷺ سے دعا کے لیے التجا کی اس لیے کہ وہ آپ ﷺ کو دعاؤں کی قبولیت اور مُرادوں کی برآری کے لیے وسیلۂ عظمیٰ جانتے تھے حالانکہ رب ان کی بھی شاہ رگ سے زیادہ قریب تھا اور ان کی بھی پکار سننے والا تھا مگر وہ شریعت اور صاحب شریعت کے مزاج شناس تھے۔ انہوں نے اپنے اعمال ہی پر تکیہ کرنے کی بجائے حضور ﷺ کو وسیلہ بنا کر ہمیشہ کے لئے سچے عقیدوں کی راہیں واضح کردیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاص راز دار حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

آب آخر میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بیان کیا جاتا ہے۔ اُسد الغابہ میں ہے کہ ان کا نام اس طرح لیا جاتا ہے، حذیفہ صاحبِ سِرِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فی المنافقین، یعنی منافقین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاص راز دار۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اس پیارے جانثار صحابی رضی اللہ عنہ کو کیا کچھ بتایا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غیبی علوم کے بارے میں ان کا کیا اعتقاد تھا، اس کے لئے درج ذیل احادیث پاک کا مطالعہ کیجیے۔

235- حضرت ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ بخدا میں اب سے لے کر قیامت تک ہونے والے ہر فتنے کو تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہوں اور میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ یہی حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے راز کی وہ باتیں بتائیں جو میرے علاوہ اور کسی کو نہیں بتائیں۔ ایک دن ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فتنوں کے متعلق بیان فرمارہے تھے، اس مجلس میں میں بھی حاضر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتنوں کو گنتے ہوئے فرمایا: تین فتنے ایسے ہیں جو کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے۔ ان میں سے بعض فتنے گرمیوں کی آندھیوں کی طرح ہیں، بعض فتنے چھوٹے ہیں اور بعض بڑے ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے علاوہ اس مجلس کے تمام شرکاء اب فوت ہو چکے ہیں۔ {مسلم کتاب الفتن 2/ 390}

236- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے اس کی خبر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دی ہے اور کوئی شے ایسی نہیں جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال نہ کیا ہو البتہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ سوال نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو کیا چیز مدینہ سے نکالے گی؟ {مسلم کتاب الفتن 02/ 390}

237- حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں واقعہ جرعہ کے دن آیا وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا: آج تو یہاں بہت خونریزی ہوگی۔ اس شخص نے کہا: بخدا ہرگز نہیں: میں نے کہا: خدا کی قسم! کیوں نہیں ہوگی؟ اس شخص نے کہا: بخدا ہرگز نہیں، میں نے

کہا: خدا کی قسم! کیوں نہیں ہو گی؟ اس شخص نے کہا: بخدا ہر گز نہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمائی۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا: آج تک میرے پاس بیٹھنے والوں میں تم سب سے بُرے آدمی ہو۔ میں تمہاری مخالفت کر رہا تھا حالانکہ تم نے اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حدیث سنی ہوئی تھی۔ تم نے مجھے منع کیوں نہیں کیا؟ پھر میں نے سوچا، اس غصہ سے کیا حاصل ہے؟ میں نے مڑ کر اس شخص کی بابت سوال کیا تو وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے۔ {مسلم کتاب الفتن 02 / 391}

ان احادیث پاک سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قیامت تک ہونے والے تمام فتنوں اور حالات و واقعات کا پورا علم حاصل تھا اس لیے کہ علم کے بغیر خبر کیسے دی جا سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جسے مناسب سمجھا اور جتنا مفید جانا، اس علم میں سے حصہ عطا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس سخاوت و فیاضی کو قرآن پاک نے یوں بیان کیا......وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ......کہ وہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں۔

238- خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی فرمایا......اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللهُ يُعْطِيْ......میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ مجھے عطا فرماتا ہے۔

{بخاری کتاب العلم باب من یّرد اللّٰہ خیر اً ج 1 ص 17، کتاب الجهاد باب فانّ للّٰہ خمسهٗ}

ان احادیث پاک میں آپ نے اللہ کی عطاؤں کی فراوانی بھی دیکھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تقسیم کا نظارہ بھی کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے، سب جانتے ہی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ان غلاموں کی نگاہوں سے بھی سب حجابات اٹھا کر انہیں بھی دانا و بینا بنا دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی کو دیکھ لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظرِ فیض اثر سے آپ رضی اللہ عنہ سینوں کے اندر چھپے ہوئے ایمان و نفاق کو ایسے جاننے والے تھے کہ اُسد الغابہ کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص مر جاتا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے تھے۔ اگر وہ اس کی نماز میں شریک ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھاتے اور اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شریک نہ ہوتے تو خود بھی نہ جاتے۔

1

سُوئے منزل......سُوئے مدینہ

تعظیمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ......معرفتِ توحید کا ذریعہ

یوں تو ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کی مظہر ہے تاہم انسان اس وحدہٗ لاشریک کا بہترین شاہکار اور اس کی صنّاعی کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ جمالِ خداوندی کا عکس اور اس کی صفات کا آئینہ ہے۔ اس کا بولنا، سننا اور اس کا دیکھنا ہر صفت میں اللہ تعالیٰ کی صفتوں کا اظہار اور جلوہ ہے اور پھر اس کے پسندیدہ اور خاص بندے، اس کے انبیاء ورُسل علیہم السّلام تمام کائنات اور کائنات کی تمام مخلوقات کے حسن و جمال کے جامع ہوتے ہیں۔ ان کی سماعت و بصارت اور ان کا فکر و تدبر غرض ہر صفت پورے جوبن اور درجہ کمال پر ہوتی ہے۔ ان کی ہر صفت اللہ تعالیٰ کی خاص دلیل اور خاص نشانی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن پاک میں اپنی عظمتوں کی ان نشانیوں کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کی تعظیم کرنے کو دلوں کا تقویٰ قرار دیا ہے۔ {سورۃ الحج:32}

ان انبیاء ورسل علیہم السّلام میں ہمارے حضور، تاجدارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تو شان ہی نرالی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء کے سردار اور ان کی تمام خوبیوں اور حسن و جمال کے حامل و جامع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر ادا اور ہر صفت صفاتِ خداوندی کا ایسا صاف و شفاف آئینہ ہے کہ جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفتوں کی عظمت تسلیم کی، وہ مغفرت خداوندی کا کمال پا گیا۔ ایسے ہی خوش نصیب کے لیے فرمایا گیا:

مومن کی فراست سے ڈرو اس لیے کہ وہ اللہ تعالی کے نُور سے دیکھتا ہے۔ {ترمذی}

240- بخاری شریف کی حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے...... میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعے میرا قُرب حاصل کر لیتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ میری پناہ پکڑے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔

{بخاری کتاب الرقاق باب التّواضع 02/963}

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس محبوب بندے کا دیکھنا، سننا، چلنا اور پکڑنا سب تائیدِ خداوندی سے ہوتا ہے۔ اس کی سماعت و بصارت اور اس کا علم و اختیار غرض اس کی ہر صفت دوسروں سے ممتاز اور جدا ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں وہ چیزیں دیکھ لیتی ہیں جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے کان وہ آوازیں سن لیتے ہیں جو دوسرے نہیں سن سکتے۔

خود سوچیے! جب ایک کامل مومن کی یہ شان ہے تو جن کے صدقے مومن کو ایمان اور یہ مقام حاصل ہوا، ان کی کیا شان ہو گی؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ پیارے محبوب اور سب سے زیادہ رب تعالیٰ کے قریب ہیں۔ ان کی سماعت و بصارت علم و اختیار کے کیا کہنے۔ خود نماز سے پہلے اپنے غلاموں سے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میں جانب قبلہ ہی دیکھتا ہوں۔ جبکہ اللہ کی قسم، مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع پوشیدہ نہیں۔ میں تمہیں اپنی پشت پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

{بخاری کتاب الصلوٰۃ باب عظۃ الامام النّاس 1/59}

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہ فرشتے اوجھل، نہ جنت مخفی، نہ جہنم پوشیدہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہزاروں میل کے فاصلوں کی خبریں بھی دیں اور ہزاروں سال بعد کے زمانوں کی خبریں بھی دیں۔

الغرض حضور ﷺ کو قادر و قدیر رب تعالیٰ نے ایسے حواس و قویٰ اور صفات و اعضاء سے نوازا ہے کہ آپ ﷺ کی نظیر و مثال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جس طرح عمارت کی خوب صورتی سے کاریگر کی مہارت اور کتاب کی تحقیق سے مصنف کی علمیت کا پتہ چلتا ہے اس طرح جب کوئی انصاف اور محبت کی نظر سے آپ ﷺ کی شخصیت، آپ ﷺ کی سماعت و بصارت اور آپ ﷺ کے علم و آگہی کا مطالعہ کرتا ہے تو پکار اُٹھتا ہے کہ جب ان کا دیکھنا ایسا ہے تو ان کے خالق و مالک کا دیکھنا کیسا ہوگا۔ جب ان کا سننا ایسا ہے تو ان کے خالق و مالک کا سننا کیسا ہوگا۔ یُوں آپ ﷺ کی شخصیت اور آپ ﷺ کی صفتوں کی عظمت تسلیم کرنے والا خدا تعالیٰ کی معرفت و قربت حاصل کر لیتا ہے۔

مگر تمام لوگوں کے رویّے ایک جیسے تو نہیں ہوتے۔ بعض ان عظمتوں کو تسلیم کرتے ہیں تو بعض ایں و آں کے ہیر پھیر سے ان عظمتوں کو تسلیم کرنے والوں پر شرک کے فتوے داغ داغ کر اپنے اندر کی آگ کو ہوا دیتے ہیں۔

انصاف سے بتایئے، کیا اس سے عقیدۂ توحید کی دولت ہاتھ آئی یا شرک کا دروازہ کھلا؟

میرے محترم! یہاں تو شرک کی تمام جڑیں کٹ گئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ ﷺ کی عبادت بھی روا رکھی جاتی تو یقیناً شرک ہوتا۔ آپ ﷺ کے علم و اختیار کو مقدار و نوعیت میں اللہ تعالیٰ کے علم و اختیار کے برابر قرار دیا جاتا تو یقیناً شرک ہوتا۔

اس سلسلے میں بار بار بالوضاحت عرض خدمت ہے......

(1) اللہ تعالیٰ خالق ہے اور آپ ﷺ مخلوق ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں ذاتی ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں اور آپ ﷺ کی تمام صفتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہیں اور آپ ﷺ اپنے رب تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ کا علم و اختیار اور دیگر تمام صفتیں ازلی و ابدی اور مستقل ہیں اور آپ ﷺ کی تمام صفتیں حادث ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ کا علم واختیار ایسا وسیع ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے جتنا بھی وسیع علم واختیار تسلیم کرلیا جائے، اسے اللہ تعالیٰ کے علم واختیار کے مقابلے میں وہ نسبت بھی حاصل نہیں جو ایک بوند پانی کے کئی کروڑ ویں حصے کو بے کنار سمندر کے مقابلے میں حاصل ہوتی ہے۔

اب بتایئے، اتنے فرق کا اعتقاد رکھنے کے باوجود مساوات کا الزام دینا عجیب جرأت نہیں تو کیا ہے؟ جس کی بات کرنی ہو، اُس کا اعتقاد تو اُسی سے دریافت کرنا چاہیے۔ جب ذمہ دار علماء اور معتبر کتابیں موجود ہیں تو اپنی طرف سے دوسروں کا اعتقاد فرض کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بھلا ریت پر محل تعمیر کرنا کوئی عقل مندی ہے؟

شرک کا معاملہ شریعت کا نازک ترین مسئلہ ہے۔ ایسے نازک مسئلہ پر ایسا غیر تحقیقی اور غیر محتاط رویہ اختیار کرنے سے جتنا بھی گریز کیا جائے، کم ہے۔

میرے آقا ﷺ کے اُمتی کہلانے والو، میرے آقا ﷺ کا کلمہ پڑھنے والو! حضور ﷺ کی ذات کو متنازعہ نہ بناؤ۔ آپ ﷺ تو مرکزِ کائنات ہیں، آپ ﷺ کے دامن کرم سے وابستہ رہ کر ہی مرکزیت برقرار رکھی جاسکتی ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اصلِ کائنات ہے، حقیقی زندگی حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنا ہوگا۔ آپ ﷺ جانِ ایمان ہیں، اگر اپنے دلوں کی دنیا شاد وآباد رکھنا چاہتے ہو تو اپنے دلوں کو حضور ﷺ کی محبت وعقیدت سے لذت آشنا کرو۔ آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم بجالاؤ۔ اسی کا نام مرکزیت ہے، اسی کا نام حیات اور اسی کا نام ایمان ہے۔ اسی جذبے سے عبادت میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ اسی رویّے سے ابدی فلاح حاصل ہوتی ہے۔ یہ جذبہ حاصل نہ ہو تو عبادت سے طاعت کا ثواب نہیں، منافقت کا عذاب ملتا ہے۔ یہ رویہ اختیار نہ کیا جائے تو کامیابی کے ہار نہیں، ناکامی کے طوق پہنائے جاتے ہیں۔

مسلمانو! اگر ذلّت و رسوائی سے نجات حاصل کر کے عزت و عظمت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ذاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت اور ادب و احترام کا تعلق بہتر اور مضبوط بنانا ہوگا۔ نماز، روزے کی اہمیت مُسلَّم، طاعت و ریاضت کی فضیلت بجا مگر تمام اعمال کی بنیاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و عقیدت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و تکریم پر اُستوار کرنا اولین ضرورت ہے۔ یہی عمل کی اساس ہے، یہی تبلیغ کا مرکزی نکتہ اور اسی پر نجات کا مدار ہے۔

خدارا اُپنا تعلق بہتر بناؤ، اپنے عمل اور اپنی تبلیغ کا جائزہ لو اور اپنی نجات کی فکر کرو۔ مجھے تسلیم ہے کہ پختہ عادتیں اور پرانی رفاقتیں بدلنا آسان نہیں ہوتا مگر عادتوں کی برائی اور رفاقتوں کی ہلاکت سے بچنے کے لئے اپنی ہمت، اپنی توانائی، اپنے فکر اور اپنے عمل سے جتنا بھی کام لینا پڑے، دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ آئندہ کی آسانی اور کامیابی کے لئے ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس مقام پر ایک مخلصانہ مشورہ ہے۔ مفید لگے تو ضرور آزمانا:

ہمیں اپنی دوستی اور اپنی عقیدت کا از سر نو جائزہ لینا چاہیے پورے انصاف اور پوری دیانت داری کے ساتھ جِس کی دوستی اور رفاقت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب و احترام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و تکریم کے جذبے پروان چڑھیں، صرف وہی دوستی اور رفاقت برقرار رکھنے میں فائدہ ہے اور وہ محفل جہاں آنے جانے سے، وہ شخص جس کے ساتھ میل جول رکھنے سے ادر وہ کتاب جس کا مطالعہ کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب و احترام مجروح ہو، اس محفل کا ایک ایک لمحہ کالا ناگ ہے، اس شخص کی ایک ایک بات تیز تلوار اور اس کتاب کا ایک ایک حرف زہرِ قاتل ہے۔ ایمان بچانے کیلئے کالے ناگ، تیز تلوار اور زہرِ قاتل سے بچنا ہوگا۔

ہوشیار رہنا، ایسی محفل کے مصنوعی تقدس، ایسے شخص کی مصنوعی شرافت اور ایسی کتاب کے مصنوعی حسن کے باعث احتساب اور جائزے کا عمل مشکل تر ہو جاتا ہے۔